بلاغة الحسینؑ

(تذکرہ - در اردو)

٥٥٢٩٢

~~٤١٢٢٤~~

فرید کرکوک وقف نسخهٔ یتیمه

برای کتابخانهٔ وقف نسخهٔ یتیمه

مجموعهٔ محبت جناب سید محمد علامه [illegible]

[illegible]

تحریراً فی ١٠ ربیع الثانی سنه ١٢٩٥

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بلاغۃ الحسین

تالیف الاستاذ مصطفی المحسن الموسوی دام برکاتہم

مترجمہ

مولوی سید محمد باقر صاحب قبلہ

مولوی فاضل صدر الافاضل

قیمت تین روپیہ

شہادۂ عظمیٰ

مشہور کانگریسی لیڈر اور نامور عالم اہلسنت جناب مولوی ابوالکلام آزاد صاحب دہلوی کے حیرت خیز رسالہ شہید اعظم پر (جس کو ایسے طرز سے لکھا ہے کہ ثابت ہوتا ہے یزید جائز و برحق اور تسلیم شدہ خلیفۂ رسولؐ تھا۔ امام حسینؓ نے بغیر کسی حق اور صحیح عذر کے محض بادشاہت کے لالچ میں اس سے بغاوت کی جس پر خود آپ کے مخصوص عزیزوں نے بھی آپ کو بہت سمجھایا مگر آپ پر حکومت اور دنیا پرستی کی طمع کا نشہ اس درجہ سوار تھا کہ کسی ایک کی نہیں سُنی اور اپنی ضد پر قائم رہے۔ آخر یزید کے گورنر ابن زیاد نے آپ کو فتنہ و فساد سے باز رکھنے کی پوری جد و جہد کر لینے اور ہر تدبیر سے مایوس ہو جانے کے بعد انتہائی مجبوری کے عالم میں امن و امان قائم رکھنے کی غرض سے قتل کرا دیا مگر اس دھبہ سے یزید کا دامن بالکل پاک تھا۔ ابن زیاد نے صرف اپنے ذاتی فیصلہ سے حضرت کی سرکشی کی سزا میں آپ کا خون بہایا جس میں اس کی نیت بھی درست تھی اور اس کا یہ انتظام بھی صحیح تھا) پر جامع تحقیقی اور مفصل تبصرہ۔ واقعہ کربلا کے مفصل اسباب اس جہاد کی اصلی غرض و غایت، امام مظلوم کی مجبوریاں، اس قربانی کے حقیقی وجوہ و اسرار، حضرت کے خوشی سے جام شہادت نوش فرمانے کا راز۔ اس سخت ترین اسلامی حادثہ کے پورے تاریخی حالات اور تمام مستند تاریخی بیانات کا مرتب مجموعہ۔ جس میں بفضلہ تعالیٰ شہدائے کربلا اور حضرات اہلبیتؑ کے مصائب کے کل واقعات تفصیل سے اور کمال ترتیب کے ساتھ اور سہل عبارت میں لکھے گئے ہیں۔

قیمت صرف پانچ روپیہ (صہ)

ملنے کا پتہ

دفتر اصلاح کھجوا (بہار)

مقدمہ

(از فدائے ملت محسن قوم جناب شیخ ممتاز حسین صاحب جونپوری سابق صدر انجمن وظیفہ سادات و مومنین لکھنؤ)

آج زیر نظر کتاب بلاغت الحسین کی روشنی میں واقعہ کربلا اور امام حسین علیہ السلام کو ہم اس مقدمہ میں نئے عنوان سے پیش کرنا چاہتے ہیں۔

ابتدائے آفرینش سے اس وقت تک اقوام عالم اور تمام ملتوں کے تمدن و ترقی کی رفتار اور تاریخ پر نظر کی جائے اور خود وہ بلند پایہ چیز جس کا نام اور مفہوم انسانیت ہے اس پر گہرا تاریخی تبصرہ کیا جائے اور ساتھ ہی ساتھ ہر زمانے میں ہر جگہ اور ہر سرزمین پر جو بلند نظر ہستیاں عالم وجود میں آتی گئیں اور وہ تکمیل انسانیت کے لیے سرگرداں رہیں ان کے کردار اور عمل کو دیکھا جائے تو ایک بڑے راز کا پتہ چلتا ہے کہ جس پایہ پر انسانیت کو پہنچنا چاہیئے اس حد تک انسانیت ابھی نہیں پہنچی۔ رسولؐ اور خاندانِ اہلبیتؑ کی منتخب فردیں بذات خود اس بلند پایہ پر افضال خداوندی سے فائز تھیں اور دنیا کو اس کی تعلیم دیتی رہیں اور تکمیل انسانیت کے لیے کوشاں تھیں مگر زمانے نے ان کا ساتھ نہ دیا اور ان کے قدرتی معیار بلند کو دنیا سمجھ نہ سکی اور یہ منتخب ہستیاں جو یادگار نقوش عمل چھوڑ گئیں یا دنیا کے بعض حکما مثل سقراط وغیرہ نے وحدانیت اور انسانیت کی ترقی کے لیے جو کچھ کیا اس نظریہ پر ہزارہا ہزار سال آگے آنے والے زمانے کے بعد شاید دنیا کی نظر پہنچے اور اس پر عمل ہو تو ہو اس کمالِ انسانیت کا وہ راز جو توحید اور وحدانیت کے بھیس میں واقعہ کربلا اور امام حسینؑ کے کردار اور سیرت میں چھپ کر اس لیے رہ گیا کہ کربلا کی جنگ سر کرنے کے لیے جتنی

مصیبتیں خود امام حسین علیہ السلام اور انکے خاندان اور تابعین نے جھیلیں وہ اتنی دردناک اور انسانیت سوز تھیں کہ دنیا خود اسکے بوجھ اور غم کے دباؤ سے اُبھر نہ سکی اور کربلا کے واقعہ کی خاص خصوصیت اور امام حسین علیہ السلام کے بلند سے بلند تر اور غیر فانی کردار کی قدر کرنا بھول گئی اس لیے واقعۂ کربلا اور امام حسینؑ کو ہم دنیا کے سامنے عام انسانیت کی روشنی میں نہ پیش کر سکے اور خود امام حسینؑ کے علمی و عملی کمالات اور کردار اور بہت سے محاسن اُجاگر ہی نہ ہو سکے۔

یورپ کے مصنفین مسو ماربین اور جوزف اپنی اپنی تصانیف میں صرف اتنا اشارہ کر گئے کہ امام حسینؑ اپنے عہد کے سب سے بڑے سخی اور بڑے زبردست سیاست داں اور سب سے زیادہ شجاع تھے۔ کسی نے صبر و استقلال اور ہمت وغیرہ کی تعریف کی۔ مرثیے حدیثوں میں امام حسینؑ اور طرح پیش ہوئے۔

نظر سے بہت ہی دور اور صدہا سال کی راہ طے کر کے نظر آنے والے انسانیت کے جلووں کو جو بعید زمانے میں نظر آئیں گے کسی طرح بھی کوئی نہ دکھا سکا اور یورپ والوں اور دنیا کے اہل علم و ادب انسانوں کے لیے امام حسینؑ کا کوئی لٹریچر سامنے نہ تھا اس لیے مدت سے دل تڑپتا تھا کہ علم و ادب، اخلاقیات و دیگر کمالات انسانی کی اعلیٰ ترقی کا جلوہ کربلا اور امام حسینؑ کی ذات سے دکھایا جاتا مگر ایسا سامان نہ ہوا۔

جناب جوش ملیح آبادی نے تلامذ الرحمان کے زمرے میں ہونے کی وجہ سے اس پر چھچلتی نظر دوڑائی۔ یعنے انسانیت ابھی سب منزلیں طے کر کے اس منزل پہ پہنچی تھیں جس پہ حسینؑ پہنچ کر کارنمایاں کر گئے اور اس طرف اشارہ وہ یوں کر گئے ؎

انسان کو بیدار تو ہو لینے دو   ہر قوم پکارے گی ہمارے ہیں حسینؑ

خدا بھلا کرے علامۂ دوراں عالم متبحر جناب مولانا حکیم سید علی اظہر صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہ کے پوتے مولوی سید محمد باقر صاحب مولوی فاضل صدر الافاضل کجھوی کا

جنھوں نے حضرت امام حسینؑ کے چند فصیح و بلیغ خطبے خطوط اور مختصر حکیمانہ کلمات کا اُس تالیف سے ترجمہ کرکے پیش کیا جو جناب علامہ مصطفےٰ محسن الموسوی الحائری نے جمع کیا ہے اور کربلا کے حسینی عمل کی ان اقوال سے مطابقت کا ادبی مواد اس طرح فراہم ہو گیا حقیقتاً یہ بہت بڑی خدمت ہے جو اپنی اپنی زبان کے ادب اور علوم اور انسانیت کے لیے ان حضرات نے کی ہے۔ اس لٹریچر نے امام حسینؑ کی بلند اور عالمانہ ہستی کی وہ شان پیش کر دی جو مخفی تھی۔

توصیف کلام یہ تصنیف بلاغۃ الحسینؑ اپنی جگہ تعریف اور ادبی محاسن اور انسانیت و وحدانیت و دین و دنیا کی تعلیم کے لیے ایک مختصر اور جامع انسائیکلوپیڈیا ہے جس کی نظیر اس وقت شاید دنیا کی ترقی یافتہ ملکوں کے لٹریچر میں کمتر ملے گی خصوصاً توحید کی تعریف میں تو ہمارا خیال ہے کہ کم سے کم اور عام فہم لٹریچر کہیں نہ مل سکے گا۔ اس دعوے میں شک ہو تو روسی، جرمنی، انگریزی، پرتگالی اور دیگر زبانوں میں اس کا ترجمہ کرا کے بازار تمدن و تہذیب کی تمام تصانیف کے مقابلے میں رکھ کر زمانہ خود اطمینان کر لے۔ اتنے اختصار اتنے پُر مطالب اتنے ادبی محاسن اتنے زور اور طاقت لیے کلمات کا ادا ہو جانا جس طرح کلام امام میں ہیں۔ اگر ہر کسے ادیب کے لیے ناممکن نہیں تو آسان بھی نہیں۔ اس میں توحید کا خطبہ واقعۂ کربلا کے جسم کے لیے بمنزلۂ روح کے ہے۔ امام کے لٹریچر کے زور اور نثر میں نظم کے مدّ و جزر کی کیفیت کو واضح کرنے کی غرض سے اور صرف سمجھانے کے لیے یہ کہا جا سکتا ہے کہ شیکسپیر۔ انیس۔ فردوسی۔ تلسی داس۔ ہومر وغیرہ کے کلام اور خیالات کے ادا ہونے کی تعریف اسی لیے تو کی جاتی ہے کہ تخئیل اور ادبی محاسن اور ادائے کلام کا طریقہ اتنا مکمل ہے اور اتنا مختصر اور تمام حدود سے درست ہے کہ وہ بات ہر انسان کے بس کی نہیں لیکن

ان تمام ادیبوں کا حکیم روحانی سے کیا مقابلہ۔ کہاں دنیاوی علم کہاں روحانی فیوض کا اثر۔

"بلاغت الحسینؑ" کی نثر میں تمام محاسن کو گہری تنقیدی نظر سے ڈھونڈھیے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک دریا ہے جو بڑی تیزی اور روانی سے بہتا چلا جاتا ہے اور ادبی جواہر پارے اور موتی ہر موج کے ساتھ کروٹیں بدلتے اور ڈھلتے اور آپ ہی آپ بہتے چلے جا رہے ہیں۔ اس مجموعہ کی عربی عبارت میں صنعتِ مراعات النظیر صنعت تضاد وغیرہ کا استعمال بڑی بے تکلفی سے ہو رہا ہے۔ اور ادبی تمام خوبیوں سے کلام مملو ہے۔

اس مجموعہ بلاغت الحسین میں امام کے اصل کلام کو ایک صفحے پر لکھا گیا ہے اور نہایت سلیس ترجمہ سامنے کے صفحے پر ہے۔ یہ طریقہ مسلسل عبارت کے پڑھنے اور لطف اٹھانے کے ساتھ روانی میں خلل انداز نہیں ہوتا۔ عبارت کی بڑی خوبی اور مصنف کی قادر الکلامی کا بڑا ثبوت یہ ہے کہ کلام میں ایجاز و اختصار ہو اور اس میں مطالب زیادہ ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ نظم میں یہ باتیں بدرجہ اتم ہوتی ہیں اور اس کا بڑا اثر ہوتا ہے۔ نثر میں آزادی ہوتی ہے اس لیے عموماً یہ باتیں اور قیود اکثر نظر انداز ہو جاتے ہیں اور کلام کا تجزیہ کیا جائے تو بڑے بڑے ادیب کو اس کا خیال کہیں نہیں رہتا مگر اس ایک ہی صفت کو تمام مجموعہ بلاغت الحسینؑ میں دیکھا جائے تو ہر جگہ یہ صفت اس طرح پائی جاتی ہے جیسے رنگ سنگ ڈھنگ کسی نگینہ میں ہوں اسکی تائید میں اور جہاں کہیں امام حسینؑ کا کلام ملتا ہے دو دو لفظوں میں جو بات آپ نے ادا فرمادی ہے وہ صفحات میں ادا نہیں کی جا سکتی۔ امام حسینؑ کا قول ہے الصدق عز سچائی عزت ہے السر امانۃ بھید امانت ہے۔ الخلق الحسن عبادۃ اچھا خلق عبادت ہے۔ ان جملوں کی تشریح سرفراز پریس کی

مطبوعہ ایک کتاب "انوارِ حکمت" کے دیکھنے سے امام حسین علیہ السلام کے ایجاز اور اختصار کے جوہر اور واضح ہوتے ہیں اور اس قسم کے ایجاز و اختصار تمام تر اس کتاب میں جلوہ ریز ہیں۔ زیرِ نظر کتاب بلاغت الحسینؑ میں بسلسلہ توحید لا تجلہ فی ولا توقتہ اذ ولا تو امرہ ان میں نصاریٰ کے عقائد کی رد جس اختصار سے یوں کی گئی ہے کہ خدا کی ذات حلول سے بری ہے نہ اس میں کوئی چیز سما سکتی ہے نہ وہ کسی شئے میں سما سکتا ہے (فی) اور (اذ) کے لفظ سے جو کام لیا گیا ہے وہ اختصار و ایجاز کا حد اعجاز ہے۔ اگر اس کتاب کے اسی باب اول کے پہلے خطبہ توحید کی کوئی تشریح کرنا چاہے تو جن مطالب کو حضرت امام حسین علیہ السلام نے دو دو لفظوں میں ادا کر دیا ہے وہ صفحات میں بھی ادا کرنے سے مطالب تشنہ رہ جائیں گے۔

سند و ثبوت معتبر کہاں سے یہ کلام ملا اور آیا یہ امام حسینؑ کا کلام ہے بھی یا نہیں اسکے اسناد یکجا کرنے اور ثبوت و دلائل مہیا کرنے کے سب اسباب موجود ہیں مگر سلسلہ بسلسلہ ان کو ایک جگہ قلمبند کرنے میں طوالت ہے۔ ایک جو سب سے اہم اور بڑا ناقابل تردید ثبوت ہے وہ ادبی عنوان اور ذوق سلیم کے ذریعہ سے ہم پہنچا ہے اور اس کو اُن بڑے بڑے ادیب عربی دانوں سے معلوم کیا گیا ہے جن کی عمریں تعلیم اور تحصیل و مشاغل ادبی و مذہبی میں یہاں اور عرب کے ملک میں اور فقیہ و ادیب کی صحبتوں میں گزری ہے اور وہ یہ بات ہے کہ اہلبیت علیہم السلام کی ایک خاص زبان ہے اور حضرت علی علیہ السلام کے خطبات "نہج البلاغہ" "صحیفہ علویہ" اور دیگر اقوال اور امام چہارم امام زین العابدین علیہ السلام کے ادعیہ "صحیفہ کاملہ" سے امام حسین علیہ السلام کے کلام بلاغت نظام کے عنوان کی پوری پوری مماثلت ہوتی ہے۔ امام عالی مقام کے عہد کی جو زبان ہے خاندان اہلبیت کا جو طرز بیان اور ادائے خیال کا جو عنوان ہے سب اس کلام میں پایا جاتا ہے۔ امام حسینؑ علم و کمال کے وہ منور آفتاب ہیں جو رسولؐ،

فاطمہ، علی اور حسن علیہم السلام جیسے آفتاب و ماہتاب سے ضیاء گیر اور خود ضیاء پاش ہیں ان کے نور کے پرتو امام چہارم جیسے ادیب کامل ہیں جن کی صحیفۂ کاملہ میں کتنے علوم کے مسائل اس طرح حل ہو گئے ہیں جیسے بہت سی دوائیں ایک ساتھ مل جل گئی ہوں۔ یہی باتیں بلاغۃ الحسینؑ میں بھی ہیں جو قرآن کی فصاحت۔ نہج البلاغہ کے زور بیان کا قدر شناس ہو وہی بلاغۃ الحسینؑ کے کلام کی سچی قدر کر سکتا ہے۔

بلاغۃ الحسین میں حسن بصری جیسے عالم کے استفسار کے جواب میں قدر کے تشریح و مطالب کو جس طرح امام حسینؑ نے بے تکلف بیان فرمایا ہے اس نے علم کلام کے مشکل مسائل کو حل کر دیا ہے اس سے نہ صرف امام حسینؑ کے ذاتی اور خاندانی وادبی و دینی کمال کا اظہار ہوتا ہے بلکہ حسن بصری جیسے عالم کا اعتقاد جو امام حسینؑ سے استفسار کر کے حصول اطمینان کے متعلق ہے اسکا بھی ثبوت ملتا ہے۔ تمام متقدمین و متاخرین علمائے اسلام کی تفسیروں سے اگر مقابلہ کیا جائے اور دیگر اقوام اور ملل کے اہل علم کے کمالات پر نظر کی جائے تو یہ پتہ چلتا ہے کہ امام حسینؑ کے علم میں کوئی ایسی شان ہے جو اور جگہ نہیں ملتی اور اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ خاندانی صحبت و تعلیم جن کا واسطہ عالم قدس اور درسگاہ خداوندی سے ہے انہیں کے فیوض سے امام کا سینہ مملو تھا۔ خاندان اہلبیت کے طرز بیان کی ایک یہ بھی شان تھی کہ سچ بات کے بیان کرنے اور پند و نصائح اور عیوب سے باخبر کرنے میں حسن اخلاقی جرأت کی ضرورت سمجھتے تھے اسکے اظہار میں کبھی خوف و باک نہ فرماتے تھے یہ خاندانی اور روایتی شان اس کتاب کے اس خطبے سے ظاہر ہے جو یزید کے لیے بیعت حاصل کرنے کے ارادے کے متعلق معاویہ کو لکھ کر امام حسینؑ نے ظاہر فرمایا ہے۔ یہ باتیں امام کا کلام ہونے کا بیّن ثبوت ہیں۔

کربلا اور کربلائے حسینؑ

کربلا کی جنگ کی نوعیت سمجھنے میں دنیا والوں خصوصاً یورپ کے مورخین اور علماء نے بڑی بڑی غلطیاں کی ہیں

اسی غلطی کا نتیجہ وہ معرکۃ الآرا انگریزی کا مضمون بھی ہے جو یورپ کے مشہور صحیفہ انیسویں صدی و ما بعد Nine teen th century + after میں چھپا تھا جس میں چرچ اور اسٹیٹ یعنے دنیاوی سلطنت و مذہبی حکومت پر الگ الگ نظر کر کے اسلام اور امام حسینؑ کی جنگ کربلا پر غلط فہمی سے اعتراض کیا گیا تھا۔ حقیقتاً کربلا کی جنگ اور امام حسینؑ کو سمجھنے کے لیے ایام جاہلیت بلکہ آفرینش عالم سے صدر اسلام تک کی تہذیب انسانیت اور رسولؐ کی تعلیم اور صرف خاندان اہلبیتؓ کی ذمہ دار ہستیوں کے کردار کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔

کربلا کی جنگ کی علت غائی

جو کچھ تکمیل مدارج انسانیت میں ہے وہ توحید کی تعلیم میں ہے اور دنیا کے تمام موحد اوتار پیغمبر رسول اور بزرگان قوم جس توحید اور انسانیت کی تعلیم کا پُراثر سبق نہ دے سکے اسی توحید کا عملی سبق کربلا کی جنگ کی صورت میں ظاہر ہوا اور اس کتاب بلاغۃ الحسینؑ کے پہلے خطبے میں جو محض توحید پر ہے اس کا ثبوت ملتا ہے کہ توحید کا سمجھنا نہ صرف ذات خداوندی کا سمجھنا اور سمجھانا ہے بلکہ عین انسانیت کے جوہر لطیف کا سمجھنا اور سمجھانا ہے اور دنیا میں تمام خرابیوں اور بدکرداریوں کی جڑ یہی غلط فہمی ہے۔ توحید کا پرچار اور سبق جس طرح کربلا میں دیا گیا اس نظریہ کو صحیح طور سے سمجھنا ہو وہ خود امام حسین علیہ السلام کی زبان سے ادا ہونے والے اس خطبے میں دیکھے جو بلاغۃ الحسینؑ میں ہے اور اسی کی ایک کڑی صمد کے نظریہ کی توضیح ہے جو بصرہ کے صاحبان بصیرت کے استفسار کے جواب میں امام نے پیش فرمایا ہے۔ کربلا کے تمام شہیدوں کا ایک ایک وار اور ایک ایک حملہ ان خطبات، و اقوال حسینی کا ایک ایک جملہ اور ایک ایک فقرہ ہے۔ کربلا کی جنگ کا صحیح منظر اور مفہوم جسے سمجھنا اور دیکھنا ہو وہ امام کے کلام کو دیکھے جو بقائے دوام کی سند ذات واجب الوجود کی قدامت کے ساتھ

توحید وصمد مندرجہ بلاغۃ الحسینؑ کے ساتھ لے کر آئے ہیں۔

امام حسینؑ کا مفہوم

ہم امام حسینؑ کو کربلا کے فاتح اور صابر وشاکر بہادر، شجاع اور سرزمین نینوا کے ہیرو کی حیثیت سے دیکھتے ہیں مگر بلاغۃ الحسینؑ میں علمی وفلسفیانہ وادبی وحکیمانہ نظریہ سے لبریز جو کلمات نظر آتے ہیں اس نے دنیا کی آنکھیں کھول دیں کہ یہ تو گویا دوسرے حضرت علی فصاحت وبلاغت کے میدان کے ہیرو ہیں۔ ہم تو اگر اسی بلاغۃ الحسینؑ کو لے کر نہ صرف ترقی یافتہ یورپ بلکہ تمام دنیا کو سمجھائیں کہ امام حسینؑ کتنے زبردست ادیب کیسے عدیم المثال عالم حکیم، فقیہ اور قادر الکلام تھے اور کربلا کے اتنے مشہور عدیم المثال کارنامے اور کارناموں کا سبق دینے والے شہدائے کربلا کو ہم بھول بھی جائیں اور ایک عالم باعمل اور معلم توحید کے نظریہ سے حسینؑ کی ذات گرامی پر نظر کریں تو حسینؑ کی نظیر ملنا آسان نہ ہوگا اور پوری طرح سمجھ میں آجائے گا کہ کربلا میں توحید کی جنگ کا مفہوم حسینؑ اور حسینؑ کی عدیم المثال روحانیت اور کمالات انسانیت کی مادی تصویر کربلا کی جنگ ہے۔ اور یہی نکتہ ہے جس کی روشنی کی چھوٹ اس کتاب سے پڑ رہی ہے اور اس مقدمہ کی ابتدا میں اس کے اظہار کا وعدہ کیا گیا تھا۔

یہ مقدمہ صرف مختصر اشارات کے لیے ہے اس کا مقصد کلام امام کی تشریح نہیں نہ تشریح ممکن ہے اس لیے چند باتیں جو لطور نمونہ پیش کر دی گئیں ان کی مثالیں ہر ذوق والے اس مختصر مجموعہ میں خود تلاش کر سکتے اور اپنے سے بہتر اہل علم اور اہل ذوق سے تلاش کرا سکتے ہیں۔

ممتاز حسین جونپوری

۱۰ر اگست ۱۹۵۲ء

باسمہ سبحانہ

مقدمہ بلاغت الحسینؑ

(اثر خامہ حضرت فاضل جلیل عالم نبیل جناب مولانا سید سبط الحسن صاحب فاضل ہنسوی دام فیضہم)

"حمداً لمن جل عن الاشباہ والانداد حمداً لا انقطاع لہ ولا نفاد والصلوٰۃ والسلام علی اشرف الانبیاء محمد افضل من نطق بالضاد وآلہ الائمۃ الامجاد الذین ہم ابلغ من ابان عن المراد"۔

لمعۃ من بلاغۃ الحسین

ہمارے دانشمند دوست آقائی مصطفےٰ المحسن الموسوی الحائری (آل اعتماد) نے "لمعۃ من بلاغۃ الحسین" کو مرتب فرما کر دوستداران حسینؑ وشیدایان علم وادب کے سامنے بطور ارمغاں کے پیش فرمایا، یہ تحفہ ہندوستان بھی پہنچا لیکن عربیت سے دور ہونے کی وجہ سے اسکی ضرورت محسوس ہوئی کہ اس کا اُردو ترجمہ بھی ہوتا۔ قابل تمجید ہیں مولانا سید محمد باقر النقوی صدر الافاضل (آل فخر الحکماء) کہ موصوف نے بہت جلد اس کا ترجمہ فرما کر قوم وملک کے سامنے پیش فرمادیا۔ "لمعۃ من بلاغۃ الحسین" کیا ہے؟ یہ نام ہی سے ظاہر ہے کہ "حسینؑ بن علیؑ" کے خطبات ورسائل وکلمات قصار کا ایک مختصر مجموعہ ہے۔

حسینؑ بن علیؑ؟

کون "حسینؑ بن علیؑ" شہید کربلا، سید الشہداء، سبط محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم؛ وہ جن کے متعلق الاستاذ حسن احمد لطفی البیرقی لکھتا ہے:۔

فی بیت النبوۃ المشرقۃ بالانسانیۃ المثلی والمتصلۃ بالسماء بوشائج الوحی الالٰھی، من	نبوت کے ایسے گھر میں جہاں مثالی انسانیت منور وروشن ہے اور جس گھر کا رابطہ وحی خدا، کے ذریعہ آسمان (عرش الٰہی) سے وابستہ ہے

اب هو علی بن ابی طالب الذی کان
عنوان المروءة والرجولة لیس فی التاریخ
العربی وحده بل فی التاریخ الانسانیة
جمعا، ومن امه هی فاطمة الزهراء بنت
محمد بن عبد الله التی تحمل قبسا من
روحه وفیضا من نوره ولد فی احدی
لیالی شعبان من السنة الرابعة
للهجرة طفل لا کالاطفال تطل
الانسانیة من وجوده وکانها من
معانی الألوهیة، وقد دعی ذلک
الطفل حسینا" (الشهید الخالد الحسین
بن علی' الاستاذ حسن احمد لطفی البیرتی دار الهلال ص۱۵)

علی بن ابی طالب ایسے باپ۔ جو نہ صرف
تاریخ عرب ہی میں بلکہ تاریخ انسانیت میں
سرنامۂ شجاعت وجوانمردی ہیں۔ اور
فاطمہ زہرا بنت محمد مصطفیٰؐ ایسی ماں۔
جو روحِ محمد و نورِ رسالت کی ایک درخشندہ
ٹکڑا ہیں۔ انھیں دونوں مثالی باپ ماں
سے (سوم) شعبان ۴ھ کو ایک فرزند
پیدا ہوا۔ یہ بچہ معمولی بچوں کی طرح نہ تھا۔
بلکہ انسانیت کو شرف بخشنے والا اور
معانی الوہیت کا مظہر تھا، یہی وہ بچہ
ہے جو "حسینؑ" کے نام سے مشہور ہوا۔

وہ حسینؑ، جس کے متعلق مشہور ترکی مولف قاضی محمد بہلول بہجت زنگہ زوری آفندی مولف کتاب بغیۃ الفقیہہ لکھتا ہے "ہمین کافی است کہ چشم روزگار مثل علی بن ابیطالبؑ پدرے وفاطمہ مادرے و مانند حسینؑ بن علیؑ ذات باشرافت پسرے ندیدہ است۔"
(تشریح ومحاکمہ تاریخ آل محمد ص۱۱۹ قاضی زنگہ زوری)

ذاتی واضافی خصوصیات

وہ حسینؑ، جو اپنے ذاتی واضافی خصوصیات کی بناء پر کائنات میں اپنا جواب نہیں رکھتے،
ذاتی خصوصیات ایسے کہ سید المرسلین وخاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے "انا من الحسینؑ" کہہ کر اپنے کو حسینؑ کی طرف منسوب کیا، نسلی خصوصیت و خاندانی امتیازات کا کیا کہنا، اشرف اولاد آدمؑ سید العرب والعجم اس اعتبار سے بھی حسینؑ کو تمام بنی آدم میں خیر الناس بتلاتے ہیں، جیسا کہ ابو المؤید الموفق بن احمد المکی اخطب خوارزم لکھتے ہیں کہ ایک روز آں حضرت صلعم نے خطبہ میں ارشاد فرمایا:۔

یا معشر المسلمین هل ادلکم علی
خیر الناس جدا وجدةً قالوا بلی یا
رسول اللہ قال علیکم بالحسن و
الحسین فان جدهما محمد وجدتهما
خدیجة بنت خویلد سیدة نساء
اهل الجنة واول من سارعت الی
تصدیق ما انزل اللہ علی نبیہ محمد
والی الایمان باللہ وبرسولہ ، یا
معشر المسلمین هل ادلکم علی
خیر الناس ابا وامًّا قالوا بلی یا
رسول اللہ قال علیکم بالحسن و
والحسین فان اباهما علی بن ابیطالب
یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ
ورسولہ وامهما فاطمہ بنت
رسول اللہ شرفها اللہ فی
سماواتہ وارضہ ثم قال یا
معشر المسلمین هل ادلکم علی
خیر الناس خالا وخالة قالوا بلی
یا رسول اللہ قال علیکم بالحسن
والحسین فان خالهما القاسم
بن رسول اللہ وخالتهما زینب
بنت رسول اللہ ثم قال
یا معشر المسلمین هل ادلکم

اے گروہ مسلمین، کیا میں تم سے بتلاؤں کہ
تمام لوگوں میں سب سے افضل "جد و جدہ"
کے لحاظ سے کون ہے، لوگوں نے کہا یا رسول اللہ
ضرور ارشاد فرمائیے۔ فرمایا حسنؑ وحسینؑ
ہیں۔ کیونکہ ان دونوں کا جد میں محمدؐ ہوں۔
اور جدہ خدیجہ ہیں جو زنان جنت کی سردار
ہیں جس نے سب سے پہلے میری تصدیق کی
اور اللہ و رسول پر ایمان لائیں، پھر فرمایا
اے مسلمانو، کیا میں تمھیں بتلاؤں کہ باپ
اور ماں کے اعتبار سے سب سے برتر کون ہے،
لوگوں نے کہا ضرور، فرمایا یہی حسنؑ وحسینؑ
ہیں کیونکہ ان کے باپ علی بن ابی طالب ہیں
جو اللہ و رسول کو دوست رکھتے ہیں اور خود
اللہ و رسول بھی ان کو دوست رکھتا ہے، اور
ان دونوں کی ماں فاطمہ بنت رسول اللہ ہیں
جن کو خدا نے تمام کائنات (دنیا و آخرت)
میں برگزیدہ کیا ہے پھر فرمایا اے مسلمانو!
کیا میں تم سے بتلاؤں کہ تمام لوگوں میں
ماموں و خالہ کے اعتبار سے کون بہتر ہے؟
لوگوں نے کہا بیشک ضرور بتلائیے، فرمایا
یہی حسنؑ وحسینؑ ہیں جن کے ماموں قاسم
فرزند رسول خدا ہیں اور خالہ زینب بنت
رسول اللہ ہیں، پھر فرمایا لوگو! کیا میں تم سے

على خير الناس عمّاً وعمةً قالوا بلى يا رسول الله قال عليكم بالحسن والحسين فان عمهما جعفر ذو الجناحين الطيار مع الملائكة فى الجنة وعمتهما ام هانى بنت ابى طالب ثم قال اللهم انك تعلم ان الحسن والحسين فى الجنة وجدهما فى الجنة وجدتهما فى الجنة واباهما فى الجنة وامهما فى الجنة وخالهما فى الجنة وخالتهما فى الجنة وعمهما فى الجنة وعمتهما ومن يحبهما فى الجنة ومن يبغضهما فى النار" (مقتل الخوارزمی الجزء الاول صفحہ ۱۱۲، ۱۱۳ طبع عراق)

بتلاؤں کہ سب سے بہتر چچا اور پھوپھی کے اعتبار سے کون ہے لوگوں نے کہا ضرور فرمایئے، ارشاد ہوا یہی حسنؑ وحسینؑ ہیں جن کے چچا جعفر ذوالجناحین ہیں جو جنت میں فرشتوں کے ساتھ پرواز کرتے ہیں اور پھوپھی ام ہانی بنت ابوطالب ہیں اس کے بعد آں حضرتؐ نے فرمایا، خداوندا تو جانتا ہے کہ حسنؑ و حسینؑ اور ان کے دادا، دادی، باپ ماں، ماموں، خالہ، چچا، پھوپھی یہ سب کے سب جنتی ہیں اور جو ان دونوں کو دوست رکھتا ہے وہ بھی جنت میں ہوگا لیکن وہ جو ان دونوں کو دشمن رکھتا ہے وہ جہنم میں ہوگا "۔

خصوصیت شہادت و امامت

وہ حسینؑ، جو اپنے ذاتی خصوصیت شہادت کی بنا پر تمام عالم میں ممتاز ہیں جیسا کہ عصر حاضر کا مشہور مورخ، ادیب و نقاد الاستاذ عباس محمود العقاد لکھتا ہے :-

فليس فى العالم أسرة انجبت من الشهداء من انجبتهم أسرة الحسين عدة وقدرة وذكرة وحسبه انه وحده فى تاريخ هذه الدنيا الشهيد بن الشهيد ابو الشهداء فى

تمام عالم میں شہداء کا کوئی خاندان حسینؑ شہید کے گھرانے سے زیادہ شرف و مرتبہ نہیں رکھتا، باعتبار اس کے کہ جس کے شہیدوں کی تعداد زیادہ ہو، اور جس کی شہادت کا اثر و اقتدار تمام عالم پر چھایا ہو، اور جس کا تذکرۂ شہادت عام طور سے کیا جاتا ہو، بس یہ کہنا کافی ہوگا کہ دنیا کی تاریخ میں صرف حسینؑ ہی کی

مثات السنین -
(ابو الشہداء صفحہ ۲۰ طبع مصر)

ایک ذات ہے کہ خود شہید، شہید کے بیٹے اور صدیوں تک ہونے والے شہداء کے باپ ہیں۔

اگر ایک طرف حسینؑ کی شہادت خاصہ کا یہ شرف ہے کہ آپ کو سید الشہداء کا مرتبہ حاصل ہوا، تو دوسری طرف آپ کو یہ خصوصیت بھی حاصل ہے کہ حضرت خود امام، امام کے بیٹے، امام کے بھائی اور اپنے بعد قیامت تک آنے والے ائمہ برحق کے آپ باپ ہیں، اور اس طرح آپ کو سیادت ائمہ کا درجہ بعد سید الاوصیاء حاصل ہوا - اب عالم میں کون ہے جو حسینؑ کا مثل و نظیر ہو

ع لما نظرا مثلاً ولا وجد ندا

آپ جامع کمالات و عالم ربانی تھے

حسینؑ کے اخلاق فاضلہ و مکارم نفس کا کسب و اکتساب سے کوئی تعلق نہیں ہے جمیع مکارم اخلاق آپ کو منجانب اللہ کرامت ہوئے ہیں، علامہ شیخ عبداللہ بن محمد بن عامر الشبراوی الشافعی اور علامہ شہاب الدین احمد بن عبدالقادر الحفظی العجیلی الشافعی تحریر کرتے ہیں :-

ان اهل البيت حازوا الفضائل كلها علما وحلما وفصاحة وصباحة وذكاء وبديهة وجودا وشجاعة فعلومهم لا تتوقف على تكرار درس ولا يزيد يومهم فيها على ما كان بالأمس بل هي مواهب من مولاهم من انكرها واراد سترها كان كمن اراد ستر وجه الشمس "

(کتاب الاتحاف بحب الاشراف

اہلبیت و آل محمد جمیع فضائل علم و حلم، فصاحت و صباحت، بداہت و ذکاوت، سخاوت و شجاعت غرضکہ جمیع فضائل و مکارم پر حاوی و فائز ہیں وہ محتاج تفکر و تدبر نہیں اور نہ اُن کے علوم، تعلّم و تعلیم، درس و تدریس، بحث و تکرار پر موقوف ہیں اور نہ ایسا ہے کہ کل وہ نہیں جانتے تھے اور آج جان گئے اور اس طرح انکے علم میں اضافہ ہوا - درحقیقت یہ خدا کے بخشے ہوئے کمالات ہیں جو اہلبیت کو خصوصیت سے عطا ہوئے ہیں، جو شخص اس امر کا انکار کرے یا اس کو چھپائے وہ ایسا ہے جو سورج کو (تمام عالم کی

علامہ شبراوی ص۱۹ طبع مصر ذخیرۃ المال فی شرح عقد جواہر اللآل علامہ عجیلی مخطوط ص۲۵)

نگاہوں سے) پوشیدہ کرنے کی لاحاصل کوشش کرتا ہے ۔

علامہ شبراوی مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

وقد حل الامام الحسین رضی اللہ عنہ من ھذا البیت الشریف فی اوج ذراہ و علا فیہ علوا تطامنت الثریا عن ان تصل الی معناہ ، ولما انقسمت غنائم المجد کان لہ منہ السہم الاوفر والحظ الاکبر" ٦
(کتاب الاتحاف علامہ شبراوی ص۶ طبع مصر)

البیت رسالت میں امام حسینؑ فضائل و مکارم کے اس بلند ترین مقام پر فائز ہیں کہ ثریا بھی باوجود اپنی بلندی کے آپ کے اوج فضل و علو کمال کا درک نہیں کر سکتی، جب فضائل و مکارم کی دولت کو قسام ازل نے تقسیم کیا تو سب سے زیادہ حصہ آپ ہی کو ملا ۔

آپ سے انتشار علوم و معارف ہوا

یہی وجہ ہے کہ جس طرح باب مدینۃ العلم علی ابن ابی طالبؑ سے اسلامی علوم و ادبیات منقول ہیں، اسی طرح امام حسین سید الشہداءؑ سے بھی معارف علمیہ و لطائف حکمیہ نقل کیے جاتے ہیں۔ علامہ شیخ عبداللہ العلایلی لکھتے ہیں:-

الاخبار عن الحسین فی ھذا الباب اکثر من ان تحصی ولقد کان یجیء بالمدھشات فی الفتیا ما الیھا من العلم حتی قال فیہ ابن عمر انہ یغر العلم غرا ای یغذی ۔
(سمو المعنی فی سمو الذات ص۲۲ طبع بیروت)

اس امر خاص میں امام حسینؑ کے لیے بکثرت اخبار و روایت ہیں جن کا شمار نہیں ہو سکتا آپ کے علمی کارنامے اور فتاوے دنیا کو مدہوش کرنے والے ہیں، یہاں تک کہ ابن عمر آپ کے متعلق کہتے ہیں کہ غذائے علم کو خوب سیر ہو کر آپ نے حاصل کیا ۔

الاستاذ عباس محمود العقاد لکھتا ہے :-

"والیہ یرفع کثیر من المتصوفہ و حکماء الدین نصوصھم التی یعولون علیھا ویردونھا الی علی بن ابی طالب"۔
"وقد رویت الغرائب فی اختبار

"اکثر حکماء دین و متصوفین اپنے قابل اعتماد نصوص علمیہ و معارف حکمیہ کو امام حسینؑ سے روایت کرکے حضرت علیؑ کی طرف ان علوم کو پلٹاتے ہیں"
"علوم فقہ و لغت میں آپ کی حذاقت کو

حذقة بالفقه واللغة کما رویت امثال هذه الغرائب فی امتحان قدرة ابیه علیہما السلام"۔

(ابو الشہداء صفحہ ۶۳ و ۶۴ طبع مصر)

جانچنے کے سلسلہ میں بہت سے غرائب علوم کو آپ سے روایت کیا گیا ہے جس طرح سے آپ کے پدر بزرگوار کے تسلط علوم کو جانچنے کے سلسلہ میں ایسی چیزیں روایت کی گئی ہیں"۔

علوم عربیہ و دیگر علوم و فنون میں آپ کا جواب نہ تھا

ایک مثال سے میں اپنے مطلب کو واضح کردوں، ارباب سیر و تاریخ کا بیان ہے کہ جناب امام حسن و حضرت امام حسین علیہما السلام مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے کہ ایک تھکا ماندہ اعرابی داخل مسجد ہوا، اُس نے امام حسنؑ کی طرف اشارہ کرکے پوچھا یہ کون ہیں لوگوں نے بتلایا کہ "یہ حسنؑ بن علیؑ بن ابی طالبؑ" ہیں یہ سن کر اعرابی نے کہا "مجھے تو انھیں سے مطلب تھا، کسی نے پوچھا تو ان سے کیا چاہتا ہے؟ جواب دیا:۔

"بلغنی انهم یتکلمون فیعربون کلامهم وانی قطعت بوادیا وقفارا واودیة وجبالا وجئت لاطارحه الکلام واسئله عن عویص العربیه"

میں نے سنا ہے کہ یہ لوگ بڑے فصیح و بلیغ اور ماہر زبان عرب ہیں، میں لق و دق صحرا، بیابان، پہاڑوں اور گھاٹیوں کو طے کرکے دور دراز سے یہاں صرف اس لیے آیا ہوں کہ اُن سے ادبی مباحثہ کروں اور مغلق کلام عرب کو دریافت کرکے ان کا امتحان لوں۔

یہ سن کر ایک صاحب نے امام حسینؑ کی طرف اشارہ کرکے کہا "فابداء بذلك الشاب" پہلے اس نوجوان سے پوچھو پھر ان کے بزرگ سے دریافت کرنے کا حوصلہ کرنا، اعرابی نے بڑھ کر امام حسینؑ کو سلام کیا، آپ نے پوچھا تو کہاں سے آیا ہے اُس نے جواب دیا "انی جئتك من الهرقل والجعلل والأیتم والهمهم"۔

اعرابی کے اس کلام کو سماعت فرما کر حضرت مسکرائے اور فرمایا، اے اعرابی تو نے ایسا کلام کیا جس کو علماء کے سوا کوئی نہیں سمجھ سکتا، اُس نے کہا جی ہاں میں ایسا ہی کلام مغلق والفاظ غریب بولنے کا عادی ہوں، کیا آپ ہمارے اندازۂ کلام کے مطابق اسی طرز پر

ہمیں جواب دے سکتے ہیں؟ حضرت نے ارشاد کیا اچھا تو کلام کریں ویسا ہی جواب دوں گا، کہنے لگا کہ آپ جانتے ہیں کہ میں بدوی ہوں اور ہم لوگوں کا اکثر مقال شعر ہی ہوتا ہے۔ حضرت نے فرمایا، نظم کی پابندی سہی، شعر ہی میں کلام کریں بھی اُسی طرز و اسلوب کے اشعار میں تجھے جواب دوں گا، یہ سُن کر اعرابی نے نو شعر پڑھے، جس کا پہلا شعر یہ ہے:۔

هفا قلبي الى اللهو   وقد ودع شرخيه

ابھی وہ اشعار ختم بھی نہیں کرنے پایا تھا کہ حضرت نے فوراً ہی بغیر فکر "فی البدیہہ" نو شعر اُسی وزن و قافیہ اور معانی و مطالب کی پابندی کے ساتھ پڑھے :-

فما رسم شجاني قد   محت آيات رسميه
سفور درجت ذيلين   في بوغاء قاعيه
هتوف حرجف تترى   على تلبيد ثوبيه
وولاج من المزن   دنا نوء سماكيه
أتى مثعنجر الودق   يجود من خلاليه
وقد احمد برقاه   فلا ذم لبرقيه
وقد جلل رعداه   فلا ذم لرعديه
ثجيج الرعد ثجاج   اذا أرضى نطاقيه
فاضحى دارسا قفرا   لبينونة اهليه

ثم فسر له ما اراد من الهرقل وهو ملك الروم (ويريد به ارض الروم) والجعلل وهو قصار النخل، والأيثم وهو من النبات والهمهم وهو القليب الغزير الماء وفي هذه الكلمات اوصاف البلاد التي جاء منها و

اسکے بعد حضرت نے اعرابی کے پہلے جملہ کی شرح فرمائی کہ ہرقل شاہ روم کا نام ہے لیکن اعرابی نے اس سے زمین روم کو مراد لیا ہے۔ "الجعلل" کھجور کے چھوٹے درختوں کو کہتے ہیں۔ "الأيثم" ایک قسم کی گھاس ہے جو سرزمین روم میں بکثرت ہوتی ہے" الهمهم" وہ کنواں جس میں بہت زیادہ پانی ہو۔ ایسے کنوئیں

اشارۃ الیھا۔" | زمین روم میں زیادہ پائے جاتے ہیں۔

آپ نے یہ بتلایا کہ اعرابی کا مطلب یہ تھا کہ میں سرزمین روم سے آیا ہوں جہاں کے طبعی خصوصیات یہ ہیں کہ وہاں کھجور کے چھوٹے درخت زیادہ ہوتے ہیں" اینم" گھاس بکثرت اُگتی ہے اور گہرے پانی والے کنویں بہت ہوتے ہیں" ۔یہ سُن کر اعرابی کہنے لگا:۔

"ما رایت کالیوم قط مثل هذا الغلام اعرب منه کلاماً واذرب لساناً وافصح منه منطقاً۔"	میں نے آج تک مثل اس نوجوان کے کسی کو بھی اتنا بڑا فصیح اللسان، عربی زبان پر قدرت رکھنے والا نہیں دیکھا۔

یہ سُن کر حضرت امام حسن علیہ السلام نے ارشاد فرمایا، کیوں نہ ہو! تو جانتا ہے کہ یہ کون نوجوان ہے:۔

غلام کرم الرحمان   بالتطهیر جد یه
کساه القمر القمقام   من نور سنائیه
ولو عدد طماح   نفحنا عن عد ادیه
وقد ارضیت من شعری   وقومت عروضیه

اعرابی وجد کرنے لگا اور بیساختہ بول اُٹھا" آپ دونوں بھائیوں کے مثل لانے سے دنیا عاجز ہے، خدا کی قسم اب میں آپ دونوں کا شیدائی ہو کر واپس ہو رہا ہوں"۔ (مطالب السئول محمد بن طلحہ الشافعی صفحہ ۲۳۸ و ۲۳۹ طبع لکھنؤ، ابو الشہداء عباس محمود العقاد المصری صفحہ ۶۸ و ۶۹ طبع مصر، سمو المعنی فی السمو الذات شیخ عبداللہ العلایلی البیروتی صفحہ ۱۴۱ و ۱۴۲ طبع بیروت)۔

میں عرض کرتا ہوں کہ اعرابی نے صرف یہی سمجھا کہ حضرت کو زبان عرب پر اقتدار تام حاصل ہے اور ہر غریب و نامانوس لغات کو اچھی طرح سمجھتے ہیں اور فن شعر و فصاحت و بلاغت میں آپ کا کوئی جواب نہیں ہے یعنی علوم ادبیہ میں آپ سب سے افضل و برتر ہیں لیکن غالباً وہ یہ نہ سمجھ سکا کہ حضرت نے اُسکے پہلے جملے کی تشریح فرما کر یہ ثابت کر دیا کہ جغرافیہ طبیعی (Physical Geography) اور نیچرل ہسٹری (Natural History) کے سے علوم میں بھی آپ کو رسوخ تام حاصل ہے۔ جبھی تو اعرابی کے اس جملے کو سُن کر حضرت نے یہ فرمایا تھا کہ" لقد تکلمت بکلام ما یعقله

الا العالمون" تو نے وہ کلام کیا ہے جس کو سوائے عالم کے اور کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ حضرتؑ کبھی سرزمین روم نہیں گئے تھے وہاں کے خصوصیات ارضی کو جا کر مشاہدہ نہیں فرمایا تھا اسلیے ان الفاظ غریبہ سے کوئی ماہر لغت ارض روم کو نہیں سمجھ سکتا تھا زیادہ سے زیادہ وہ لغوی مفہوم کو سمجھتا لیکن منطوق سے مفہوم حقیقی کی طرف کبھی نہیں متوجہ ہو سکتا جب تک کہ "جغرافیہ طبیعی" اور نیچرل ہسٹری کا پورا پورا علم اس کو نہ ہو لیکن آج سے تیرہ سو برس پہلے عرب میں ان علوم سے کون واقف ہو سکتا تھا سوائے ایسے عالمان ربانی کے جن کو خود خدا نے تعلیم دے کر ہدایت خلق کیلئے بھیجا ہو، صرف یہی ایک واقعہ نہیں بلکہ آپ کا ہر کلام اس امر کا ثبوت ہے کہ حضرتؑ افصح العرب و اعلم ناس تھے، کتاب بلاغۃ الحسینؑ آپ کے سامنے موجود ہے جس کا ہر ہر جملہ پکار پکار کر یہی کہہ رہا ہے کہ سوائے خاندان رسالت کے اس کا کہیں جواب نہیں مل سکتا کس بلیغ میں یہ قدرت ہے کہ جو چھوٹے چھوٹے جملوں میں دریائے معانی کو سمو دے۔ مثالاً عرض ہے کہ اسی کتاب "بلاغۃ الحسینؑ" میں لفظ "صمد" کی تفسیر کو ملاحظہ کیجئے جو آپ کے مکتوبات کے ضمن میں موجود ہے اس میں صرف الٰہیات (Theism) و مابعد الطبیعیات (Metaphysics) ہی کو نہیں اُجاگر فرمایا ہے بلکہ طبیعیات و کیمیا کے ماہرین کے لیے بھی دعوت فکر ہے۔ "ولا کما یخرج الاشیاء اللطیفہ من مراکزھا" بظاہر یہ ایک مختصر جملہ ہے لیکن سائنسی تحقیقات کی دنیا ہے جو اس میں پوشیدہ ہے حضرتؑ نے "مراکز الاشیاء اللطیفہ" کی طرف متوجہ فرما کر علمائے طبیعین کو دعوت فکر و عمل دی؎ جس کے نتیجہ میں آج سائنس کی دنیا میں ماہرین طبیعیات نے مراکز الاشیاء لطیفہ کو ڈھونڈھ نکالا اور ایجاد و اختراع کی دنیا میں مختلف اشیاء کثیفہ کی ترکیب و امتزاج برق و نور و صوت و حرکت کو پیدا کر کے فونوگراف، بیٹری، ریڈیو، لاسلکی وغیر ذلک کو ہمارے سامنے پیش کر دیا۔

فصاحت و بلاغت کی بناء پر آپ معیار الکلام تھے

دراصل حضرتؑ کا کلام

؎ یہ ایک مستقل موضوع ہے تاریخی استدلال سے ثابت کیا جا سکتا ہے کہ انھیں عالمان ربانی نے جابر بن حیان ایسے ماہر طبیعیات و کیمیا کو پیدا کیا جس کے نظریے (Theories) قاعدے (Formulas) اور تحقیقات و انکشافات سے یورپ نے پورا پورا فائدہ اٹھایا اور ایجاد و اختراع کے میدان میں سب سے آگے بڑھ گئے۔
سبط الحسن

کمال فصاحت کے ساتھ انتہائی بلیغ ہے جس میں صاحبان بصیرت کے لیے معانی کے چشمے جوش مارتے ہوئے دکھلائی دیتے ہیں اور غور کرنے والے حضرت کے کلام میں ڈوب کر دُرہائے معانی سے اپنے دامن کو بھر لیتے ہیں، علامہ محمد بن طلحۃ الشافعی لکھتے ہیں:-

الله علیه السلام فی ذلك الوقت افصح من نطق کانت الفصاحة لدیه خاضعة والبلاغة لامره سامعة طائعة ۔

"اما نظمه فیعد لحمل الکلام جوهر عقد منظوم و مشهر برد مرقوم"
(مطالب السؤل ص۲۴۹ طبع لکھنؤ)

حضرت اپنے زمانے میں ہر بولنے والے سے زیادہ فصیح تھے۔ فصاحت آپ کی فرمانبردار (لونڈی) تھی اور بلاغت آپ کی مطیع اور حکم کو بجالانے والی (کنیز) تھی ۔

حضرت کے اشعار[۱] انمول جواہراتِ نایاب ہوتے ہیں اور خوبی میں مثل اُس چادر کے ہیں جو نقش و نگار میں اپنا جواب نہ رکھے ۔

جبھی تو حضرت اپنے عہد کے شعراء و فصحاء کیلئے "معیار الکلام" تھے، آپ کا کسی شاعر کے کلام کو سماعت فرمالینا اُسکے لیے سبب شرف و افتخار ہوتا تھا، اور وہ یہ سمجھتا تھا کہ استادی کی سند ہاتھ آئی، اسی لیے ہر شاعر آپ کو اپنا کلام سنانے کیلئے حریص رہتا تھا عباس محمود العقاد لکھتے ہیں:-

ولخبرته بالکلام وشهرته بالفصاحة کان الشعراء یرتادونه وبهم من الطمع من اصغائه اکبر طمعهم من عطائه ۔
(ابو الشهداء ص۶۰ طبع مصر)

چونکہ حضرت کلام عرب کے ماہر خبیر تھے اور آپ کے فصاحت کلام کی شہرت عام تھی اسلیے شعراء آپ کی عطاء و بخشش کو حاصل کرنے سے زیادہ اسکے حریص رہتے تھے کہ آپ اُن کا کلام سماعت فرمالیں ۔

عدیم النظیر خطیب

حضرت صرف افصح العرب و معیار الکلام ہی نہیں بلکہ عدیم النظیر خطیب بھی تھے ۔ ادیب نقاد استاد عباس محمود العقاد لکھتے ہیں:-

وقد اوتی ملکة الخطابة من طلاقة لسان وحسن بیان

قدرت نے حضرت کو ایسا ملکۂ خطابت عطا کیا تھا جس میں طلاقتِ زبان، حُسنِ بیان

(۱) کاش حضرت کے اشعار کو بھی مرتب کر دیا جاتا ۔

وشدّة صوت وجمال ایماء۔ | صوتِ حسن اور حسین اشارے سبھی کچھ
(ابو الشہداء عقاد طبع مصر) | موجود ہے۔

یعنی ایک باکمال خطیب میں جن جن صفات کی ضرورت ہے وہ تمام صفات حضرت میں موجود تھے۔ جن اجزائے ترکیبی سے خطیب مصقع کی تخلیق ہوتی ہے وہ تمام اجزاء حضرت کی خطابت میں بحد کمال پائے جاتے ہیں، آپ کے سامنے "بلاغۃ الحسین" ہے۔ خطبوں کو پڑھیے، ایسا معلوم ہوگا کہ الفاظ بول رہے ہیں، حسنِ بیان جلوہ نما ہے، ترنم الفاظ کا جادو چل رہا ہے اور اشاروں کی بجلیاں رہ رہ کر چمک رہی ہیں، ان میں ایک تڑپ اور زندگی ہے، کون سی خوبی ہے جو حضرت کے کلام وخطبے میں آپ کو نہ ملے۔ کیا خوب فرمایا ہے شاعرِ حسینؑ سید محمد اطہر زائر سیتاپوری نے ۔۔

وہی کلام وہی لہجۂ لسان اللہ | ہر ایک لفظ میں قرآن کی جلالت ہے
نثار کوثر و تسنیم و سلسبیل کا حسن | عجیب روح فصاحت عجب بلاغت ہے
نپے تلے ہوئے الفاظ وہ معانی خیز | کہ جیسے وحی کی پابند لب کی حرکت ہے
نبوت اور امامت کے علم کا تیور | علیؑ کا رعب محمدؐ کی شان و شوکت ہے

یہی تھا رمز نبیؐ کے زباں چھپانے میں
زبانِ حسینؑ کی گویا زبانِ قدرت ہے

معنویت کلام اور آپ کی سیرت

ذرا حضرت کے اس کلام پر تو نظر کیجیے جس کو آپ نے انقلاب دوست، مساوات پسند، برق خرمن سرمایہ داری حضرت ابوذر غفاری سے ایسے موقع پر ارشاد فرمایا تھا جبکہ رسول اللہ کا یہ بوڑھا صحابی، شام سے مدینہ اور مدینہ سے ربذہ بیچارگی و بے بسی کے عالم میں جلاوطن کیا گیا، اور حکومت نے یہ حکم دیا کہ کوئی اس مقدس واصدق اللہجہ صحابی کو رخصت کرنے کیلئے نہ جائے، لیکن جواں سال حسینؑ اپنے ضعیف ومظلوم باپ علی ابن ابی طالبؑ کے ساتھ قانون شکنی کرکے ابوذر کو رخصت کرنے کے لیے مدینہ کے باہر تک تشریف لے گئے اور وداع کرتے وقت کمل پوش ابوذر غفاری سے یہ فرمایا :-

یا عماه ان الله قادر ان یغیر ما قد تری، والله کل یوم هو فی شان وقد منعك القوم دنیاهم ومنعتهم دینك فما اغناك عما منعوك واحوجهم الی ما منعتهم فاسال الله الصبر والنصر واستعذ به من الجشع والجزع فان الصبر من الدین والکرم وان الجشع لا یقدم رزقاً والجزع لا یوخر اجلاً؛

چچا جان، خداوند عالم ان حالات کو جنھیں آپ جھیل رہے ہیں بدلنے پر قادر ہے ہر دن اس کی نت نئی شان ہے، لوگوں نے اپنی دنیا کو آپ کے ہاتھ سے بچایا اور آپ نے اُن سے اپنے دین کو بچایا جسے ان لوگوں نے آپ سے بچایا اُس سے آپ کی بے نیازی ظاہر ہے لیکن آپ نے جس چیز سے اُنھیں محروم کیا وہ اسکے بہت ہی محتاج ہیں آپ خدا سے صبر و کامیابی کی دعا کیجئے اور فریاد و واویلا کرنے سے پناہ مانگیے کیونکہ صبر دین کا رُکن اور بزرگی کی علامت ہے اور لالچ رزق کو آگے نہیں لا سکتی اور نہ فریاد و واویلا موت کو ٹال سکتی ہے۔ (البلاغۃ الحسین ترجمہ باقری ص ۱۹)

آپ مشاہدہ کریں کہ اس مختصر کلام میں جسے نوجوان حسینؑ نے اپنے باپ کے ساتھی رسولؐ کے بوڑھے صاحب البلایا صحابی سے ارتجالاً کہا تھا اس میں ابوذر کی پوری مجاہدانہ زندگی کی تصویر کشی کر کے ان کے اقدام و اعمال کی صحت پر مُہرِ تصدیق ثبت فرمایا ہے اور حکومتِ وقت کی سرتابی اور اُسکے جبر و ظلم کا نقشہ کھینچ کر اس کی توثیق فرمائی ہے کہ حکومت نے قانونِ اسلام سے بغاوت کی ہے صرف یہی نہیں بلکہ مصائب پر تلقینِ صبر، جزع و فزع کی ممانعت، قناعت کی تعلیم، اور موت سے بے خوفی اور نڈری کے ساتھ مقابلہ کرنے کا سبق دیا ہے، دیکھئے الفاظ کے پردوں پر خود متکلم یعنی حسینؑ کی جیتی جاگتی تصویر بھی نظر آرہی ہے، جو لوگ کہ کسی شخصیت کو اُسکے کلام سے معلوم کرتے ہیں وہ یہ کہنے کے لیے مجبور ہوں گے کہ یہ موعظہ نہیں بلکہ حسینؑ کی زندگی کا "شعار" (Motto, Emblem) ہے، جیسا کہ عباس محمود العقاد لکھتا ہے:

فکانما اودع هذه الکلمات شعار حیاته کاملة منذ ادرك الدنیا

گویا ان کلمات میں امام حسینؑ نے اپنی پوری زندگی کو اپنی ولادت سے لیکر وقتِ شہادت تک کے

و ان فارقتها فی مصرع کربلا ۔
(ابوالشہداء ص۹۴ طبع مصر)

حالات کو سمو دیا ہے اور آپ کے لیے یہ کلمات شعار حیات ہیں ۔

جس طرح حسینؑ نے نڈری اور بیباکی کے ساتھ حکومت جابرہ کو ٹوکا ہے اور اُسکی بداعمالیوں کو اُسکے سامنے پیش کردیا ہے کوئی دوسرا تاریخ عالم میں نہیں ملتا، کسی آمر مطلق (ڈکٹیٹر) یا سلطان جابر کے سامنے کس کی مجال ہے جو اُسکے سیاہ اعمال نامہ کو پیش کرنے کی جرائت کرے جبکہ اس آزادیٔ فکر کے دَور میں موجودہ جمہوری حکومتوں میں بھی بے خوفی کے ساتھ فرضی جمہوری نظام کی سیاہ کاریوں کے خلاف آج کوئی آواز نہیں بلند کرسکتا ہے، لیکن حسینؑ کی ہمت و جرأت کو ملاحظہ فرمائیے کہ آپ نے ملک[1] عضوض معاویہ کے خلاف اُسکے مظالم پر کس بیباکی کے ساتھ احتجاج فرمایا ہے، یہ مکتوب ملاحظہ کے قابل ہے جو تاریخ اسلام کے ایک تاریک دَورِ ظلم کو نگاہوں کے سامنے لاتا ہے۔ (بلاغۃ الحسینؑ باب دوم مکتوب نمبر۴) حسینؑ کے علاوہ کون ہے جو اس جرأت سے کام لے سکتا تھا، جب ڈپلومیٹ باپ ایسا تھا تو جسور یزیدِ اظلم کی سرکشی اور اسلام سے بغاوت کرنے کی انتہا کیا ہوگی، مختصر یہ کہ جامعۂ اسلامیہ میں دَورِ جاہلیت کے آداب و رسوم نے جگہ حاصل کرلی تھی، اسلیے زبانِ حال سے یہ کہتے ہوئے ؎

ان کان دین محمد لم یستقم   الا بقتلی یا سیوف خذینی

(اگر میرے نانا کا دین اُس وقت تک برقرار نہیں رہ سکتا جب تک کہ میری رگ حیات قطع نہ ہوجائے تو اے خون آشام تلوارو! آؤ یہ جسم حاضر ہے) ایک مختتم و آخری جنگ کرنے کیلئے میدانِ جہاد میں آگئے۔ علامہ شیخ عبداللہ العلایلی البیروتی نے بالکل صحیح لکھا ہے کہ

"اذا النبی الجد من قبل حارب الوثنیۃ فی الفکر ودحضھا والحسین السبط حارب الوثنیۃ فی المجتمع"
(ایام الحسینؑ ص۲۳ طبع بیروت)

اس سے پہلے حسینؑ کے جد پیغمبر اسلام نے فکر و ذہنیت بت پرستی کے خلاف جنگ کرکے اُس کو مٹا دیا، لیکن حسینؑ سبط رسول اللہؐ نے سماجی بت پرستی کے خلاف جنگ فرمائی ۔

امام علیہ السلام نے جس مقصد کے ماتحت اقدام جہاد فرمایا تھا اُس کو آپنے روز اول ہی

---

[1] النصائح الکافیہ لمحمد بن عقیل الحضرمی ص۱۶۵ طبع بمبئی

مدینہ میں ان الفاظ میں ظاہر فرما دیا تھا :-

وانی لم اخرج اشرا ولا بطرا
ولا مفسدا ولا ظالما وانما خرجت
لطلب الاصلاح فی امة جدی
وشیعة ابی علی بن ابی طالب "
(باب دوم مکتوب نمبر ۱۰)

میرا یہ اقدام شر و فساد، جاہ طلبی، سرکشی [illegible]
ظلم و زیادتی کے تحت نہیں [illegible] ہیں
اپنے نانا کی امت کی اصلاح اور اپنے باپ
کے شیعوں کی فلاح کے لیے نکلا ہوں -

اسی طرح اہل بصرہ کو دعوت دیتے وقت یہ واضح کر دیا تھا :-

" فانی ادعوکم الی احیاء
معالم الحق واماتة البدع
فان تجیبوا تهتدوا سبیل الرشاد "
(باب دوم مکتوب نمبر ۱۲)

میں تم لوگوں کو معالم حق کو زندہ کرنے، اور
بدعت کو مٹانے کی طرف دعوت دیتا ہوں،
اگر تم نے اس کو قبول کر لیا تو راہ ہدایت پر
آ گئے -

حسینؑ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے اور اسلام کو فنا ہونے سے آپ نے بچا لیا، شیخ عبداللہ العلایلی کہتے ہیں :-

ومن ثم کان جدیرا علیه السلام
بان یسمی البناء الثانی فی الاسلام
بعد جده المصطفیٰ صلوات الله
علیه وبانه المجدد لبنایة التوحید -
(سمو المعنی فی سمو الذات ص۱۳ طبع بیروت)

اسی لیے حسینؑ اس کے مستحق ہیں کہ اپنے
جد محمد مصطفیٰ صلعم کے بعد آپ کو دوسرا معمار دین
و بانیٔ اسلام کا لقب دیا جاوے اور عمارت توحید
کے آپ مجدد سمجھے جائیں،

" حقا کہ بنائے لا الٰہ است حسینؑ "

حسینؑ نے اپنی شمشیر و تیغ زبان سے آزادی کی راہ دکھلائی

علامہ علایلی نے یہ بات بھی بالکل درست کہی ہے کہ

" . . . . فقد رسم الطریق
لحمایتها واباح ثورة التحرر " -

حسینؑ نے سماجی بت پرستی سے لڑنے کا راستہ
دکھلا دیا اور جنگ آزادی کے جواز کو عملاً بتلا دیا۔

آپ "بلاغۃ الحسین" کو دیکھیں اس سے معلوم ہو جائے گا کہ اس جنگ کو کن حالات میں اور کیونکر لڑا جا سکتا ہے، کب تک درگذر کرنا چاہیئے اور کس حد پر پہنچ کر مصروف جنگ ہونا چاہیئے ان تمام حالات میں آپ امام حسینؑ کو دیکھیں گے کہ تلوار کے ساتھ ہی ساتھ آپ نے اپنی خداداد خطابت سے کتنا کام لیا ہے۔ آپ تاریخ عالم کی ورق گردانی کیجئے آپ کو کوئی ایسا دوسرا مجاہد خطیب نہ ملے گا سوائے "حسین بن علی بن ابی طالب کے" روز عاشور جبکہ اشقیاء کے لشکر میں حسینؑ کی آواز کو دبانے کی کوشش کی جا رہی تھی، شور وغل برپا تھا، جنگی باجے بج رہے تھے، سواروں کی نقل و حرکت، اور ان کے گھوڑوں کی صداؤں سے کربلا کا صحرا گونج رہا تھا یہ حسینؑ ہی کی آواز میں قوت تھی جس نے دفعۃً سب کو خاموش کر دیا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ صحرا میں کوئی نہیں ہے، قریب و بعید ہر متنفس نے حسینؑ کی تقریر کو سنا اور سمجھا، لشکر یزیدی میں کوئی یہ نہ کہہ سکا کہ ہم نے حسینؑ کے خطبہ کو نہیں سنا۔ (ابو الشہداء للعقاد ص۱۶۳ طبع مصر)

حسینؑ پروردۂ کنار فصاحت و بلاغت تھے

بیشک حسینؑ ایسے گھر میں پلے تھے جہاں فصاحت و بلاغت، خطابت و طلاقت میراث میں بٹتی تھی، اُستاد احمد زکی صفوت لکھتے ہیں:۔

فقد کان ذالک طبیعۃ متوارثۃ فی آل البیت جمیعاً جاھلیۃ واسلاما وکان بلیت ھاشم من الجاھلیۃ مشرعھا العذب ومنھلھا الفیاض وکان جدہ کعب بن لوئ وھوا لجد السابع لہ وللنبی صلعم من اقدم الخطباء العرب ولما مات کبروا موتہ واس خوابہ

دراصل فصاحت و خطابت اہلبیتؑ کی فطرت و طبیعت میں داخل ہے اور یہ چیز تو آں حضرت کو میراث میں ملی ہے زمانہ جاہلیت اور عہد اسلام ہر دور میں یہ خاندان اس میں ممتاز رہا ہے۔ زمانہ جاہلیت ہی سے ہاشمی گھرانا فصاحت و بلاغت کا شیریں و خوشگوار چشمہ رہا ہے۔ آپ کے جد اعلیٰ کعب بن لوئ جو حضرت علی اور رسول اللہ کی ساتویں پیڑھی میں ہیں عرب کے خطیبوں میں سب سے مقدم ہیں جب اُن کا انتقال ہوا تو عربوں نے اس کو

حتی کان عام الفیل وکان احدادہ قصی، ھاشم، وعبد المطلب وابوہ ابوطالب کلھم من خطباء العرب المعدودین۔ (ترجمہ علی بن ابی طالب الاستاذ احمد زکی صفوت ص۱۰۰ طبع مصر)۔

ایک عظیم قومی سانحہ سمجھا تھا اور بطور یادگار ان کے سال ارتحال سے عام الفیل کے زمانہ تک اس سے تاریخ کا شمار کرتے ہیں، اسی طرح آپ کے اجداد میں قُصی، ہاشم، عبدالمطلب، ابوطالب (اور آپ کے باپ حضرت علیؑ جو تمام عرب میں علی الاطلاق امام الخطباء ہیں) ان سب کا شمار خطبار عرب میں ہے۔

حضرت کے جد نامدار جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "افصح من نطق بالضاد" "وافصح الخلق علی الاطلاق" تھے (المزہر جلال الدین سیوطی جلد اول ص۱۰۳ طبع مصر) اور حضرت کے پدر بزرگوار "افصح الناس وافصح الخطباء علی الاطلاق بعد رسول اللہ" "وامام الخطباء واخطب المسلمین وامام المنشیین" "والمقدم فی فنون البلاغۃ علی بلغاء البدو والحضر" تھے (جواہر الادب لاحمد الہاشمی المصری جلد دوم ص۴۲۸ طبع مصر، تاریخ الادب العربی لاحمد حسن الزیات ص۱۰۰ طبع مصر، خزانۃ الادب لابن حجۃ الحموی ص۲۶ طبع مصر) اور آپ کی والدۂ گرامی جناب فاطمہ زہرا ایسی خطیبہ کہ حضرت کے خطبے "بلیغ الخُطب وخُوالد الکلم" ہیں۔ معرفت قرآن، بلاغت کلام وفصاحت بیان کے اعتبار سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خود رسول اللہ بول رہے ہیں (بلاغات النساء لابی الفضل احمد بن طاہر متوفی ۲۸۰ھ ص۱۶ تا ص۲۵ طبع قاہرہ، والبلاغۃ الفاطمیہ، خطب فاطمۃ الزہرا طبع نجف) آپ کے بھائی امام حسنؑ ایسے خطیب مصقع تھے کہ دشمن بھی آپ کے کمال خطابت کا اعتراف کرنے کے لیے مجبور ہوئے (مقتل الحسینؑ لابی المؤید الموفق احمد بن مکی اخطب خوارزم جلد اول ص۱۱۹ طبع عراق)

آپ کی بہنیں "عالمۂ غیر معلمہ وفہمۂ غیر مفہمہ جناب زینبؑ وام کلثومؑ نے بازار کوفہ وشام اور دربار ابن زیاد ویزید میں ایسے پُرزور خطبے ارشاد کیے کہ سُننے والے یہ کہنے لگے "کانھا تفرغ عن لسان امیر المومنین" گویا علیؑ کی شمشیر زبان کام کر رہی ہے (بلاغات النساء ودیگر کتب سیر ومقاتل) بازار کوفہ میں جہاں ہزاروں انسانوں کی چیخ پکار، شور وغوغا سے کان پڑی

آواز نہیں سنائی دیتی تھی یہ شریکۃ الحسین ہی کا کام تھا کہ جب

"وقد أومأت الی الناس ان اسکتوا فارتدت الانفاس و سکنت الاصوات"

اشارہ کر کے آپ نے خاموش ہو جانے کا حکم دیا، تمام آوازیں رک گئیں، کسی نے سانس تک نہ لیا۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ شہر و بازار نہیں ایک سنسان بیابان ہے اسی خاموشی اور سناٹے کے عالم میں آپ نے ایک فصیح و بلیغ خطبہ ارشاد کیا معلوم ہوتا تھا کہ الفاظ نہیں بلکہ برق شرربار ہے جو گر گر کر لوگوں کو بے جان بنا رہی ہے، لوگ اپنے ہاتھوں سے منہ بند کیے رو رہے تھے، حیران و ششدر رتھے۔ ادھر آپ نے کلام کو ختم کیا کہ ایک بوڑھے نے بڑھ کر یہ کہا:۔

بابی انتم وامی کھولکم خیر الکھول وشبابکم خیر الشباب ونساؤکم خیر النساء ونسلکم خیر النسل لا یخزی ولا یبزی۔

اے آل محمدؐ میرے ماں باپ فدا ہوں، تمھارے بوڑھے بہترین بوڑھے ہیں اور تمھارے جوان بہترین جوان ہیں اور تمھاری عورتیں بہترین زنان ہیں اور تمھاری نسل بہترین نسل ہے تم کو کوئی ذلیل و رسوا نہیں کر سکتا"

خطابت پر یہ اقتدار حسینؑ مظلوم نے روز عاشور کربلا میں دکھلایا تھا اب ان کی بہن جناب زینبؑ بازار کوفہ میں اُسی اقتدار کو دُنیا کے سامنے پیش فرما رہی ہیں۔

استاد عقاد بالکل صحیح کہتے ہیں:۔

وقد کانت زینب رضی اللہ عنہا حقاً جدیرۃ بنسبہا الشریف فی تلک الرحلۃ الفاجعۃ التی تھد عزائم الرجال، کانت کاشجع وارفع ما تکون حفیدۃ محمد وبنت علی واخت الحسین۔ (ابو الشہداء، قدس مطبع مصر)

آفت و مصیبت کے اس دردناک سفر میں جو بڑے بڑے مردوں کی ہمتوں کو پست کر دے، جناب زینبؑ نے اپنے نسب شریف کی خصوصیت کو کہ محمدؐ کی نواسی، علیؑ کی بیٹی اور حسینؑ کی بہن ہیں اپنی بلندی ہمت و شجاعت سے ظاہر کر دیا۔

(جناب زینب کا یہ خطبہ بلاغات النساء، احمد بن طاہر البیان و التبیین جاحظ ،

مقتل الحسین اخطب خوارزم و امالی شیخ الطائفہ میں ملاحظہ کیا جاوے) -

اسی طرح امام حسینؑ کے فرزند علی بن حسینؑ، اور صاحبزادیاں فاطمہ بنت الحسینؑ، سکینہ بنت الحسینؑ کے زبردست خطبے ہیں جس نے مملکت یزیدی میں ایک انقلاب پیدا کر دیا تھا (ملاحظہ ہو کتب سیر و مقاتل)

نسل حسینی کو تفوق ہمارے ناظرین کو یاد ہوگا کہ میں اس سے پہلے یہ بتلا چکا ہوں کہ تاریخ عالم میں تنہا حسینؑ ہی کی ایسی شخصیت ہے کہ خود شہید، شہید کے بیٹے، اور صدیوں تک ہونے والے شہداء کے باپ ہیں، اسی طرح تنہا حسینؑ ہی کی ذات ہے کہ خود امام، امام کے بیٹے، امام کے بھائی اور اپنے بعد قیامت تک ہونے والے ائمہ برحق کے باپ ہیں، اب آپ یہ بھی اضافہ کیجئے کہ تاریخ عالم میں صرف حسینؑ ہی ایک ایسے عالم ربانی اور فصیح و بلیغ خطیب ہیں کہ جن کے آباد اجداد ربانی علماء وباکمال خطیب تھے، جن کے خاندان سے علم و معرفت خطابت و طلاقت کا رواج ہوا، صرف یہی نہیں بلکہ جن کے اولاد و احفاد میں عالمان ربانی و خطیب لاثانی کا ایک مقدس سلسلہ قائم ہے - دراصل نسل حسینی میں جتنے عظیم المرتبہ علماء و فقہاء، ادباء و خطباء فصحاء و بلغاء، اور مصنفین و مفکرین و مصلحین و قائدین پیدا ہوئے اور آج بھی موجود ہیں دنیا کی کسی دوسری نسل میں نہیں پائے جاتے -

مطهرون نقيات جيوبهم
وانتم انتم الأعلون عندكم
من لم يكن علويا حين تنسبه

تجری الصلاة عليهم اينما ذكروا
علم الكتاب وما جاءت به السور
فما له فی جميع الناس مفتخر

الهی بحرمة الحسين واخيه وجده وابيه وامه وبنيه
نجنی من الهم الذی انا فيه ونور قلبی بنور معرفتك!

محمود آباد
۱۹ر اگست ۵۲ء
مطابق ۲۸ر ذیقعدہ ۱۳۷۱ھ

احقر الزمن
سید سبط الحسن الهنسوی

بلاغت امام حسینؑ علیہ السلام

(رشحہ قلم جناب مولانا ڈاکٹر سید مجتبیٰ حسن صاحب قبلہ کامونپوری دامت برکاتہم)

ہاشمی ادب عہد جاہلیت میں

عہد جاہلیت میں عربی ادب شعر و خطبہ و امثال میں منحصر تھا۔ انشا و مراسلت کی بدوی و غیر متمدن عرب کو ضرورت بھی نہ تھی۔ اور نہ یہ صنف جاہلیت کے ادبی آثار میں ملتی ہے۔ جاہلی نثر قصوں پر مشتمل ہوتی تھی جس میں قبائل اپنے جنگی معرکوں پر فخر کرتے، اپنے نسب پر نازاں ہوتے۔ اس عہد میں بھی بنی ہاشم ایک خاص طلاقت و سلیقہ تعبیر پر فائز تھے۔ بعض توحید پرست بنی ہاشم کے کلام میں اخلاق و عقائد اس قدر نکھرے ہوئے ملتے ہیں کہ انھیں بے تکلف اسلامی ادب کی صف میں رکھا جاسکتا ہے۔ ان کے خطبے، ان کے امثال، ان کی دوسری موضوعات پر تقریریں، ان کی نظمیں فنی اعتبار سے ایک خاص کشش رکھتی ہیں۔

ہاشمی ادب عہد اسلام میں

جب اسلام آیا اور اس نے تمدن و تہذیب کے بازو قوی کیے تو ادب کو بھی ترقی ہوئی۔ حضرت ابو طالب جناب رسول خداؐ، حضرت امیر المومنینؑ اور حضرت جعفر طیار وغیرہ نے تبلیغ دین اسلام کے سلسلہ میں سیکڑوں تقریریں کیں۔ جناب رسول خداؐ نے شاہانِ عصر و ارباب ریاست کو خطوط لکھے۔ اس طرح ایک ایسے ادب و انشا، و خطابت سے دنیا واقف ہوئی جس سے پہلے آشنا نہ تھی۔ اس ادب سے فصاحت و بلاغت کا دریا موجزن ہوا۔ کم لفظیں وسیع معانی، پاکیزہ مقاصد اس ادب کے امتیازات ہیں۔ قرآن مجید بحیثیت مثال ادب صالح و ترقی پسند و خداشناس ذہنوں کی رہنمائی کرتا رہا۔

قرآن مجید و حدیث پیغمبر اور ائمہ طاہرین کے خطبے اور بیانات اور خطوط وغیرہ فرق مراتب کے ساتھ ادب عربی میں بے مثال ثابت ہوئے۔ قرآن مجید نے "نثر جدید" کا

دروازہ کھولا - اور اس کا جمالِ اعجاز بن کر ذہن و روح پر مسلط ہوا - ائمہ طاہرینؑ نے سو طرح سے اس کے جمال کا عکس اُتارا - اور اقتباس آیات اور اس کے معانی کو طرح طرح سے اپنے کلام کی بنیاد قرار دے کر قرآن مجید کے بعد بلاغت کے "افق اعلیٰ" پر اپنے کلام کو پہونچا دیا -

اس بلندی پر منتخب مانوس و صیقل شدہ الفاظ و پاکیزہ و معرفت خیز "معانی، جچے تُلے ہوئے تجربے، دلکش تشبیہیں، دلآویز استعارے اسلام کے پہلے اور اسلام کے بعد کسی عرب کے کلام میں اس کثرت سے نہیں ملتے - ہر ہر قدم پر محمدؐ و آل محمدؐ کے مملکت ادب میں حسن کی فراوانی ہے —— یہی وجہ ہے کہ جسے ذرا سا بھی ادبی ذوق ہوا - خواہ وہ دوست ہو یا دشمن - وہ مجبور رہا کہ محمدؐ و آل محمدؐ کے خوان ادب کا زلہ خوار بنے - زیاد، حجاج، جہلب بن ابی صفرہ، مسلم بن قتیبہ، خالد قسری، سحبان، ابن قریہ، عمرو بن اہتم، خالد بن صفوان، عقال بن شبہ، قطری بن فجارہ، ابو حمزہ خارجی اباضی، عبد الحمید کاتب، طاہر بن حسین وغیرہ ادیبوں کے نام انشاء یا تقریر کے مخصوص اندازِ بیان کے موقع پر لیے جاتے ہیں - لیکن کیا یہ سب کے سب ادب آل محمدؐ کے طفیلی نہ تھے - کون تھا جو گلشن ادب آل رسولؐ کا خوشہ چین نہ بنا - ادیبوں کی ہمت کی ساری پرواز محمدؐ و آل محمدؐ کے الفاظ و تراکیب، تشبیہ، استعارے کی نقل اُتارنے میں صرف ہوئی - مگر معانی اول سے آخر تک محمدؐ و آل محمدؐ کی جاودانی ملکیت بنے رہے —— منصف و وسیع النظر علماء ادب کو اس کا اقرار و اعتراف ہے —— کتاب تاریخ الادب العربی کے مشہور و معروف مصنفین استاذ احمد اسکندری و احمد امین و علی الجارم و عبد العزیز بشری، ڈاکٹر احمد ضیف یہ بیان کرتے ہوئے کہ فن کتابت نے کمال و جمال کا درجہ کیسے حاصل کیا - لکھتے ہیں کہ انشاء پردازوں نے قرآن مجید اور احادیث پیغمبرؐ اور خطب خلفا سے استفادہ کیا -

"اور اس کی تصدیق یوں ہوتی ہے کہ عبد الحمید سے پوچھا گیا کہ تمھیں بلاغت میں یہ اقتدار کیسے حاصل ہوا تو کہا "کلام اصلع" کے حفظ نے یعنی امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ

ادب کے حفظ نے۔ (تاریخ ادب عربی ص۱۱ مطبوعہ مصر ۱۹۳۶ء)

ہاشمی بلاغت ظہور اسلام کے بعد کمزور نہیں ہوئی۔ بلکہ قرآن و حدیث پیغمبر کی پیروی سے اپنی اپنی حیثیت اور قوت پرواز کے لحاظ سے اس خانوادہ نے مناسب حصہ پایا۔ اور ترقی کی۔ رسول خداؐ اور امیرالمومنینؑ کی ادبی ہمہ گیری و دلکشی و افادیت کی تفصیل میں پڑنا اس سرسری نظر میں بے موقع ہے۔ علماء ادب کا اجماع ہے:۔

وکان رحمه الله افصح الناس بعد رسول الله واكثرهم علماً وزهداً وشدة في الحق۔ وهو الامام الادباء من العرب على الاطلاق بعد رسول الله (ص۲۰۷ تاریخ الادب العربی للاساتذہ احمد سکندری وغیرہ)	امیرالمومنینؑ رسول خداؐ کے بعد افصح الناس تھے۔ سب سے زیادہ علم و زہد اور حق میں شدت رکھتے۔ رسول خداؐ کے بعد بغیر استثناء وہ امام الادباء تھے۔

خانوادۂ نبوت کی بلاغت کا کیا کہنا۔ وحی الٰہی نے ان کا ذہن تیار کیا۔ ارشادات پیغمبر نے ان کی فکری تعمیر کی۔ رسول خدا کا ارشاد ہے اوتیت جوامع الکلم واوتی علی جوامع الکلم مجھے اور علی کو کم لفظوں میں زیادہ معنی سمونے کا سلیقہ عطیۂ ربانی ہے (ص۲ شرح نہج البلاغہ میثم بحرانی)

امیرالمومنین فرماتے ہیں:۔

ذلاقة اللسان راس المال۔ (ص۱۱ جامع الاخبار صدوق)	زبان کی تیزی انسان کی پونجی ہے۔

یہ اور ایسے سیکڑوں اشارات ادب بلاغت کے متعلق رسول خدا اور امیرالمومنین اور ان کی ذریت کے ہیں۔ جو پائے کمال کے لیے ان میں علم و ادب کی وسیع راہیں ہیں۔

وہ ہاشمی جو خانوادۂ نبوت سے متمسک ہو گئے ان کی نسلی صلاحیت میں ان حضرات کی تربیت سے چار چاند لگ گئے۔ محمد ابن حنفیہ علم و ادب کے امام تھے۔ ابن عباس اور حضرت عقیل وغیرہ سے اور اموی دربار کے آزمودہ کار و جہاں دیدہ امراء سے جب بھی سابقہ ہوا تو انھیں ان کی طلاقت کے مقابلے میں شکست فاش ہوئی۔

امام حسن علیہ السلام کے لیے اموی عہد میں کیسے کیسے سخت موقع نکالے گئے جسمیں

طاقت گویائی جواب دیدیتی ہے لیکن حضرت نے فاتحانہ انداز سے ان مراحل کو سر کیا۔
ایک بار عمرو بن عاص۔ ولید بن عقبہ بن ابی معیط، عتبہ بن ابی سفیان، مغیرہ بن شعبہ نے امیر معویہ سے اصرار کیا کہ حسن کو بلاؤ۔ دل کھول کر ان کے منہ پر زبان درازی کریں۔ امیر معویہ ہاشمی بلاغت و طلاقت سے واقف تھے، انھیں یہ مذاق مہنگا معلوم ہو رہا تھا انھوں نے پہلے ہی کہہ دیا کہ تمھیں حسن کی برجستہ گوئی پر قدرت نہ ہوگی۔ آخر کار حضرت امام حسنؑ بلائے گئے اور سب نے اپنا اپنا حوصلہ پورا کیا اور امام نے سب کے دنداں شکن جوابات دیے۔ آخر میں امیر معویہ کو کہنا پڑا:۔

قد انبأتکم انہ ممن لا تطاق عارضتہ۔ واللہ ما قام حتی اظلم علی البیت۔ (شرح ابی الحدید ۱۰۱/۲)	میں نے تم سے کہا تھا کہ حسن کی برجستہ گوئی کا تم مقابلہ نہ کرسکو گے۔ خدا کی قسم انھوں نے (اپنی گویائی سے) میرا گھر مجھ پر تیرہ و تار کردیا۔

فاطمی و علوی دہن سے بلاغت کے کوثر و تسنیم بہہ رہے تھے۔ ان کے بچوں اور عورتوں کی خطابت پر دنیا حیرت سے انگشت بدنداں رہ گئی۔ بشیر بن خذیم اسدی نے جناب زینب صلوٰات اللہ علیہا کی تقریر پر جو تبصرہ کیا ہے کیا اسے دلدادگان ادب نظر انداز کرسکتے ہیں۔ بشیر نے کہا:۔

لم ار خفرۃ واللہ انطق منہا۔ کانہا تفرغ من لسان امیر المومنین۔ (لہوف ۲۴)	بخدا میں نے جناب زینب سے زیادہ طلیق اللسان عورت نہیں دیکھی گویا وہ امیر المومنین کی زبان سے بول رہی تھیں۔

دربار ابن زیاد میں جب مجبوراً حضرت زینب کو زبان کھولنا پڑی تو ابن زیاد حضرت کی بلاغت سے بوکھلا اٹھا، اپنی ناکامی کی شرم دور کرنے کے لیے کہنے لگا۔ یہ بڑی قافیہ باز ہیں۔ زینب تمھارے باپ بھی بڑے قافیہ باز تھے۔ ثانی زہرا نے فرمایا بھلا عورت کو قافیہ بندی و شاعری سے کیا تعلق۔ اور میں اس عالم میں ہوں کہ مجھے قافیہ بندی کا ہوش کہاں۔ یہ دل کی آواز تھی جو زبان سے نکل گئی۔ (تاریخ ابن اثیر ۴۲/۴)

کیا جناب ام کلثوم کی کوفہ کی تقریر سن کر قبیلہ بنی جعف کے ایک کہن سال نے

آنسو بہاتے ہوئے یہ شعر نہیں پڑھا:۔

کھولھم خیر الکھول و نسلھم اذا عُد۔ نسل لا یبور ولا یخزی۔ (بلاغات النساء ابن طیفور م ۲۸۰ھ صـ ۲۹ مطبوعہ مصر ۱۹۰۸)

تمہارے ادھیڑ کل ادھیڑ عمر والوں سے بہتر ہیں۔ یہ نسل نہ ہلاک ہو سکتی ہے نہ رُسوا ہو سکتی ہے۔

امام حسینؑ کا ادبی سرمایہ

جب فاطمی خواتین اس مرتبہ بلاغت پر فائز تھیں تو امام عصر سید الشہداء حسینؑ کے حدود بلاغت متعین کرنا کس کے بس کی بات ہے۔ امام حسینؑ نے اپنے آباء طاہرین کی طرح ساری زندگی ادب الٰہی کے فروغ و اشاعت میں صرف کر دی جس سے عربی زبان نے بے حد و انتہا فیض پائے۔ حضرت کی تقریر و تحریر، نظم و نثر، امثال و کلم میں اموی جاہلیت کے کھنڈر مٹا کر زندگی کے نئے ایوان اُٹھائے جا رہے تھے جن کی بنیاد خدا رسی و خلق نوازی و جستجوئے حق پر تھی۔ لفظی و معنوی جمال کے اعتبار سے امام کا ادب ایک مخصوص طرز رکھتا ہے۔ (بلاغۃ الحسینؑ صـ ۵۹ مصطفٰے محسن بحوالہ زہر الادب قیروانی میں ہے) امام حسینؑ نے اپنی ایک کنیز کو آزاد فرمایا پھر اس سے عقد فرما لیا اس پر معاویہ نے حضرت کو لکھا "آپ نے کنیز سے عقد کر لیا۔ اپنی نسل کا بھی خیال نہ کیا۔ قریش میں قرابت کرنی چاہیئے تھی"۔ (مناقب بن شہر آشوب ۱۲۴/۴ میں یہ واقعہ امام زین العابدینؑ اور عبدالملک کے درمیان مذکور ہے)۔

اس کے جواب میں حضرت نے ایک مختصر مگر نہایت وسیع المعنی خط لکھا جس میں اسلامی انقلاب کی تصویر کھینچ دی۔ لکھا "تم نے میری حرف گیری کی ہے کہ میں نے اپنی کنیز سے عقد کر لیا اور قریش کو چھوڑ دیا تو رسول خدا سے زیادہ کوئی شریف و صاحب نسب نہیں۔ (یعنی رسولؐ کا بھی ایسا عمل تھا) وہ میری کنیز تھی۔ میں نے رضائے الٰہی کیلئے اسے آزاد کیا پھر سنت رسولؐ کے ماتحت اسے حلقۂ زوجیت میں داخل کر لیا۔

"خدا نے اسلام کے ذریعہ سے پستی کو بلند کر دیا۔ مسلمان کے لیے گناہ کے سوا

کوئی رسوائی نہیں۔ صرف عہد جاہلیت کی پیروی میں سوائی ہے۔" (بلاغۃ الحسین ۵۹)
امام کے اس خط نے اپنا اثر مرتب کیا۔ اور امیر معویہ کو اپنی شکست تسلیم کرنا پڑی۔
ادب عرب کی کتابوں میں حضرت کے خط کے مطالعہ کے بعد امیر معویہ کا یہ اعتراف
مذکور ہے:۔

السنۃ بنی ھاشم الحد اد التی تفلق الصخر و تغرف من البحر۔	بنی ہاشم کی تیز زبانیں پتھر میں شگاف ڈال دیتی ہیں اور سمندر سے پانی لیتی ہیں۔
۳۱ ۱ مواسم الادب و آثار العجم والعرب از سید جعفر بن محمد بیتی علوی مطبوعہ مصر ۱۳۲۶ھ)	

امام حسینؑ کے جوہر بلاغت کے دوست دشمن سب قائل ہوئے اور آپ کی
تحریروں کے سامنے سب نے سر جھکایا۔ نافع بن ارزق خارجی بھی امام کا وہ خاندانی دشمن
ہے جسے مجبوراً امام کی بارگاہ کا طواف کرنا پڑا۔ مسئلہ صفات الٰہی و تنزیہ باری اہلبیتؑ
کا مخصوص موضوع تھا دنیا میں کسی انسان نے اس حد تک اس موضوع کی نزاکتوں کو
نہیں نباہا جیسا محمدؐ و آل محمدؐ نے اسے مختلف پیرایوں میں پیش کیا۔ نافع نے کہا
مجھے اپنے معبود کے اوصاف بتائیے۔ امام نے برجستہ فرمایا:۔
"جو اپنے مذہب کی بنیاد قیاس پر رکھتا ہے وہ حیرت میں ڈبکیاں لگاتا رہتا ہے۔
سیدھی راہ سے ہٹ جاتا ہے۔ کجرو ہو جاتا ہے۔ نازیبا باتیں کہتا ہے۔ خدا نے جو اپنا
وصف بیان کیا ہے میں بھی اس کی وہی صفت بیان کرتا ہوں۔ حواس اسکا ادراک
نہیں کر سکتے۔ مخلوق پر اس کا قیاس صحیح نہیں۔ وہ قریب ہے مگر اس معنی سے نہیں کہ
کہ جسم سے ملا ہوا ہے۔ وہ دور ہے لیکن جسمانی دوری نہیں۔ وہ ایک ہے مگر کسی مجموعہ کا
جز نہیں نشانیوں سے پہچانا جاتا ہے۔ علامات سے اس کا وصف بیان ہوتا ہے۔
اس کے سوا کوئی معبود بزرگ و برتر نہیں۔" (بلاغۃ الحسین ۵)
ادھر امام کی تقریر ختم ہوئی اور کلام کی تاثیر سے نافع کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے
اور بیساختہ کہہ اٹھا ما احسن کلامک۔ آپ کا کلام کتنا حسین ہے۔

خطیب کے نمایاں صفات ہیں۔ قوت ملاحظہ، ارتجال، طلاقت، قوت قلب، مقتضائے حال پر نظر، جمال تعبیر۔ ان صفتوں کو اگر امام کی تقریروں میں ڈھونڈھا جائے تجسس و تلاش کی زحمت سے سامنا نہ ہوگا۔ کتاب الصناعتین کے مصنف ابو ہلال عسکری نے لکھا ہے:۔

"حیرت و دہشت سے زبان میں گرہ پڑجاتی ہے۔ زبان بند ہوجاتی ہے اور چُپ لگ جاتی ہے"۔

پھر کربلا سے زیادہ کون سا مقام دہشت و ہراس، خوف و بے اطمینان و اضطراب کا ہوسکتا ہے۔ کئی روز کی تشنگی، دشمن کا ہجوم، اپنی بے سروسامانی، مددگاروں کی کمی، عورتوں اور بچوں کا ساتھ لیکن امام کی خطابت کسی خارجی اثر سے متاثر نہیں ہوئی۔ کیا ابن سعد نے اسی موقع پر اپنی جماعت سے امام کے متعلق نہیں کہا:

ویلکم کلموہ خانہ ابن ابیہ۔ لو وقف فیکم ھکذا یوما جدیدا لما انقطع ولما حصر۔

(اعیان الشیعہ علامہ محسن شامی ۱۱۱/۴)

ان سے باتیں کرو۔ یہ اپنے باپ کے بیٹے ہیں۔ اگر دوسرے دن تک یہ بولتے رہیں جب بھی ان کے کلام میں نہ رکاوٹ ہوگی اور نہ یہ تھکن محسوس کریں گے۔

حمد خدا و نعت رسول کے بعد روز عاشور حضرت نے فوج سے جب اپنا تعارف فرمایا ہے۔ فانسبونی فانظروا من انا الخ (بلاغۃ الحسین ۴۳) کیا اس خطبہ کے متعلق خود کربلا کے اموی نامہ نگاروں کا بیان نہیں۔

فلم یسمع متکلم قط قبلہ ولا بعدہ ابلغ فی منطق منہ۔

(اعیان الشیعہ ۲۱۵/۴)

اس بلاغت سے ان سے پہلے اور ان کے بعد کسی کو تقریر کرتے ہوئے نہیں سُنا گیا۔

امام کی تقریریں امام کی تحریریں امام کا ادب بجد پر ثروت ہے۔ توحید و صفات باری کے عقدے اس میں حل ہوئے ہیں (بلاغۃ الحسین ۵و۴) ایک بصری کے جواب میں امام نے لفظ "صمد" کی تفسیر فرمائی ہے اسے الٰہیات کا شاہکار کہنا

جاسکتا ہے (بلاغۃ الحسین ۵) عہد امیر المومنین میں حق کی حمایت کے لیے عوام کو جہاد کی اس میں دعوت دی گئی ہے۔ (بلاغۃ الحسین ۵) تقویٰ اور حسن سلوک پر اس میں پیام ہے (بلاغۃ الحسین ۶و۸) اسلامی انقلاب کے عمائد کی اس میں ہمت افزائی ہے۔ حضرت ابوذر جب ربذہ جلا وطن ہو کر جا رہے امام حسینؑ نے رخصت کے موقع پر جو چند لفظیں ارشاد فرمائیں پیغمبر کے بوڑھے نیک دل و شیر مزاج صحابی کے بازوے ہمت پر وہ آخری رمق تک تعویذ بن کر ثبات قدم و استقلال و قوت قلب کا باعث رہی ہوں گی (بلاغۃ الحسین ۸) فریضہ شناس قائد کی طرح امام نے امیر معویہ سے مختلف مواقع پر جیسا احتجاج کیا ہے اس کی اہمیت ہمیشہ محسوس کی جائے گی۔ (بلاغۃ الحسین ۱۲و۱۴) امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا پیام امام کے دہن سے سننا چاہیئے حضرت نے زبانی پیام نہیں دیا بلکہ اس سلسلہ میں اپنی اور اپنے عزیز ترین دوستوں اور عزیزوں کی ہستیاں قربان کر ڈالیں۔ (بلاغۃ الحسین ۲۴)۔ سفر کربلا کے موقع پر مختلف مواقع پر حضرت نے کیسی پرجوش و انقلاب انگیز تقریریں فرمائیں (بلاغۃ الحسین صفحہ ۳۲ و ۳۳ و ۳۴)۔ خود کربلا میں حضرت کی بے نظیر تقریروں نے خلوص و اقتدار کلام کا عَلَم نصب کر دیا (بلاغۃ الحسین صفحہ ۳۵ و ۳۷ و ۳۹ و ۴۰ و ۴۳ و ۴۷ و ۵۲)۔ دشمن باوجود مردہ ضمیر ہونے کے امام کی تقریروں سے کتنا متاثر ہوا اس کا ابھی تک نفسیاتی نقطۂ نظر سے صحیح جائزہ نہیں لیا گیا (بلاغۃ الحسین صفحہ ۴۱ و ۴۳ و ۴۵ و ۴۸ و ۵۱)۔ حسن بصری کو قضا و قدر اور دوسرے اہم مسائل کس فصاحت و اخلاص سے امام نے بتائے (بلاغۃ الحسین صفحہ ۵۷ و ۵۸)۔ اگر امام کی زندگی بھر کے ملفوظات و مکتوبات جمع کر لیے جائیں تو ایک مکمل زندگی کی مجسم تصویر لفظوں میں ہمارے سامنے آ سکتی ہے۔

مقام شکر و مسرت ہے کہ حضرت کے خطب و رسائل و حکم کا ایک مختصر ذخیرہ "بلاغۃ الحسین" کے نام سے فاضل ادیب مصطفےٰ محسن موسوی حائری آل اعتماد کی جمع و تدوین سے طہران میں ۱۳۶۹ھ میں شائع ہو گیا ہے۔ یہ قابل قدر علمی و ادبی و قومی خدمت ہے۔ اس مجموعہ کی اشاعت سے تاریخ ادب عربی کے مصنفین کو اپنی

کتابوں کا خاکہ بدلنا ہوگا اور وہ مجبور ہوں گے کہ امام کے کلام پر تبصرے کریں اور حضرت کی بے مثال بلاغت کے نمونے پیش کریں۔ میں نے بھی "ادب کربلا" ایک کتاب شائع کرنے کا ارادہ کیا تھا جس میں امام حسینؑ اور ان کے ساتھیوں کے تمام مکاتیب و ملفوظات و خطب و امثال و اتحاد کی تدوین مطلوب تھی۔ افسوس ہے کہ مجھے اس کی اشاعت کی توفیق نہ ہوئی۔ کتاب بلاغۃ الحسینؑ کی اشاعت نے میری تکلیف کسی حد تک کم کردی۔ خوشی بالائے خوشی یہ ہے کہ یہ کتاب صرف عربی دانوں کی متاع خاص نہیں رہ گئی بلکہ ہمارے ملک کا اردو داں طبقہ بھی اس سے پوری طرح مستفید ہوگا۔ ادارہ اصلاح کھجوا (بہار) تقریباً ۶۰-۷۰ سال سے قوم کی دینی خدمت کر رہا ہے۔ اس مصدر فیض ادارہ نے کتاب "بلاغۃ الحسینؑ" کا اردو ترجمہ بڑے اہتمام سے شائع کرکے اردو پر ایک احسان کیا ہے۔

چند لفظیں کتاب "بلاغۃ الحسینؑ" کے متعلق

کتاب "بلاغۃ الحسین" کے متعلق میں اپنے کمال مسرت کا اظہار کر چکا ہوں۔ شدید اختصار مانع نہ ہوتا تو اس کے مختلف پہلوؤں پر کچھ دیر تک اظہار خیال کرتا۔ یہ کتاب بلاغت امام حسینؑ پر "حرف اول" ہے۔ ابھی استدراک و تکملہ و اضافہ کی بڑی گنجایش ہے۔ مؤلف "بلاغۃ الحسینؑ" دامت مکارمہ کے پیش نظر متداول تاریخی کتابیں رہی ہیں۔ تاریخ و ادب و اخلاق و حدیث کا زیادہ وسیع مطالعہ اس مجموعہ میں نمایاں اضافہ کرے گا۔

مؤلف موصوف نے امام کے کلام پر کوئی تبصرہ نہیں کیا اور نہ اس ماحول کا تجزیہ کیا جس میں یہ گہر آبدار عروس ادب کا گوشوارہ بنے۔ امام حسینؑ کے نام سے دعاؤں کا ایک مجموعہ "صحیفہ حسینیہ" ہے۔ زیر تنقید کتاب میں اس کی صحت یا غلط نسبت پر کوئی فیصلہ دینا ضروری تھا مگر موصوف نے اس صحیفہ پر کوئی اشارہ بھی نہیں کیا۔ امامؑ کے اشعار اس مجموعہ میں بالکل نہ درج ہو سکے۔ حالانکہ اشعار کو حدود بلاغت سے کسی نے خارج نہیں کیا ہے۔

بعض کلمات و عبارات دوسرے ارباب بلاغت کی طرف بھی منسوب ہیں۔

بیسویں صدی کا تقاضا صرف جمع و تالیف نہیں ہے بلکہ اس زمانہ کی خصوصیت تحقیق نظر اور وقت تحقیق ہی لازم تھا کہ امام حسینؑ کی طرف ان فقروں کی نسبت کے قرائن بتائے جاتے یا مستحکم دلیلیں قائم کی جاتیں جن سے یقین ہو جاتا کہ یہ امام ہی کی ملکیت ہیں یا کم از کم اختلاف نسبت ہی کا ذکر کر دیا جاتا۔ مثلاً بلاغۃ الحسین ص۲۳ باب سوم مختصر کلمات میں ان قوما عبدوا اللہ رغبۃ کو بحار مجلسی کے حوالہ سے امام حسینؑ کی طرف منسوب کیا ہے حالانکہ شہرت عام یہ ہے کہ یہ امیر المومنینؑ کا ارشاد ہے اور نہج البلاغہ میں یہ امیر المومنینؑ کے نام سے مذکور ہے:-

ان قوما عبدوا اللہ رغبۃ فتلک عبادۃ التجار وان قوما عبدوا اللہ رھبۃ فتلک عبادۃ العبید وان قوما عبدوا اللہ شکرا فتلک عبادۃ الاحرار۔

(صفحہ ۶۰۸ شرح نہج البلاغہ علامہ علی بن میثم بحرانی تالیف ۶۷۷ھ مطبوعہ ایران ۱۲۷۶ھ)

کچھ لوگ خدا کی عبادت ثواب کی خواہش سے کرتے ہیں یہ تاجرانہ عبادت ہے۔ کچھ لوگ خدا کی عبادت اس کے عذاب کے خوف سے کرتے ہیں یہ غلامانہ عبادت ہے۔ کچھ لوگ خدا کے انعام و اکرام کے شکریہ میں عبادت کرتے ہیں یہ شرفا کی عبادت ہے۔

(شرح نہج البلاغہ میثم ص۶۰۸)

اسی مفہوم کی ایک عبارت شرح نہج البلاغہ میثم میں امیر المومنینؑ کے نام سے ہے۔ ما عبدتک خوفا من عقابک ولا طمعا فی ثوابک۔ بل وجدتک اھلا للعبادۃ فعبدتک (ص۶۰۸)۔ یہی عبارت تذکرہ خواص الامہ سبط ابن جوزی م ۶۵۴ھ (ص۱۸۴) میں امام زین العابدینؑ کے نام سے لکھی ہے — یا مثلاً کتاب الاعجاز والایجاز ثعالبی (۴۲۹) میں یہ فقرہ سبط اکبر امام حسنؑ کی طرف منسوب ہے۔ ان خیر المال ما وقی بہ العرض بلاغۃ الحسین (ص۱۳۵) (بحوالہ تاریخ ابن عساکر) یہ امام حسینؑ کے نام سے درج ہے — یا مثلاً "بلاغۃ الحسینؑ" میں کسی سائل کے جوابات میں کم بین الایمان والیقین۔ قال اربع اصابع۔ تھوڑے سے تغیر کے ساتھ یہ جوابات امام حسنؑ کی طرف بھی منسوب ہیں۔

عہد امیر المومنینؑ میں خود حضرت سے یہ سوالات کیے گئے۔ آپ نے امام حسنؑ کو جوابات پر مامور فرمایا اور امام حسنؑ نے برجستہ جوابات دیے (بحار مجلسی کتاب الاحتجاج ص۲۲)۔ صرف ایک مقام پر مؤلف موصوف نے فقرہ ان من حسن المرء ترکہ ما یغنیہ (بلاغۃ الحسین ص۹۴) پر یہ لکھا ہے یہ فقرہ رسول خداؐ سے مروی ہے اور یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ حضرت کا کلام انکے جد محترم کے کلام کے موافق ہو گیا۔ ایسے ہی اور مقامات کے نشان دیے جا سکتے ہیں جن کی نسبتیں جناب رسول خداؐ یا امیر المومنینؑ کی طرف زیادہ مشہور ہیں ——— اسی طرح اسرار الشہادۃ دربندی کے حوالہ سے امام کے ایک خط کا تذکرہ ہے۔ الی الرجل الفقیہ حبیب ابن مظاہر۔ اس خط کے متعلق اہل علم کسی مستند ماخذ کے خواہشمند تھے۔ اس تالیف نے اسرار الشہادت پر قناعت کی اور کسی قدیم و معتبر مصدر کا سراغ نہیں لگایا۔ مکتبہ خطیب بغداد کے مخطوطہ نامعلوم الاسم والمولف مجموعہ سے (ص۵۳) میں ایک عبارت ہے "ولقد خیرتکم بین ثلاث خلال فابیتم" یہ عبارت قابل حذف تھی۔ اموی پروپیگنڈا یہ تھا کہ امام حسینؑ نے (معاذ اللہ) آخر میں (۱) یزید کی بیعت (۲) یا مدینہ واپسی (۳) یا بعض سرحدوں کی طرف چلے جانے کی خواہش کی تھی۔ یزید کی بیعت والی افترا تھا عقبہ بن سمعان صحابی امام حسینؑ نے اس نجس پروپیگنڈے کی نہایت پرجوش و مخلصانہ رد کی ہے اور میں نے اسے مقتل الحسین عقبہ بن سمعان میں مفصل طور پر لکھا ہے ——— اسی طرح بلاغۃ الحسینؑ ص۶۲ میں امیر معویہ کے نام ایک خط بحوالہ ناسخ درج ہے۔ اسکا انتساب بھی امام کی طرف ہرگز مناسب نہیں ہے۔ اسی طرح کا ایک اور واقعہ منزل تنعیم پر اموی حلقہ نے عین سفر کربلا کے موقع پر امام کی طرف منسوب کیا تھا میں نے مقتل الحسین عقبہ بن سمعان میں اسکے تار و پود بکھیرے ہیں۔۔۔ بلاغۃ الحسین کے موقر اردو مترجم نے اس خط کو ساقط کر دیا ہے۔ اس طرح قدرتی طور پر بہت جلد اس نقص کی تلافی ہو گئی۔ اسی طرح سفر عراق کے موقع پر امام کا ایک خطبہ (بلاغۃ الحسین ص۷۹) پر ہے۔ "کانی اوصالی تتقطعہا عسلان الفلوات" اسکے ظاہری الفاظ سے وہ لوگ غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتے ہیں جو کافی ادبی ذوق نہیں رکھتے۔ مولف کو حاشیہ پر تنبیہ مناسب تھی کہ یہاں حیوانات درندہ مراد نہیں ہیں بلکہ بنی امیہ مراد ہیں۔ بلاغۃ الحسینؑ کے موقر مترجم نے اسکا وہ مناسب ترجمہ کیا ہے جو رگ شبہ کو قطع کر دیتا ہے۔ مجھے یقین ہے یہ کتاب مقبول عام ہو گی۔ اور علم و ادب کے شیدائی اسکے مطالعہ سے اپنی قوت ایمان بڑھائیں گے اور امام علیہ السلام کو ان کے کلام کی روشنی میں دیکھ کر نور معرفت کو ترقی دیں گے۔

مختصر فہرست مضامین کتاب مستطاب "بلاغۃ الحسینؑ"

باسمہ سبحانہ

بلاغۃ الحسین علیہ السلام

حضرت سید الشہداء امام حسین علیہ السلام

کے

چند فصیح و بلیغ خطبے، خطوط اور مختصر حکیمانہ کلمات

تالیف، مصطفےٰ محسن الموسوی الحائری

مترجمہ

مولوی سید محمد باقر صاحب قبلہ مولوی فاضل صدر الافاضل

ابن جناب مولینا سید علی حیدر صاحب قبلہ دام برکاتہم

مطبوعہ اصلاح مشین پریس کھجوا (بہار)

الاهداء

الى من انقذ البشرية من مخالب الضلال -

الى من استنار العالم بانوار نهضته المقدسة -

الى من احيى معالم الشريعة بعد الاندراس -

الى من داوى جروح الدين بدمه الاقدس -

اليك يا روح النبوة و مهجة الخلافة الكبرى

اهدي كتابي هذا ارجوبه الشفاعة

والرضوان -

المولف

مصطفى محسن الموسوى

پیش کش

بارگاہ میں اس کی جس نے انسانیت کو گمراہی کے چنگل سے چھڑایا۔
بارگاہ میں اس کی جس کے مقدس جہاد کی روشنی سے عالم نورانی ہوا۔
بارگاہ میں اس کی جس نے آثارِ شریعت کو اُن کے مٹنے کے بعد زندگی بخشی۔
بارگاہ میں اس کی جس نے دین کے زخموں کا اپنے پاکیزہ خون سے علاج کیا۔

آپ کی بارگاہ میں اے نبوت کی روح اور خلافت کبریٰ کی جان۔
اس کتاب کا نذرانہ پیش کرتا ہوں اور اس سے آپ کی شفاعت اور رضامندی کا امیدوار ہوں۔

مترجم

محمد باقر نقوی

باسمہ سبحانہ

الباب الاول

ومن کلام له علیه السلام فی التوحید[۱]

ایها الناس اتقوا هؤلاء المارقة، الذین یشبهون الله بانفسهم یضاهئون قول الذین کفروا من اهل الکتاب بل هو الله لیس کمثله شئ وهو السمیع البصیر لا تدرکه الابصار وهو یدرک الابصار وهو اللطیف الخبیر۔ استخلص الوحدانیة والجبروت وامضی المشیة والارادة والقدرة والعلم بما هو کائن لا منازع له فی شیٔ من امره، ولا کفو له یعادله، ولا ضد له ینازعه ولا سمی له یشابهه ولا مثل له یشاکله لا تتداوله

---

[۱] تحف العقول

باسمہ سبحانہ

باب اوّل

توحید کے متعلق آپ کا ارشادگرامی

اے لوگو! ان بے دین لوگوں سے بچو جو خدا کو اپنے نفوس کا ایسا سمجھتے ہیں، اور کفار اہل کتاب کی ایسی باتیں کرتے ہیں، بلکہ وہ اللہ ہے اس کی ایسی کوئی چیز نہیں، وہ دیکھنے والا اور سننے والا ہے، نگاہیں اُسے نہیں پاسکتیں، وہ البتہ نگاہوں کو دیکھتا ہے، وہ مادی کثافتوں سے بری اور بڑا باخبر ہے، یکتائی واقتدار کو اُس نے خاص اپنے لیے رکھا ہے، اپنی خواہش وارادہ کو کر گذرنے والا، قدرت کو عمل میں لانے والا، اور ہر ہونے والی بات کا عالم ہے، کسی چیز کے متعلق اگر حکم صادر کردے تو کسی کو مجال دم زدن نہیں، نہ تو کوئی اس کا ہمسر ہے کہ برابری کرے، نہ کوئی حریف ہے جسے اختلاف کی جرأت ہو، نہ کوئی اس کا نظیر ہے جو اس سے مشابہ ہونے کا دعویٰ کرے، نہ اس کا

الامور ولا تجرى عليه الاحوال ولا
تنزل عليه الاحداث . ولا يقدر الواصفون
كنه عظمته ولا يخطر على القلوب مبلغ
جبروته لانه ليس له فى الاشياء عديل
ولا تدركه العلماء بالبابها ولا اهل
التفكير بتفكير هم الا بالتحقيق ، ايقانا
بالغيب لانه لا يوصف بشئ من صفات
المخلوقين وهوا لواحد الصمد - ما تصور
فى الاوهام فهو خلافه ، ليس برب من
طرح تحت البلاغ ومعبود من وجد فى
هواء وغير هواء ، وهو فى الاشياء كائن
لاكينونة محظور بها عليه ومن الاشياء
بائن ، لا ببنونة غائب عنها ، ليس
بقادر من قارنه ضد ، اوساواه
ند ، ليس عن الدهر قدمه ،
ولا بالناحية امممه ، احتجب عن
العقول ، كما احتجب عن الابصار ،

کوئی نمونہ ہے جو اس کا شبیہ ہو، نہ اس پر انقلابات آتے ہیں، نہ اس کی حالتیں بدلتی ہیں، نہ تغیرات لاحق ہوتے ہیں، توصیف کرنے والے اس کی عظمت کی حقیقت بیان کرنے پر قادر نہیں، نہ دلوں کو اندازہ ہو سکتا ہے کہ وہ کتنی قدرت والا ہے۔ کیونکہ موجوداتِ عالم میں کوئی چیز اس کے ہم پلہ نہیں، نہ علماء اپنی عقلوں سے، غور و فکر کرنے والے اپنے غور و فکر سے کام لے کر اسے سمجھ سکتے ہیں مگر یہ کہ وہ بے دیکھے اُس کی عین حقیقت پر یقین کریں، کیونکہ مخلوقات کے اوصاف سے اس کی توصیف نہیں کی جا سکتی (کہ کسی مخلوق سے مثال دے کر اس کی شناخت کرائی جا سکے) وہ واحد و یکتا اور بے نیاز ہے، وہم و گمان جو کچھ اس کا خاکہ تیار کرے خداوند عالم اس کے خلاف ہی ہوگا۔

خدا وہ نہیں جو بارِ مصیبت کے نیچے درماندہ ہو اور معبود وہ نہیں جو ہوا یا غیر ہوا کسی بھی مکان میں پایا جائے، اور وہ تمام چیزوں میں موجود ہے (مگر) ایسا ہونا نہیں جو اُسے اُن میں محدود بنا دے اور تمام چیزوں سے دُور ہے مگر ایسی دوری نہیں جس کی وجہ سے وہ اُن سے بے تعلق و بے خبر ہو جائے، قادر (علی الاطلاق) وہ نہیں ہو سکتا جس کے ہمسر کوئی ضد اور اس کے ہمتا کوئی اُس کا مثل ہو، وہ زمانہ کے حدود میں گرفتار اور مکان کی پابندی میں مقید نہیں ہے، وہ جس طرح نگاہوں سے پوشیدہ ہے

وعن من فى السماء احتجابه كمن فى
الارض، قربه كرامته، وبعده
اهانته، لا تحله فى، ولا توقته اذ،
ولا توامره ان، علوه من غير وقل،
ومجيئه من غير تنقل، يوجد المفقود،
ويفقد الموجود ولا تجتمع لغيره
الصفتان فى وقت، يصيب الفكر منه
الايمان به موجودا وجود الايمان،
لا وجود صفة، به توصف الصفات
لا بها يوصف وبه تعرف المعارف،
لا بها يعرف، فذالك الله لا سمى
له، سبحانه ليس كمثله شئ،
وهو السميع البصير-

ومن كلامه عليه السلام لنافع بن الازرق[1]

لما قال لابن عباس صف لنا الهك الذى تعبده

[1] تاريخ ابن عساكر

اسی طرح عقلوں سے بھی مخفی ہے۔ اس کی نزدیکی اعزاز اور اس کی دوری تحقیر ہے۔

اُس کے ساتھ "میں" کی لفظ (جو کسی ظرف میں ہونے کا پتہ دے) صرف نہیں ہو سکتی، نہ "جب" کے ساتھ اُس کو کسی وقت سے مخصوص کیا جا سکتا ہے، نہ اس کے وجود میں "اگر" کی گنجائش ہے۔ بلندی اس کی غیر جسمانی ہے، اور متوجہ ہونا اس کا بغیر انتقال مکانی ہے، وہ ہست کو نیست اور نیست کو ہست بناتا ہے اور اس کے غیر کے لیے کسی وقت بھی یہ دونوں صفتیں بہم نہیں ہو سکتیں، غور و فکر اس کے موجود ہونے پر ایمان رکھتا ہے ایسا وجود جس پر بس ایمان لایا جا سکتا ہے اس کی توصیف نہیں ہو سکتی۔ جتنی صفتیں ہیں اُن کا مفہوم اُسی کے ذریعہ سے سمجھ میں آتا ہے، اس کی ذات ان صفتوں سے سمجھ میں نہیں آتی۔ تمام پہچانی ہوئی چیزیں اس کی بدولت ہمیں معلوم ہیں وہ اُن سے معلوم نہیں ہوتا۔ یہ ہے اللہ جس کا کوئی ہمنام نہیں، وہ ہر عیب سے بری، اس کے مثل کوئی چیز نہیں اور وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

حضرت کا ارشاد نافع بن ازرق سے

نافع نے ابن عباس سے کہا کہ مجھ سے اپنے پروردگار کا جس کی عبادت

فاطرق ابن عباس اعظاما لله عز وجل
فاقبل نافع بن الازرق نحو الحسينؑ
فقال له يا نافع، ان من وضع دينه
على القياس، لم يزل فى الارتماس، مائلا
عن المنهاج، ظاعنا بالاعوجاج، ضالا عن
السبيل قائلا غير الجميل - يا بن الازرق
اصف الهى بما وصف به نفسه، لايدرك بالحواس،
ولايقاس بالناس، فهو قريب غير ملتصق،
وبعيد غير مستقصٍ يوحد ولايبعض، معروف
بالايات، موصوف بالعلامات، لا اله الا
هو الكبير المتعال، فبكى ابن الازرق، وقال
ما احسن كلامك، فقال له بلغنى انك تشهد
على ابى وعلى اخى وعلى بالكفر، فقال له
الحسينؑ انى سائلك عن مسئلة فقال
سل، فسئله عن قوله تع، واما الجدار فكان
لغلامين يتيمين فى المدينة، فقال يا بن
الازرق، من حفظ فى الغلامين، فقال ابوهما

کرتے ہو وصف بیان کرو۔ ابن عباس نے عظمت الٰہی کے احساس سے سر جھکا لیا اس کے بعد نافع بن ازرق امام حسینؑ کے پاس آیا۔ حضرت نے فرمایا " اے نافع جو شخص اپنے مذہب کی بنیاد قیاس پر رکھے گا ہمیشہ غوطے کھاتا، اور راہ راست سے ہٹا ہوا، کج روی میں مبتلا، راہ راست سے گمراہ اور غیر مستحسن اقوال کے ساتھ گویا رہے گا۔ اے نافع بن ازرق میں اپنے خدا کی وہی صفت بتا سکتا ہوں جو اس نے خود اپنی صفت بیان کردی ہے، احساسات سے اس کا ادراک ممکن نہیں اور خلائق پر اس کا قیاس درست نہیں، وہ نزدیک ہے مگر جسمانی طور پر چسپیدہ نہیں اور دُور ہے مگر جسمانی طور پر علیحدہ نہیں وہ ایک ہے مگر کسی مجموعہ کا جزو نہیں نشانیوں سے پہچانا ہوا اور علامتوں سے توصیف کیا ہوا ہے سو اس بزرگ و بلند کے کوئی دوسرا معبود برحق نہیں "۔ یہ سُن کر ابن ازرق رونے لگا اور کہا کیا خوب آپ کا بیان ہے۔ حضرت نے فرمایا مجھے تو معلوم ہوا ہے کہ تم میرے والد بزرگوار اور بھائی کو اور خود مجھے کافر سمجھتے ہو (اس پر وہ شرمندہ سا ہو گیا) حضرت نے فرمایا میں تم سے صرف ایک سوال کرنا چاہتا ہوں، اس نے کہا دریافت کیجئے۔ آپ نے یہ آیت پڑھی جو حضرت خضرؑ کے قصّہ میں ہے کہ " وہ دیوار دو یتیم لڑکوں کی تھی " آپ نے فرمایا اے ابن ازرق یہ لڑکوں کے بارے میں کس کے حقوق کا خیال کیا گیا۔ ازرق نے کہا اُن کے باپ کے

فقال الحسين ابوهما خير ام رسول الله ص
فقال ابن الازرق قد انبأنا الله تع عنكم
انكم قوم خصمون -

ومن خطبة له يحث الناس على قضا الحاجة واصطناع المعروف[1]

ايها الناس نافسوا فى المكارم، وسارعوا فى المغانم ولا تحتسبوا بمعروف لم تجعلوه واكسبوا الحمد بالنجح، ولا تكسبوا بالمطل ذمًا فمهما يكن لاحد عند احد صنيعة له، رأى انه لا يقوم بشكرها، فالله له بمكافاته فانه اجزل عطاء واعظم اجرا، واعلموا ان حوائج الناس اليكم من نعم الله عليكم فلا تملوا النعم فتحول نقما، واعلموا ان المعروف مكسب حمدا، ومعقب اجرا، فلو رأيتم المعروف رجلا، لرايتموه حسنا جميلا يسر الناظرين ولو رأيتم اللؤم، رايتموه سمجا مشوها،

[1] كشف الغمة

حقوق کا۔ حضرت نے کہا کہ (سچ بتاؤ) اُن کے باپ کا درجہ بلند تھا یا رسول خدا کا۔ ابن ازرق نے کہا کہ تم لوگوں کے بارے میں قرآن نے کہا ہے کہ یہ لوگ بڑے بحث کرنے والے ہیں۔

آپ کا ایک خطبہ جس میں آپ نے لوگوں کی حاجت روائی اور احسان کرنے کی تلقین کی ہے

لوگو! عزت و نیکنامی کے کاموں میں باہم مقابلہ کرو، اور منفعت حاصل کرنے میں ایک دوسرے سے آگے بڑھ جاؤ جس نیکی میں تم نے درنگ سے کام لیا اُسے پھر نیکی نہ شمار کرو۔ حاجت بر آری کر کے لائق ستائش بنو اور ٹال مٹول کر کے مستحق مذمت نہ بنو، اگر کوئی شخص کسی پر احسان کرے اور یہ سمجھتا ہو کہ وہ شخص ہمارے احسان کا شکریہ نہ ادا کرے گا تو اللہ اس کے احسان کا بدلہ دے گا اور وہ تو زیادہ گراں قدر عطیہ اور زیادہ بڑا معاوضہ دینے والا ہے۔ یہ سمجھ لو کہ لوگوں کی حاجتیں جو تمہارے پاس لائی جاتی ہیں وہ تمہارے لیے خدا کی نعمتیں ہیں لہذا ان نعمتوں سے برداشتہ خاطر نہ ہو ورنہ وہ تمہارے لیے بجائے نعمت کے وبال بن جائے گی۔ یہ بھی سمجھ لو کہ احسان کر کے انسان مدح و ستائش حاصل کرتا ہے اور بعد میں ثواب بھی پاتا ہے اگر تم احسان کو آدمی کی شکل میں دیکھتے تو یقیناً ایک حسین و جمیل انسان دیکھتے جسے دیکھ کر

تنفر منه القلوب، وتغض دونه الابصار،
ايها الناس من جاد ساد، ومن بخل رذل،
وان اجود الناس من اعطى من لا يرجوه،
وان اعفى الناس من عفى عن قدرة، و
ان اوصل الناس من وصل من قطعه،
والاصول على مغارسها بفروعها
تسمو، فمن تعجل لاخيه خيرا، وجده
اذا قدم عليه غدا، ومن اراد الله
تبارك وتعالى بالصنيعةِ الى اخيه،
كافاه بها فى وقت حاجته، و
صرف عنه من بلاء الدنيا ما هو
اكثر منه، ومن نفس كربة مومن،
فرج الله عنه كرب الدنيا
والاخرة، ومن احسن احسن الله اليه
والله يحب المحسنين -

دیکھنے والے خوش ہو جائیں اور بخل کو اگر دیکھ پاتے تو بدصورت، کریہ المنظر دیکھتے جس سے دل متنفر اور آنکھیں اس کی طرف نظر کرنے سے گریز کرتیں۔ اے لوگو جس نے بخشش کی وہ سردار ہوا، جس نے بخل کیا وہ رذیل ہوا، اور سب سے زیادہ فیاض وہ ہے جو ایسے کو دے جو اس کی داد و دہش کی امید نہ رکھتا ہو۔ اور لوگوں میں سب سے زیادہ درگذر کرنے والا وہ ہے جو قابو پانے کے باوجود معاف کر دے۔ اور لوگوں میں سب سے زیادہ صلہ رحم کرنے والا وہ ہے جو اس شخص کے ساتھ صلہ رحم کرے جس نے اس کے ساتھ قطع رحم کیا ہے۔ جڑیں اپنے جمنے کی جگہوں میں اپنی شاخوں ہی کے ساتھ بڑھتی ہیں لہٰذا جو شخص اپنے بھائی کے ساتھ بھلائی کرنے میں جلدی کرے گا جب خود کسی ضرورت سے مجبور ہو کر کل اس کے پاس آئے گا تو اپنی بھلائی موجود پائے گا۔ اور جو شخص اپنے بھائی پر احسان کر کے خدا سے اجر کا طالب ہو تو خدا بھی اس کی ضرورت کے وقت اس کے احسان کا بدلہ دے گا اور دُنیا کی اتنی مصیبتیں اس سے دُور کرے گا جتنی اس نے اپنے بھائی کی دُور نہ کی تھیں۔ جو شخص کسی مومن کو رنج سے چھڑائے گا خدا دنیا و آخرت کے رنج سے اُسے نجات دے گا۔ جو شخص دوسروں پر احسان کرے گا خدا اس پر احسان کرے گا اور اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

ومن خطبة له عليه السلام[١]

ان الحلم زينة، والوفاء، مروة والصلة نعمة والاستكبار صلف، والعجلة سفه، والسفه ضعف، والغلو ورطة، ومجالسة اهل الدناءة شر، ومجالسة اهل الفسوق ريبة.

ومن خطبة[٢] له يدعو الناس للمسير الى الشام مع ابيه عليه السلام

قام عليه السلام حمد الله واثنى عليه بما هو اهله و قال يا اهل الكوفة انتم الاحبة الكرماء والشعار دون الدثار، جدوا في اطفاء ما وتر بينكم وتسهيل ما توعر عليكم، الا ان الحرب شرها وريع وطعمها فظيع، فمن اخذ لها اهبتها واستعد لها عدتها ولم يالم كلومها قبل حلولها، فذاك صاحبها، ومن عاجلها قبل اوان فرصتها واستبصار سعيه فيها، فذاك فمن ان لا ينفع قومه وان يهلك نفسه. نسئل الله

[١] كشف الغمة [٢] شرح نهج البلاغة ابن ابي الحديد

آپ کے ایک خطبہ کا کچھ حصہ

بردباری زینت ہے ؛ وفا تقاضاے انسانیت ہے، صلہ نعمت ہے، بڑا بننا بے غیرتی ہے، جلد بازی نادانی ہے، حد سے گزرنا باعث خطرہ ہے، کمینوں کی ہم نشینی بری اور فاسقوں کی ہم نشینی سبب تہمت ہے۔

آپ کے ایک خطبہ کا اقتباس

جس میں آپ نے لوگوں کو اپنے پدر بزرگوار کے ساتھ بغرض جہاد شام کی طرف روانہ ہونے کی ترغیب دلائی تھی آپ کھڑے ہوے حمد خدا ادا کیا اور اس کے شایان شان اوصاف کے ساتھ اس کی ثنا وستائش کی، پھر کہا اے اہل کوفہ تم باعزت دوست ہو، تمھاری محبت باطن کے ساتھ ہے نہ کہ ظاہر کے ساتھ۔ تمھارے درمیان جو اختلافات کی آگ بھڑک اُٹھی ہے اس کے بجھانے اور تمھارے لیے جو دشواریاں درپیش ہوگئی ہیں انھیں ہموار کرنے کی کوشش کرو۔ تمھیں معلوم ہونا چاہیے کہ جنگ کے نتائج بہت دُور رس اور اس کا مزہ نہایت ناگوار ہوتا ہے، تو جو شخص اس کے مقابلے کا سامان کرے اور پوری طرح اس کے لیے تیار ہو جائے اور جنگ چھڑنے کے قبل اس کے صدمات کا پورا خیال کرلے وہی اس کا مرد میداں ہے اور جو موقع آنے کے پہلے پیش از وقت اس جنگ کے چھیڑنے کا درپے ہو وہ اپنی قوم کو فائدہ تو کوئی نہیں پہونچائے گا خود اپنے کو لے ڈوبے گا

بقوته ان يدعمكم بالفيئة ۔

ومن كلام له عليه السلام مع ابی ذر رضوان الله عليه[۱]

لما اخرج الى الربذة بامر من عثمان يا عماه ان الله قادر ان يغير ما قد ترى ، والله كل يوم هو فی شان ، وقد منعك القوم دنياهم ومنعتهم دينك ، فما اغناك عما منعوك واحوجهم الى ما منعتهم فاسال الله الصبر والنصر واستعذ به من الجشع والجزع ، فان الصبر من الدين والكرم ، وان الجشع لا يقدم رزقا ، والجزع لا يوخر اجلا ۔

ومن كلام له عليه السلام[۲]

اوصيكم بتقوى الله ، واحذركم ايامه ارفع لكم اعلامه فكان المخوف قد افد بمهول وروده ونكير حلوله

---

[۱] شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید[۲] ایرانی جلد ١٢

ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ تمھیں حق کی طرف رجوع کرنے کی ہمت عطا کرے۔

جناب ابوذر سے آپ کی گفتگو

جب عثمان کے حکم سے جناب ابوذر جلاوطن ہوکر ربذہ کی طرف جانے لگے تو آپ نے اُن سے فرمایا چچا جان خداوند عالم ان حالات کو جنھیں آپ جھیل رہے ہیں بدلنے پر قادر ہے۔ ہر دن اس کی نت نئی شان ہے، لوگوں نے اپنی دنیا کو آپ کے ہاتھ سے بچایا اور آپ نے اُن سے اپنے دین کو بچایا۔ جسے ان لوگوں نے آپ سے بچایا اس سے آپ کی بے نیازی ظاہر ہے، لیکن آپ نے جس چیز سے انھیں محروم کیا وہ اُس کے بہت ہی محتاج ہیں آپ خدا سے صبر و کامیابی کی دعا کیجئے اور فریاد و واویلا کرنے سے پناہ مانگیے کیونکہ صبر دین کا رکن اور بزرگی کی علامت ہے اور لالچ رزق کو آگے نہیں لا سکتی اور نہ فریاد و واویلا موت کو ٹال سکتی ہے۔

آپ کے ایک کلام کا اقتباس

میں تمھیں ہدایت کرتا ہوں اللہ کا لحاظ رکھنے کی اور تمھیں ڈرانا چاہتا ہوں اس کی طرف کے انقلابات سے اور تمھارے لیے بلند کرنا چاہتا ہوں اس (کی معرفت) کے جھنڈوں کو —— وہ دن جس کا اندیشہ ہے گویا کہ آہی گیا ہے ابنی

وبشع مذاقه فاعتلق مهجكم، وحال بين العمل وبينكم فبادروا بصحة الاجسام ومدة الاعمار كانكم نبعات طوارقه، فتنقلكم من ظهر الارض الى بطنها ومن علوها الى سفلها، ومن انسها الى وحشتها ومن روحها وضوئها الى ظلمتها، ومن سعتها الى ضيقها، حيث لا يزار حميم، ولا يعاد سقيم، ولا يجاب صريخ، اعاننا الله واياكم على اهوال ذالك اليوم ونجانا واياكم من عقابه، واوجب لنا ولكم الجزيل من ثوابه، عباد الله فلو كان ذالك قصر مراكم ومدى مظعنكم، كان حسب العامل شغلا يستفرغ عليه احزانه، ويذهله عن دنياه ويكثر نصيبه لطلب الخلاص، فكيف وهو بعد ذالك مرتهن باكتسابه، مستوقف على حسابه، ولا وزير له يمنعه، ولا ظهير عنه يدفعه،

ہولناک پیش آمد اور ناپسند قیام اور ناخوشگوار ذائقہ کے ساتھ اور اپٹ ہی گیا ہے
تمھارے نفوس کے ساتھ اور سدِ راہ ہو گیا ہے تمھارے اور عمل کے درمیان
لہذا جسمانی صحت اور عمر کی وسعت کی حالت میں جلدی کرو اعمال بجالانے مین
قبل اس دن کی مصیبتوں کے سر پر آجانے کے جو تمھیں زمین کی پشت سے
منتقل کر کے شکم زمین کے اندر اور اس کی بلندی سے ہٹا کر پستی کی طرف اور
اس کی دلچسپیوں سے الگ کر کے اس کی پریشانی کی طرف اور اس کی روشنی سے
علیحدہ کر کے اس کی تاریکی کی طرف اور اس کی وسعت سے محروم کر کے اس کی
تنگی کی طرف پہونچا دے گا۔ جہاں کسی دوست کی ملاقات نہیں ہوتی، اور نہ کسی
بیمار کی عیادت، نہ کسی فریادی کی فریادرسی، اللہ ہماری اور تمھاری امداد کرے
اس دن کے ہولناک حالات کے مقابلے کے لیے، اور ہمیں تمھیں اس دن کے
عذاب سے چھٹکارا دے اور ہمارے تمھارے لیے اپنے عظیم ثواب کا حق قرار دے۔
بندگانِ خدا جب کہ یہ تمھاری منزل مقصود اور سفر کی انتہا ہے تو اس سے بڑھ کر
کام کرنے والے کیلئے اور فکر کیا ہو سکتی ہے جو اس کی تمام فکروں پر غالب آجائے
اور اسے دنیا سے غافل بنا دے اور نجات کے طلب میں اس کے اہتمام کو زیادہ
کرے۔ چہ جائیکہ یہ بھی معلوم ہے کہ اس کے بعد وہ اسی کوشش کے نتائج میں
گرفتار ہوگا اور اُس سے اس کا حساب ہوگا اور اس وقت نہ کوئی مددگار ہو گا جو
اس کی حفاظت کرے، اور نہ کوئی پشت پناہ ہو گا جو اس سے مصیبت کو دفع کرے

ويومئذ لا ينفع نفسا ايمانها لم تكن
آمنت من قبل اوكسبت في ايمانها خيرا
قل انتظروا انا منتظرون اوصيكم بتقوى الله
فان الله قد ضمن لمن اتقاه ان يحوله
عما يكره الى ما يحب، ويرزقه من حيث
لا يحتسب فاياك ان تكون ممن يخاف على
العباد من ذنوبهم وتامن العقوبة من ذنبه فان الله
تبارك وتعالى لا يخدع من جنته ولا ينال ما عنده
الا بطاعته انشاء الله۔

ومن كلام له في اتخاذ الزهد متاعًا في الدنيا

يا بن آدم تفكر، وقل اين ملوك الدنيا وار بابها۔
الذين عمروا اخرابها، واحتفروا انهارها، واغرسوا اشجارها
ومدنوا مدائنها، فارقوها وهم كارهون، و
ورثها قوم آخرون، ونحن بهم عما قليل لاحقون
يا ابن آدم اذكر مصرعك، وفي قبرك مضجعك
وموقفك بين يدى الله، تشهد جوارحك عليك

سله ارشاد دیلمی

اور اُس دن کسی کو جو پہلے ایمان نہ لایا ہو یا جس نے اپنے ایمان کے دور میں کچھ نیک کام انجام نہ دیے ہیں اب ایمان فائدہ نہ دے گا۔ کہو کہ تم انتظار کرو ہم بھی انتظار کر رہے ہیں۔ میں تمھیں ہدایت کرتا ہوں اللہ کا پاس و لحاظ رکھنے کی اس لیے کہ اللہ ذمہ دار ہوا ہے اس شخص کے لیے جو اس کا پاس و لحاظ رکھے اس امر کا کہ وہ اسے ناپسند حالات سے منتقل کرے گا پسندیدہ حال کی طرف اور اُسے بے شان و گمان کے رزق عطا کرے گا، خبردار! ان لوگوں میں سے نہو جو بندوں سے اُن کے گناہوں میں ڈریں اور اللہ کے گناہ پر سزا سے بے خوف رہیں۔ اس لیے کہ خدائے تعالیٰ کو فریب دے کر بہشت حاصل نہیں کیا جا سکتا اور جو کچھ اللہ کے یہاں کی نعمت ہے وہ بغیر اس کی اطاعت کے حاصل نہیں کی جا سکتی۔

دُنیا سے پرہیز کرنے کے متعلق آپ کا ارشادِ گرامی

اے فرزند آدم! غور کرو اور بتاؤ کہ شاہان دنیا اور دنیا والے کہاں ہیں، کدھر گئے وہ لوگ جنھوں نے اس دنیا کے ویرانوں کو آباد کیا، نہریں کھودیں، درخت لگائے اس کے شہروں کو آباد کیا، وہ لوگ خواہش نہ رکھتے ہوئے بھی اس دنیا سے جُدا ہو گئے اور اُن کی جگہ دوسرے لوگ مالک بن بیٹھے ہم لوگ بھی عنقریب اُن سے جا ملیں گے۔ اے فرزند آدم اپنے بچھڑنے اور قبر میں لیٹنے اور پھر بروز قیامت خداوند عالم کے سامنے کھڑے ہونے کو یاد کرو جہاں تمھارے اعضا

يوم تزل فيه الاقدام، وتبلغ القلوب الحناجر وتبيض وجوه، وتسود وجوه، وتبدوا السرائر ويوضع الميزان القسط، يابن آدم اذكر مصارع آبائك وابنائك كيف كانوا وحيث حلوا وكانك عن قليل، قد حللت محلهم وصرت عبرة المعتبر.

وانشد شعراً:-

اين الملوك التى عن حفظها غفلت
حتى سقاها بكاس الموت ساقيها
تلك المدائن فى الآفاق خالية
عادت خرابا وذاق الموت بانيها
اموالنا لذوى الوارث تجمعها
ودورنا لخراب الدهر بانيها

ومن خطبة لهٗ يذكر فيها فضائل عترة النبى ووجوب اطاعتهم

حمد الله واثنى عليه ثم صلى على النبىؐ فسمع رجلا يقول، من هذا الذى يخطب، فقالؑ نحن

سلٰه احتجاج طبرسی

تمھارے خلاف گواہی دیں گے اس دن جب کہ قدم پھسلیں گے اور دل حلق تک آجائیں گے۔ اور بعضوں کے چہرے سپید اور بعضوں کے سیاہ ہوں گے اور ڈھکی چھپی باتیں ظاہر ہوجائیں گی اور انصاف کی ترازو نصب کی جائے گی۔

اے فرزند آدم اپنے باپ دادا اور اپنی اولاد کے مرنے کو یاد کرو کہ پہلے وہ کہاں تھے اور اب کہاں ہیں اور تم بھی عنقریب انھیں لوگوں کی منزل میں جا پہنچو گے اور عبرت حاصل کرنے والے کے لیے نمونۂ عبرت بن جاؤ گے۔

اس کے بعد آپ نے یہ اشعار پڑھے:۔

کہاں ہیں وہ بادشاہ جو اپنی جانوں کے بچانے سے غافل رہے

یہاں تک کہ پلانے والے نے انھیں موت کا جام پلا دیا

دنیا میں اُن کے شہر خالی ہیں

اور ویران ہو رہے ہیں اور اُنکے بنانے والے نے موت کا مزہ چکھ لیا ہے

ہم اپنے مال وارث ہونے والوں کے لیے جمع کرتے ہیں

اور اپنے گھر زمانے کی تباہ کاریوں کے لیے بناتے ہیں

آپ کا ایک خطبہ جس میں آپ نے اہلبیت پیغمبرؐ کے فضائل اور اُن کی اطاعت واجب ہونے کو بیان فرمایا ہے

آپ نے حمد وثنائے الٰہی فرمائی پھر پیغمبرؐ پر درود بھیجا اسی وقت آپ نے ایک شخص کو یہ پوچھتے سُنا کہ "یہ کون تقریر کر رہا ہے" آپ نے فرمایا ہم

حزب الله الغالبون وعترة رسول الله الاقربون
واهلبيته الطيبون واحد الثقلين ، الذى
جعلنا رسول الله ثانى كتاب الله تبارك تع
الذى فيه تفصيل كل شى ، لا ياتيه الباطل
من بين يديه ولا من خلفه ، والمعول
علينا فى تفسيره ولا يبطئنا تاويله ، بل
نتبع حقائقه ، فاطيعونا فان طاعتنا مفروضة
اذ كانت بطاعة الله ورسوله مقرونة ـ
قال الله عزوجل اطيعوا الله واطيعوا الرسول ، و
اولى الامر منكم ، فان تنازعتم فى شى
فردوه الى الله والرسول ، وقال ولو ردوه
الى الرسول واولى الامر منهم لعلمه الذين
يستنبطونه منهم ، ولولا فضل الله عليكم
ورحمته لاتبعتم الشيطان الا قليلا ،
واحذركم الاصغاء ، الى هتاف الشيطان
بكم فانه لكم عدو مبين فتكونوا كاوليائه
الذين قال لهم ، لا غالب لكم اليوم من الناس

اللہ کے غالب رہنے والے لوگ، پیغمبرِ خدا کے قریب ترین عزیز، اور آپ کے طیب وطاہر اہلِ بیت اور دو گراں قدر چیزوں میں سے ایک ہیں۔ ہمیں کو پیغمبر نے کتابِ خدا کا ثانی قرار دیا ہے، وہ کتابِ خدا جس میں ہر چیز کی تفصیل موجود ہے، اور باطل کا جس کے آس پاس گذر نہیں۔ کلام مجید کی تفسیر میں ہمیں پر اعتماد کیا جاسکتا ہے ہم سے اس کی تاویلیں مخفی نہیں بلکہ ہم ہی اس کی حقیقتوں کی پیروی کرنے والے ہیں۔ پس تم ہماری اطاعت کرو کہ ہماری اطاعت فرض ہے کیونکہ خدا و رسول کی اطاعت کے ساتھ ساتھ ہماری اطاعت کا ذکر کیا گیا ہے چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے "خدا کی اطاعت کرو اور رسول کی اور تم میں سے جو حقدارِ حکومت ہیں اُن کی اطاعت کرو۔ اگر تم میں کسی بات میں نزاع واقع ہو تو اس امر میں خدا و رسول کی طرف رجوع کرو۔ یہ بھی خداوندِ عالم نے فرمایا ہے کہ "اگر تم خدا و رسول اور اپنے حقدارانِ حکومت سے رجوع کرتے تو یقیناً وہ لوگ جو تحقیق کرنے والے ہیں اس کو سمجھ لیتے اور اگر تم پر خدا کا فضل وکرم اور اس کی مہربانی نہ ہوتی تو تھوڑے آدمیوں کے سوا تم سب کے سب شیطان کی پیروی کرنے لگتے" میں تمھیں خبردار کرتا ہوں کہ شیطان جو تمھارے کانوں میں کہتا رہتا ہے تو اس کے کہنے پر کان نہ دھرنا کیونکہ وہ تمھارا کھلا دشمن ہے اگر تم اس کی باتوں پر کان دھروگے تو اس کے اُن پیرووں کی طرح ہو جاؤ گے جن سے شیطان نے کہا تھا کہ "آج کے دن تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا میں جو تمھارے

وانی جار لکم فلما ترأت الفئتان ، نکص علی عقبیه وقال انی بری منکم ، فتلقون للسیوف ضربا وللرماح وردا وللعمد حطما و للسهام غرضا ، ثم لا یقبل من نفس ایمانها لم تکن أمنت من قبل اواکتسب فی ایمانها خیرا

فی خطبة لهٗ فی ان علیا مدینة هدیٰ[۱]

حمد الله واثنی علیه وصلی علی نبیه صلوٰۃ موجزۃ ، ثم قال یا معاشر الناس سمعت رسول الله وهو یقول ان علیّا هو مدینة هدی ، فمن دخلها نجی ، ومن تخلف عنها هلک ۔

ومن خطبة لهٗ لما اراد معاویة اخذ البیعة لیزید[۲]

حمد الله وصلی علی الرسول ثم قال اما بعد یامعاویة فلن یودی القائل وان اطنب فی صفة الرسول من جمیع جزأ وقد فهمت ما لبست به الخلف ، بعد رسول الله من ایجاز الصفة ،

[۱] توحید الصدوق [۲] الامامة والسیاسة

ساتھ ہوں لیکن جب دونوں جماعتوں میں مڈبھیڑ ہوگئی تو وہ اُلٹے پیروں بھاگ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ مجھے تم سے کوئی سروکار نہیں" اور نتیجہ یہ ہوگا کہ تم تیر و تلوار نیزہ و گرز گراں کی زد پر آجاؤ گے پھر اس وقت کسی شخص کا ایمان لانا قابل قبول نہ ہوگا تاوقتیکہ وہ پہلے سے ایمان نہ لایا ہو اور عملی حیثیت سے اپنے ایمان کا ثبوت نہ پیش کیا ہو۔

آپ کا ایک خطبہ جس میں آپ نے فرمایا ہے کہ امیر المومنینؑ ہدایت کے شہر ہیں

آپ نے حمد و ثنائے الٰہی اور صلواۃ بر پیغمبر کے بعد ارشاد فرمایا اے لوگو! میں نے رسول کو اپنے کانوں سے ارشاد فرماتے سنا ہے کہ علی ہدایت کے شہر ہیں۔ جو شخص اس شہر میں آگیا اس نے نجات پائی اور جس نے گریز کیا وہ ہلاک ہوا۔

آپ کا ایک خطبہ اس موقع کا کہ جب معاویہ نے یزید کے لیے بعیت حاصل کرنے کا ارادہ کیا ہے

(معاویہ کی تقریر کے بعد بطور جواب) حمد الٰہی و صلواۃ بر حضرت رسالت پناہی کے بعد فرمایا" اے معاویہ جہاں تک پیغمبر خدا کی توصیف کا تعلق ہے کوئی شخص کتنا ہی طول دے حضرت کے تمام اوصاف میں سے ایک جزو بھی بیان نہیں کرسکتا اور تمھیں معلوم ہے کہ حضرت کے بعد لوگوں نے کس طرح حضرت کے

والتنكب عن استبلاغ البيعة ، وهيهات ،
هيهات يا معاوية فضح الصبح فحمة الدجى و
بهرت الشمس انوار السرج ولقد فضلت حتى
افرطت واستاثرت حتى اجحفت ومنعت
حتى بخلت وجرت حتى جاوزت مابذلت
لذى حق من اسم حقه من نصيب حتى
اخذ الشيطان حظه الاوفر ونصيبه الاكمل
وفهمت ماذكرته عن يزيد من اكتماله
وسياسته لامة محمدٌ تريد ان توهم الناس
فى يزيد كانك تصف محجوبا او تنعت غائبا
او تخبر عما كان مما احتويته بعلم خاص
وقد دل يزيد من نفسه على موقع رايه فخذ
ليزيد مما اخذ به من استقرائه الكلاب
المهارشة عند التحارش والحمام السبق
لاترابهن والقينات ذوات المعازف و
ضروب الملاهى تجده ناصرا ، ودع عنك
ما تحاول فما اغناك ان تلقى الله بوزر

اوصاف و کمالات کے بیان میں کمی کردی اور آپ سے جو عہد اطاعت تھا اس سے کس طرح عدول کیا - توبہ توبہ! اے معاویہ! صبح نے تاریکیِ شب کو رسوا کردیا اور سورج کی روشنی نے چراغوں کو مدھم کردیا -

تم نے بہت سی باتوں کے بیان میں جو تفصیل سے کام لیا ہے اس میں حد سے بڑھ گئے اور جانبداری سے کام لیا یہاں تک کہ حد انصاف سے آگے ہوگئے اور بعض حق باتوں کے کہنے سے بُخل کیا اور ظلم و تعدی کے مرتکب ہوئے یہاں تک کہ حد سے بڑھ گئے - حقدار کو اس کے حق کا تم نے کوئی حصہ نہ دیا یہاں تک کہ شیطان نے اپنا پورا حصہ لے لیا اور جو کچھ تم نے یزید کے متعلق کمال اور اس کی سیاست دانی کے بارے میں بیان کیا ہے اسے میں سمجھا! تم چاہتے ہو کہ یزید کے بارے میں لوگوں کو ایسا توہم ہو کہ جیسے تم کسی پوشیدہ شخصیت کا تعارف کرا رہے ہو اور کسی ان دیکھے آدمی کی صفت بیان کر رہے ہو یا کوئی ایسی اطلاع دے رہے ہو جسے تم نے مخصوص ذرائع سے حاصل کیا ہے - حالانکہ یزید نے خود اپنی طرف سے اپنا تعارف پورا کرادیا ہے تو تمھیں یزید کو اسی طرز زندگی کے سپرد کرنا چاہیے جسے اس نے اپنے لیے اختیار کیا ہے مثلاً لڑائی کیلئے کتوں کو پالنا، اور اڑان کے لیے کبوتروں کی پرورش اور گانے بجانے والیاں اور طرح طرح کے لہو و لعب کے دوسرے مشاغل وہ انھیں چیزوں کے لیے موزوں و مناسب ثابت ہو سکتا ہے اور جو تم چاہ رہے ہو اسے ترک کرو! آخر تمھیں

هذا الخلق باكثر مما انت فيه ، فو الله
ما برحت تقدح باطلا فى جور وحنقا فى
ظلم حتى ملات الاسقية وما بينك
وبين الموت الا غمضة فتقدم على عمل
محفوظ فى يوم مشهود ولات حين مناص، ورايتك
عرضت بنا بعد هذا الامر ومنعتنا عن ابائنا
تراثنا ولقد لعمر الله اورثنا الرسول الله ولادة وجئت
لنا بما حججتم به القائم عند موت الرسول،
فاذعن للحجة بذلك ، وردة الايمان
الى النصف ، فركبتم الاعاليل ، وفعلتم
الافاعيل وقلتم كان ويكون حتى
اتاك الامر يامعاوية من طريق كان قصدها
لغيرك فهناك فاعتبروا يا اولى الابصار
وذكرت قيادة الرجل القوم بعد
رسول الله ﷺ وتاميره له وقد كان ذالك
ولعمرو بن العاص ، يومئذ فضيلة بصحبة
الرسول وبيعة له وما صار لعمرو يومئذ

کیا ضرورت ہے کہ ان تمام خلائق کا بار اپنے اوپر اس سے زیادہ لادو جتنا کہ
اس وقت تم پر ہے۔ پس بخدا! برابر تم جور و ستم میں غلط بخشی قائمی اور ظلم و تعدی
میں کینہ توزی کا ارتکاب کرتے رہے ہو۔ یہاں تک کہ بداعمالیوں کا بہت بڑا ذخیرہ
فراہم کر لیا ہے اور اب تمہارے اور موت کے درمیان بس آنکھ بند ہونے بھر کا فاصلہ
ہے۔ پس ذرا کچھ ایسے اعمال بھی کر لو جو روزِ قیامت تمہارے کام آئیں اور اُس دن
سے چھٹکارا ناممکن ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم اس امرِ خلافت کا اپنے بعد
کے لیے بھی انتظام کر رہے ہو اور ہمیں ہمارے آبا و اجداد کی میراث سے ہمیشہ
کے لیے روک رہے ہو۔ حالانکہ بخدا ہمیں اللہ نے نسلی طور پر اس کا وارث
بنایا ہے اور ہمارے لیے حقیت کا وہی استدلال ہے جس سے تم نے پیغمبر خدا
کی وفات کے بعد خلافت کے لیے کھڑے ہونے والے (سعد بن عبادہ) کے
خلاف استدلال کیا تھا اور اس کو سر جھکانا پڑا تھا اور انصاف کے
تقاضے کو منظور کرنا پڑا تھا مگر اس کے بعد تم نے حیلہ گریوں کو جائز بنا لیا اور
طرح طرح کی بداعمالیوں کا ارتکاب کیا یہاں تک کہ معاملہ تم تک اے معاویہ پہنچا
ایسی راہ سے جس کی سمت تم سے جدا تھی، اب یہ عبرت خیز منظر ہے جو آنکھوں کے
سامنے ہے، اور تم نے شخص معلوم کے بعد رسول بر سر اقتدار آنے اور امیر بنائے
جانے کا ذکر کیا ہے مگر تمھیں معلوم ہے کہ باوجودیکہ عمرو بن عاص کو صحبت رسول
کی فضیلت حاصل تھی اور وہ رسول کی بیعت کر چکے تھے پھر بھی جب وہ

حتی انف القوم امرته وکرهوا تقدیمه وعدوا علیه افعاله، فقال[۱] لا جرم معشر المهاجرین، لا یعمل علیکم، بعد الیوم غیری، فکیف یحتج بالمنسوخ، من فعل الرسول فی اوکد الاحوال، واولاها بالمجتمع علیه من الصواب، ام کیف صاحبت بصاحب تابعا، وحولك من لا یومن فی صحبته ولا یعتمد فی دینه وقرابته، و تتخطاهم الی مسرف مفتون، ترید ان تلبس الناس شبهة یسعد بها الباقی فی دنیاه، تشقی بها فی آخرتك، ان هذا لهو الخسران المبین، واستغفر الله لی ولکم.

ومن کلام له علیه السلام لمعاویة وتوبیخه علی شنائع افعاله[۱]

لما قتل حجر بن عدی واصحابه فقال معاویة یا اباعبدالله هل بلغك ما صنعنا بحجر واصحابه واشیاعه و

امیر بنائے گئے تو مسلمانوں نے اُن کی حکومت کو ناپسند کیا اور اُن کی مخالفت کے لیے تیار رہے یہاں تک کہ حضرت پیغمبرِ خدا نے فرمایا کہ اے مہاجرین اب میرے بعد کسی کو حق نہیں ہے کہ تم پر کسی حاکم کو مقرر کرے لہٰذا ایسے فعل کے ساتھ جس کی بعد میں ممانعت کر دی گئی ہے استدلال کیونکر ہو سکتا ہے، ایسے حالات میں سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ ایسا طرزِ عمل اختیار کیا جائے جس کی صحت پر زیادہ سے زیادہ لوگ متفق ہوں پھر یہ کہ تم نے صحابی کو چھوڑ کر (خلافت کے لیے) تابعی کو منتخب کیا اور تمھارے گرد و پیش سب ایسے ہی آدمی ہیں جن کی صحبت پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا نہ اُن کی دیانت اور قرابتداری کا اطمینان ہو سکتا ہے اور پھر تم نے اُن کو بھی چھوڑ کر ایک بالکل فاسق و فاجر شخص کو قرار دیا ہے اور چاہتے ہو کہ لوگوں کو شک و شبہ میں مبتلا کر دو۔ نتیجہ یہ ہے کہ زندہ رہنے والا اپنی دنیا کے مزے لوٹے گا اور تم اس کے سبب سے آخرت میں برباد ہو گے، بڑا صاف خسارہ ہے اور میں خدا سے اپنے لیے اور تمھارے لیے مغفرت کی التجا رکھتا ہوں۔

آپ کی گفتگو معاویہ سے جس میں آپ نے اُن کی بعض حرکتوں پر سرزنش کی ہے

جب جناب حجر بن عدی اور ان کے رفقا شہید ہو گئے تو امام حسینؑ سے معاویہ نے کہا کہ ہم نے حجر اور اُن کے دوستوں اور پیروؤں اور آپ کے پدر بزرگوار کے

شيعة ابيك فقال لا فقال قتلناهم و
كفناهم، وصلينا عليهم، فضحك الحسين ع
وقال خصمك القوم يوم القيامة يامعاوية
اما والله لو ولينا مثلها من شيعتك ما
كفناهم، ولاصلينا عليهم، ولقد بلغني
وقوعك بابي حسن ، وقيامك به و
اعتراضك بني هاشم بالعيوب، وايم الله
لقد اوترت غير قوسك ورميت غير
غرضك وتناولتها بالعداوة، من
مكان قريب، ولقد اطعت امرأً
ما قدم ايمانه ، ولاحدث نفاقه، و
ما نظر لك ، فانظر لنفسك اودع (يريد
عمرو بن العاص) -

ومن كلام له لاصحابه

يتضمن بيان معرفة الله تع

ايها الناس اتقوا الله جل ذكره، ما
خلق العباد الا ليعرفوه ، فاذا عرفوه عبدوه[1]

---

[1] علل الشرائع

شیعوں کے ساتھ جو برتاؤ کیا اسے آپ نے بھی سُنا؟ آپ نے فرمایا نہیں معاویہ نے کہا ہم نے انھیں قتل کر ڈالا مگر قتل کر کے انھیں کفن بھی پہنایا اور اُن کی نماز جنازہ بھی پڑھی یہ سُن کر آپ ہنسے اور ہنس کر آپ نے فرمایا! اے معاویہ یہ جماعت قیامت کے دن تمھارا گریبان پکڑے گی قسم بخدا اگر ہم کو تمھارے پیروؤں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کرنے کا موقع مل جاتا تو ہم انھیں کفن بھی نہ دیتے نہ اُن کی نماز جنازہ پڑھتے ۔ مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ تم میرے والد ماجد امیر المومنینؑ کو بُرا بھلا کہتے ہو، انھیں عیب لگاتے ہو اور بنی ہاشم کی بُرائیاں بیان کرتے رہتے ہو قسم بخدا اے معاویہ تم نے پرائی کمان چڑھائی اور اپنے نشانہ کے علاوہ اور نشانہ پر تیر چلایا اور دشمنی وعداوت کی وجہ سے تم نے (حکومت و شہنشاہی) نزدیک ہی سے پالیا، تم نے ایسے شخص کی اطاعت کی جس کا نہ تو ایمان قدیم ہے اور نہ نفاق نیا ہے اور جس نے تمھاری کبھی خیر خواہی نہیں کی، اب تم خود اپنا اچھا بُرا سمجھو اس شخص سے قطع تعلق کرو (اس سے عمرو بن عاص مراد ہے) ۔

آپ کی گفتگو اپنے اصحاب سے
جو خدا کی معرفت کے بیان پر مشتمل ہے

اے لوگو! خدائے عزاسمہ سے ڈرو، اس نے بندوں کو اسی لیے پیدا کیا ہے تاکہ لوگ اسے پہچانیں، جب بندے اسے پہچان لیں گے تو اسکی

واذا عبدوه استغنوا بعبادته عن عبادة ما سواه، فقال رجل یا ابن رسول اللهؐ بابی انت وامی فما معرفة الله، قال معرفة اهل کل زمان امامهم الذی یجب طاعته ۔

ومن کلام له علیه السلام لعائشة فی مسجد النبیؐ

وذالک لما قبض الحسن بن علیؑ وضع علی سریره و انطلق به الی مصلی رسول اللهؐ فصلی علیه ثم حمل فادخل المسجد، فلما اوقف علی قبر رسول اللهؐ بلغ العائشة الخبر وقیل لها انهم قد اقبلوا بالحسن بن علی لیدفن مع رسول اللهؐ فخرجت مبادرة علی بغل بسرج فکانت اول امرأة رکبت فی الاسلام سرجا، فوقفت، فقالت نحوا ابنکم عن بیتی فانه لایدفن فیه شی، ولا یهتک علی رسول اللهؐ حجابه" قالؑ لها قدیما هتکت انت وابوک حجاب رسول اللهؐ وادخلت بیته من لایحب رسول اللهؐ قربه وان الله یسئلک عن ذالک یا عائشة، ان اخی امرنی ان اقربه من ابیه رسول اللهؐ لیحدث به عهدا واعلمی

ل بحار الانوار جلد ۱۰

عبادت بھی کریں گے اور جب اس کی عبادت کریں گے تو اس کی عبادت کر کے غیر کی عبادت سے بے نیاز ہو جائیں گے۔ ایک شخص نے کہا اے فرزند رسول معرفتِ خدا کیا ہے؟ آپ نے فرمایا ہر زمانہ کے لوگوں کے لیے معرفت کا ذریعہ وہ امام ہے جس کی اطاعت اُن پر واجب ہے۔

مسجدِ نبوی میں آپ نے عائشہ سے فرمایا

جب امام حسنؑ کی رحلت ہوئی اور آپ کا جنازہ تیار ہوا اور نماز سے فراغت ہوئی تو جنازہ اٹھا کر مسجد میں لایا گیا، جب قبرِ رسولؐ کے قریب لا کر رکھا گیا تو اس کی خبر عائشہ کو پہنچائی گئی کہ یہ لوگ امام حسن کا جنازہ رسول کے پاس دفن کرنے کے لیے لائے ہیں۔ یہ سُن کر وہ خچر پر زین کس کر سوار آ پہنچیں اور وہ اسلام میں پہلی خاتون ہیں جنھوں نے زین لگائی، انھوں نے آ کر کہا کہ اس جنازے کو میرے گھر سے لے جاؤ۔ میرے گھر میں کوئی دفن نہیں ہو سکتا اور پیغمبر کا پردہ چاک نہیں کیا جا سکتا۔ اس پر آپ نے فرمایا تم نے اور تمھارے باپ نے تو پہلے ہی پیغمبر کا پردہ چاک کر دیا اور پیغمبر کے گھر میں تم نے ایسے کو جگہ دی جس کی نزدیکی پیغمبر کو پسند نہ تھی! خدا اس کے متعلق تم سے اے عائشہ ضرور پوچھے گا۔ میرے بھائی نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں اُن کے جنازے کو اُن کے پدر بزرگوار پیغمبر خدا کے روضہ کے پاس لا کر ایک دفعہ زیارت کرا دوں، تمھیں معلوم ہونا چاہیے کہ

ان اخي اعلم الناس بالله ورسوله ، واعلم بتاويل كتابه من ان يهتك على رسول الله ستره لان الله تبارك وتعالى يقول ، يا ايها الذين آمنوا لا تدخلوا بيوت النبي الا ان يوذن لكم ، وقد ادخلت انت بيت رسول الله الرجال بغير اذنه وقد قال الله عز وجل يا ايها الذين آمنوا لا ترفعوا اصواتكم فوق صوت النبي ولعمري لقد ضربت انت لابيك وفاروقه عند اذن رسول الله المعاول ، وقد قال الله عز وجل ان الذين يغضون اصواتهم عند رسول الله اولئك امتحن الله قلوبهم للتقوى ولعمري لقد ادخل ابوك وفاروقه على رسول الله بقربهما منه الاذى وما رعيا من حقه ما امرهما الله به على لسان رسول الله ان الله حرم على المومنين امواتا ما حرم منهم احياء وتالله يا عائشة ، لو كان هذا الذي كرهتيه من دفن الحسن عند ابيه جائزا فيما بيننا وبين الله

میرے بھائی تمام لوگوں سے زیادہ خدا و رسول اور کتاب خدا کے معانی و مطالب کا
علم رکھتے تھے لہذا ناممکن ہے کہ وہ ہتک پیغمبر کے مرتکب ہوں کیونکہ ارشادِ
خداوند عالم ہے "اے لوگو! جو ایمان لائے ہو جب تک پیغمبر اجازت نہ دیں
پیغمبر کے گھر میں نہ داخل ہو" اور تم نے اے عائشہ بغیر اذن پیغمبر مردوں کو
پیغمبر کے گھر میں داخل کیا۔ یہ بھی خداوند عالم نے فرمایا ہے کہ "اے ایمان والو!
پیغمبر کی آواز پر اپنی آواز نہ بلند کرو" اور میں اپنی زندگی کی قسم کھا کے کہتا ہوں
کہ تم نے اپنے باپ اور اُن رفیق خاص فاروق کے لیے رسول کے کانوں پر
کپھاوڑے چلائے ہیں۔ یہ بھی خداوند عالم نے فرمایا ہے کہ "وہ لوگ جو رسول کی
حضوری میں اپنی آواز دھیمی کر لیتے ہیں وہ ایسے لوگ ہیں جن کے دلوں کو خدا نے
تقویٰ کے لیے آزما لیا ہے" اور میں بقسم کہتا ہوں کہ برخلاف اس آیت کے
تمہارے باپ اور اُن کے دوست خاص فاروق نے اپنی زندگی سے رسول کو
اذیت پہنچائی اور خدا نے پیغمبر کے جو حقوق بندوں پر لازم کیے ہیں اُن میں سے
کوئی حق پورا نہیں کیا، اور خداوند عالم نے زندوں کے متعلق جن باتوں کو حرام قرار
دیا ہے مُردوں کے متعلق بھی اسی طرح حرام کیا ہے (جس طرح غیبت و ایذا رسانی
مومن کی اس کی زندگی میں جائز نہیں اس کے مرنے کے بعد بھی جائز نہیں) اور
بخدا اے عائشہ اگر یہ امر یعنی حسن کو دفن کرنا رسول کے پاس جسے تم ناپسند
کر رہی ہو (حسن مجتبیٰ کی وصیت کی رو سے) ہمارے لیے مابین خود و خدا جائز ہوتا

لعلمت انه سيد فن وان رغم معطسك ـ

ثم تكلم محمد بن الحنفية وقال يا عائشة يوما على بغل ويوما على جمل فما تملكين نفسك ولا تملكين الارض عداوة لبني هاشم ـ قالت يا ابن الحنفية هؤلاء الفواطم يتكلمون فما كلامك قال لها و انت تبعدين محمدا من الفواطم فوالله لقد ولدته ثلاث فواطم فاطمه بنت عمران بن عائذ بن عمرو بن مخذوم فاطمه بنت اسد بن هاشم و فاطمه بنت زائده بن الاصم بن رواحه بن حجر بن معيص بن عامر

ومن كلام له يؤبن اخاه الحسنؑ

رحمك الله ابا محمد ، ان كنت لتناصر الحق مظانه وتوثر الله عند تداحض الباطل ، في مواطن التقية بحسن الروية وتستشف جليل معاظم الدنيا بعين لها حاقرة ، وتفيض عليها يدا طاهرة الاطراف ، نقية الاسرة ، وتردع بادرة غرب اعدائك بايسر المئونة عليك ، ولا غرو وانت ابن سلالة النبوة

ـــــــــــــــ

ـ١ـ عيون الاخبار ابن قتيبه

تو تمھیں معلوم ہو جاتا کہ یہ دفن ہو کر رہیں گے چاہے تمھیں کتنی ہی تکلیف ہوتی۔

اس کے بعد محمد بن حنفیہ بولے کہ "اے عائشہ ایک دن تم خچر پر سوار ہو کر آئی ہو اور ایک دن اونٹ پر سوار ہو کر نکلی تھیں۔ نہ تو تم اپنے نفس کو روک سکتی ہو، نہ ایک جگہ پر ٹِھیتی ہو۔ محض بنی ہاشم کی عداوت اور دشمنی کی وجہ سے" عائشہ بولیں یہ تو (امام حسینؑ) فاطمہ کی اولاد ہیں اس لیے بول رہے ہیں تم کیوں بولتے ہو۔ امام حسین نے فرمایا تم محمد کو فاطماؤں سے الگ کرتی ہو۔ خدا کی قسم محمد بن حنفیہ تین ۳ فاطماؤں کی اولاد میں داخل ہیں۔ فاطمہؑ بنت عمران بن عائذ بن عمرو بن مخذوم اور فاطمہؑ بنت اسد بن ہاشم اور فاطمہؑ بنت زائدہ بن الاصم بن رواحہ بن حجر بن محیص بن عامر۔

آپ کا کلام جس میں اپنے بھائی حضرت امام حسن کی وفات پر اظہارِ تاثرات کیا ہے

اللہ آپ پر اے ابو محمدؑ اپنی رحمت نازل کرے۔ آپ حق کے نقطوں پر کامل بصیرت رکھنے والے تھے اور حق و باطل کی کشمکش میں خوف و دہشت کے مواقع پر رضائے الٰہی کو مقدم رکھتے تھے اور دنیا کے بڑے بڑے مفادوں پر حقارت کی نگاہ ڈالتے تھے اور اُن سے اس ہاتھ کو جو پاک و صاف رہا سمیٹے رہتے تھے اور آپ اپنے مخالفین کے غیظ و غضب کو بآسانی صبر و تحمل کے ساتھ برداشت کر جاتے تھے اور کیوں نہ ہوتا اس لیے کہ آپ خاندانِ رسالت کے سپوت

ورضیع لبان الحکمة فالی روح وریحان وجنة ونعیم
اعظم اللہ لنا ولکم الاجر علیہ ووھب لنا و
لکم السلوة وحسن الاسی عنہ۔

ومن کلام لہٗ ذم بہ مروان بن الحکم

لما قال لہٗ لولا فخرکم بفاطمة ؑ بم کنتم
تفتخرون علینا، فوثبؑ وکان شدید القبضة،
فقبض علی حلقہ فعصرہ ولوی عمامتہ علی
عنقہ حتی غشی علیہ، ثم ترکہ واقبل
علی جماعة من قریش فقال انشدکم باللہ
الا صدقتمونی ان صدقت اتعلمون ان فی الارض
حبیبین، کانا احب الی رسول اللہ ؐ منی واخی،
او علی ظہر الارض ابن بنت نبی غیری
وغیر اخی، فقالوا لا، قال وانی لا اعلم
ان فی الارض ملعونا ابن ملعون، غیر ھذا
وابیہ طرید رسول اللہ، واللہ ما بین
جابرس وجابلق، احدھما بباب المشرق

اور حکمت کے دودھ سے پرورش یافتہ تھے، آپ کو راحتِ نعیم اخروی مبارک ہو،
اللہ ہم کو اور تمہیں اے مسلمانو! اُن کے غم میں اجر و ثواب کا حقدار بنائے
اور ہم سب کو صبر و سکون کرامت فرمائے۔

آپ کا ارشادِ گرامی جس میں آپ نے مروان بن حکم کی مذمت فرمائی ہے

مروان بن حکم نے امام حسینؑ سے جب یہ جملہ کہا کہ "اگر جناب فاطمہ کی وجہ سے آپ کو فخر حاصل نہ ہوتا تو پھر اور کس بات سے آپ ہم پر فخر کرتے" یہ جملہ سُن کر آپ مروان پر جھپٹ پڑے، آپ کی گرفت بڑی سخت ہوا کرتی تھی، آپ نے اس کی گردن پکڑی اور زور سے دبایا اور اس کے عمامہ کو اس کی گردن میں لپیٹ کر اتنا کس کر کھینچا کہ وہ بیہوش ہو گیا پھر آپ نے اسے چھوڑ دیا اور قریش کے لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا "میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں کہ اگر میں سچ کہوں تو تم بھی تصدیق کرنا، کیا تم جانتے ہو کہ روئے زمین پر کوئی شخص ایسا ہے جس کے ساتھ مجھ سے اور میرے بھائی سے بڑھ کر پیغمبر محبت فرماتے ہوں، یا اس زمین پر میرے اور میرے بھائی کے سوا دختر پیغمبر کا کوئی فرزند ہے؟" سب نے بیک زبان کہا، نہیں! اس کے بعد آپ نے فرمایا اور میں تو نہیں جانتا کہ روئے زمین پر کوئی شخص ایسا بھی ہے جو خود بھی ملعون ہو اور اس کا باپ بھی ملعون ہو سوا اس مروان کے کہ یہ خود ملعون ہے اور اس کا باپ حکم بھی ملعون تھا اور پیغمبر نے اُسے

والاخر بباب المغرب رجلان، ممن ينتحل الاسلام اعدی الله ولرسوله ولاهل بيته منك ومن ابيك اذ كان وعلامة قولي فيك انك اذا غضبت سقط ردائك عن منكبك، قال الراوی فوالله ما قام مروان من مجلسه، حتی غضب فانتقض ردائه عن عاتقه۔

ومن دعائه للاستسقاء[1]

اللهم اسقنا سقيا واسعة وادعة عامة نافعة غير ضارة تعم بها حاضرنا وبادينا وتزيد بها في رزقنا وشكرنا، اللهم اجعله رزق ايمان وعطاء ايمان ان عطائك لم يكن محظورا اللهم انزل علينا في ارضنا سكنها وانبت فيها زينتها ومرعاها۔

ومن خطبة له بمنی[2]

وقد تضمنت من فضائل علیؑ ومناقبه

---

[1] عيون الاخبار ابن قتيبه [2] كتاب سليم بن قيس

اُسے نکال باہر کیا تھا، مشرق سے لے کر مغرب تک ڈھونڈھنے سے بھی ایسے نام نہاد مسلمان نہ ملیں گے جو تجھ سے اے مروان اور تیرے باپ سے زیادہ دشمن خدا و رسول و اہل بیت رسول ہوں، اور میری بات کی سچائی کی پہچان یہ ہے کہ جب تو غصہ میں آئے گا تو تیری ردا تیرے کاندھوں سے گر پڑے گی۔ راوی کہتا ہے کہ خدا کی قسم جیسے ہی مروان اپنی جگہ سے غضبناک ہو کر اُٹھا اس کی ردا اس کے کاندھوں سے جدا ہو کر گر پڑی۔

طلبِ باراں کے موقع پر آپ کی دعا

پالنے والے ہمیں پورا پورا سیراب کر، ایسی سیرابی جو کشادہ، پُرسکون، عام فائدہ بخش، غیر ضرر رساں ہو۔ جو ہمارے شہری اور دیہاتی دونوں کے لیے یکساں ہو اور اُسے ہمارے رزق میں اضافہ اور شکر گذاری میں زیادتی کا سبب بنا، پالنے والے اسے ایمان کا رزق اور ایمان کا عطیہ قرار دے، تیری عطاؤں سے ہم کبھی محروم نہیں رہے، پالنے والے پانی برسا کر ہماری زمین کو سکون عنایت فرما اور اس میں زیتون اور سبزہ روئیدہ کر۔

آپ کا ایک خطبہ جو آپ نے مقام منا میں ارشاد فرمایا

اس خطبہ میں آپ نے حضرت علیؑ کے اتنے فضائل و مناقب بیان فرمائے ہیں

ما لا تتضمنها خطبة۔

وقد جمع من بني هاشم، رجالهم ونسائهم ومواليهم وشيعتهم ومن اصحاب رسول اللهؐ وابنائهم والتابعين ومن الانصار المعروفين بالصلاح اكثر من سبع مائة رجل ومن التابعين نحو من مائتي رجل فلما اجتمعوا قام خطيبا في سرادقة عامتهم۔

حمد الله واثنى عليه، ثم قال اما بعد، فان هذا الطاغية قد فعل بنا وبشيعتنا ما قد رأيتم وعلمتم وشهدتم واني اريد ان اسئلكم عن شي فان صدقت فصدقوني وان كذبت فكذبوني واسئلكم بحق الله عليكم وحق رسوله وقرابتي من نبيكم عليه واله السلام لما سترتم مقامي هذا ووصفتم مقالتي ودعوتم اجمعين في امصاركم من قبائلكم من امنتم من الناس" وفي رواية اخرى بعد قوله و ان كذبت فكذبوني" اسمعوا مقالتي واكتبوا قولي ثم ارجعوا الى امصاركم وقبائلكم، فمن امنتم من الناس ووثقتم به فادعوهم الى ما تعلمون من حقنا،

جو کسی اور خطبے میں نہیں ملتے ۔

آپ نے تمام بنی ہاشم کو اکٹھا کیا، مردوں کو، عورتوں کو، غلاموں کو، اُن کے دوستوں کو، پیغمبر کے صحابیوں کو، بنی ہاشم کے لڑکوں کو، ایسے تابعین اور ایسے انصار کو جن کی دینداری مشہور تھی، جن کی تعداد سات سو سے زیادہ تھی اور تابعین دو سو کے قریب تھے، جب سب اکٹھا ہوگئے تو آپ نے اُن کے عام مجمع میں کھڑے ہو کر تقریر فرمائی ۔

حمد و ثنائے الٰہی کے بعد آپ نے فرمایا کہ "یہ سرکش (معاویہ) اس نے ہمارے اور ہمارے شیعوں کے ساتھ جو سلوک کیا اسے تم نے دیکھا اور جانا اور چشم دید مشاہدہ کیا، میں چاہتا ہوں کہ تم سے ایک بات پوچھوں، اگر میں سچ کہوں تو تم اس کی تصدیق کرنا اور اگر جھوٹ کہوں تو جھٹلا دینا، خدا و رسول کا جو حق تم پر ہے میں اس حق کا واسطہ دے کر اور اپنی قرابت کا جو مجھے پیغمبر سے ہے تم سے کہتا ہوں کہ میرے اس جگہ کھڑے ہونے کو تم پوشیدہ نہ رکھنا اور جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اسے اپنے شہروں میں، اپنے قبائل میں، اُن لوگوں سے جن پر تمھیں اطمینان ہو بیان کرنا اور ان سب کو دعوت دینا" اور ایک دوسری روایت میں "اگر میں جھوٹ کہوں تو تم مجھے جھٹلا دینا" کے بعد یہ ہے کہ میری یہ گفتگو سنو اور میری باتیں لکھ لو، پھر اپنے شہروں اور اپنے قبیلہ والوں کی طرف پلٹ کر جاؤ ان میں جن لوگوں پر تمھیں بھروسہ ہو انھیں ہمارے اس حق کی طرف دعوت دو۔ جیسے تم جانتے ہو میں ڈرتا ہوں

فانی اتخوف ان یدرس هذا الامر و یذهب
الحق و یغلب الباطل والله متم نوره، ولو
کره الکافرون، قال الراوی فما ترك
شیئاً مما انزل الله فیهم من القرآن الا
تلاوفسره ولاشیئاً مما قاله رسول الله ص
فی ابیه واخیه وامه وفی نفسه واهل بیته
الارواه، وکل ذالك یقول اصحابه، اللهم نعم، وقد
سمعنا وشهدنا ویقول التابعی اللهم قد
حدثنی به من اصدقه و ائتمنه
من الصحابة" فقال انشدکم بالله الا
حدثتم به من تثقون به وبدینه" قال
سلیم فکان فیما ناشدهم الحسین علیه السلام
وذکرهم" ان قال انشدکم الله، اتعلمون
ان علی ابی طالب، کان اخا رسول الله ص حین
آخا بین اصحابه، فآخا بینه و
بین نفسه وقال انت وانا اخوك
فی الدنیا والآخرة، قالوا اللهم نعم،

کہ کہیں یہ معاملہ برباد نہ ہو جائے، حق زائل، اور باطل غالب آجائے، خداوند عالم اپنے نور کو درجۂ تمام تک پہنچانے والا ہے چاہے کافروں کو ناگوار ہی کیوں نہ گذرے، راوی کہتا ہے کہ خداوند عالم نے اہل بیتؑ کے متعلق جتنی آیتیں نازل فرمائی ہیں اپنی تقریر میں آپ نے وہ تمام آیتیں تلاوت فرمائیں اور ہر ایک کی تفسیر بیان کی ایک آیت بھی نہ چھوڑی، اسی طرح حضرت سرورِ کائنات نے آپ کے والد ماجد، آپ کے بھائی، آپ کی مادرِ گرامی، خود آپ کے متعلق اور آپ کے اہلبیت کے متعلق جتنی حدیثیں ارشاد فرمائی ہیں وہ تمام حدیثیں بھی آپ نے بیان کیں۔ مجمع میں جتنے صحابی موجود تھے وہ ہر آیت اور ہر حدیث پر کہتے جاتے کہ بیشک بیشک ہم نے خود سُنا ہے اور ہم اس کے گواہ ہیں اور جو تابعی تھے وہ کہتے کہ بیشک ہم اس حدیث کو فلاں صحابی سے جنھیں ہم سچا سمجھتے ہیں ہمیں اُن پر اطمینان بھی پہلے سے ہے سُن چکے ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ میں تمھیں خدا کی قسم دیتا ہوں کہ میری آج کی گفتگو اُسی سے بیان کرنا جس پر تمھیں پورا وثوق ہو اور اس کے دین پر بھی تمھیں بھروسہ ہو۔ سلیم کہتے ہیں کہ آپ نے مجمع کو جو قسمیں دیں اور جو باتیں بیان کیں وہ یہ ہیں:۔ آپ نے فرمایا، میں تمھیں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں تمھیں معلوم ہے کہ علی ابن ابی طالب رسول کے بھائی تھے جبکہ رسول نے اپنے اصحاب کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا تو اپنے اور علی کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا اور ارشاد فرمایا کہ تم میرے بھائی ہو، اور میں تمھارا بھائی ہوں دُنیا و آخرت

قال انشدكم الله هل تعلمون ان رسول الله ص
اشترى موضع مسجده ومنازله فابتناه،
ثم ابتنى فيه عشرة منازل، تسعة
له وجعل عاشرها فى وسطها لابى ثم
سد كل باب شارع الى المسجد غير بابه
فتكلم فى ذالك من تكلم فقال ما انا سددت
وفتحت بابه، ولكن الله امرنى بسد ابوابكم
وفتح بابه ثم نهى الناس ان يناموا
فى المسجد غيره وكان يجنب فى المسجد
ومنزله فى منزل رسول الله ص فولد
لرسول الله ص فيه اولاده، قالوا اللهم نعم،
قال افتعلمون إن عمرابن الخطاب حرص على
كوة قدر عينيه يدعها من منزله الى
المسجد، فابى عليه، ثم خطب فقال
انّ الله امرنى ان ابنى مسجدا طاهرا
لايسكنه غيرى وغير اخى وابنيه،
قالوا اللهم نعم، قال انشدكم الله

دونوں میں؟ تمام مجمع نے کہا بیشک ہم جانتے ہیں ایسا ہی ہے۔ آپ نے فرمایا تمھیں خدا کی قسم تمھیں معلوم ہے کہ رسول نے مسجد اور اپنے حجرے تعمیر کرنے کے لیے جگہ خریدی جس میں مسجد بنائی اور دس کمرے بنائے۔ نو اپنے لیے اور دسواں مکان بیچ کا میرے والد ماجد کے لیے، اس کے بعد پیغمبر نے یہ کیا کہ جن لوگوں کے مکانات کے دروازے مسجد کی طرف کھلتے تھے سب بند کرا دیے صرف علی کا دروازہ کھلا رکھا، اس پر ایک صاحب نے پیغمبر سے بہت کچھ کہا سُنا بھی مگر پیغمبر نے جواب دیا کہ میں نے اپنی مرضی سے تم لوگوں کا دروازہ بند اور علی کا دروازہ کھلا نہیں رکھا بلکہ خداوند عالم نے مجھے حکم دیا کہ میں سب کے دروازے بند کر دوں اور علی کا دروازہ کھلا رکھوں۔ پھر پیغمبر نے مناہی کرا دی کہ کوئی مسجد میں نہ سوئے سوا علی کے۔ علی کو آپ نے منع نہ فرمایا وہ حالت جنابت میں بھی مسجد میں آجا سکتے تھے، ان کا گھر رسول کے گھر میں تھا اسی گھر میں پیغمبر کی اولاد نواسے پیدا ہوئے، لوگوں نے کہا بیشک آپ صحیح فرماتے ہیں، آپ نے فرمایا یہ بھی تم جانتے ہو کہ عمر بن خطاب کو بڑی ہوس تھی کہ اُن کے گھر میں آنکھ کے برابر ہی سہی روشندان مسجد کی سمت کھولنے کی اجازت مل جائے لیکن رسول نے اس سے بھی انکار کر دیا، اور آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا جس میں فرمایا کہ خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ پاک وصاف مسجد بناؤں جس میں سوا میرے بھائی اور اس کے بچوں کے کوئی نہ رہ سکے، لوگوں نے کہا بیشک آپ صحیح فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا تمھیں خدا کی قسم اس کا

اتعلمون ان رسول الله ص نصبه يوم غدير خم
فنادى له بالولاية وقال ليبلغ الشاهد
الغائب قالوا اللهم نعم، قال انشدكم الله
اتعلمون ان رسول الله ص قال له في
غزوة تبوك انت مني بمنزلة هارون
من موسى، وانت ولي كل مومن بعدي،
قالوا اللهم نعم، قال انشدكم الله اتعلمون،
ان رسول الله ص حين دعى النصارى من
اهل نجران الى المباهلة، لم يات الا به
وبصاحبته وابنيه، قالوا اللهم نعم، قال
انشدكم الله اتعلمون انه دفع اليه اللواء
يوم الخيبر، ثم قال لادفعها الى رجل يحبه الله
ورسوله ويحب الله ورسوله، كرار غير فرار
يفتحها الله على يديه، قالوا اللهم نعم،
قال اتعلمون ان رسول الله ص بعثه ببراءة،
وقال لا يبلغ عني الا انا او رجل مني،
قالوا اللهم نعم، قال اتعلمون ان رسول الله ص

تمھیں علم ہے نا کہ پیغمبر نے بروز غدیر خم انھیں منبر پر اپنے برابر کھڑا کیا اور اُن کی ولایت کا اعلان کیا اور مجمع سے فرمایا کہ حاضر غیر حاضر کو پہنچا دیں؟ سب نے کہا بیشک ہم جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا تھیں خدا کی قسم تمھیں معلوم ہے کہ پیغمبر نے غزوۂ تبوک کے موقع پر حضرت علی سے کہا تھیں مجھ سے وہی منزلت حاصل ہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھی اور تم میرے بعد ہر مومن کے ولی ہو۔ لوگوں نے کہا بیشک ہمیں معلوم ہے۔ آپ نے فرمایا تھیں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ تمھیں یہ بھی معلوم ہے نا کہ جب رسول نے نصاریٰ نجران کو مباہلہ کی دعوت دی پیغمبر اس موقع پر صرف علی، اُن کی زوجہ جناب فاطمہؑ اور اُن کے دونوں صاحبزادے حسن و حسین کو لے کر گئے؟ تمام لوگوں نے کہا بیشک ہم جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں تمھیں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ تمھیں معلوم ہے نا ہو کہ جنگ خیبر کے دن نشانِ فوج پیغمبر نے علی ہی کو دیا اور پھر (اس کے قبل) آپ یہ بھی فرما چکے تھے کہ میں علم لشکر ایسے مرد کو دوں گا جسے خدا و رسول دوست رکھتے ہیں اور وہ بھی خدا و رسول کو دوست رکھتا ہے، بڑھ بڑھ کر حملہ کرنے والا ہے بھاگنے والا نہیں، خدا اس کے ہاتھوں پر فتح عنایت کرے گا؟" تمام لوگوں نے کہا بیشک ہم جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا تھیں معلوم ہے نا کہ پیغمبر نے امیرالمومنین کو سورہ برأت دے کر بھیجا اور بھیجتے وقت کہا تھا کہ میری طرف سے پہنچانے کا کام یا تو میں خود کروں گا یا وہ جو مجھ سے ہے! لوگوں نے کہا

لم ينزل به شديدة قط الا قدمه لها ثقة
به وانه لم يدعه باسمه قط الا يقول
يا اخي وادعوا لي اخي ، قالوا اللهم نعم ، قال
افتعلمون ان رسول الله ص قضى بينه و
بين جعفر وزيد فقال يا علي انت مني وانا
منك وانت ولي كل مومن بعدي قالوا
اللهم نعم ، قال اتعلمون انه كان من رسول الله
كل يوم خلوة وكل ليلة دخلة ، اذا سأله
اعطاه ، واذا سكت ابتداه ، قالوا اللهم نعم ،
قال اتعلمون ان رسول الله ص فضله
على جعفر وحمزة حين قال لفاطمة
زوجتك خير اهل بيتي ، اقدمهم
سلما واعظمهم حلما واكثرهم
علما ، قالوا اللهم نعم ، قال اتعلمون
ان رسول الله ص قال انا سيد ولد
آدم ع واخي علي سيد العرب
و فاطمة سيدة نساء اهل الجنة

بیشک ہم جانتے ہیں - آپ نے کہا یہ بھی جانتے ہو نا کہ رسول پر جب بھی
کوئی سخت وقت پڑا آپ نے علی ہی کو قابل اعتماد سمجھ کر آگے بڑھایا اور آپ نے
کبھی علی کو اُن کا نام لے کر نہیں پکارا بلکہ اے میرے بھائی کہہ کر پکارا یا یہ کہا
کہ میرے بھائی کو بلا دو - لوگوں نے کہا بیشک ہم جانتے ہیں - آپ نے
کہا یہ بھی تمھیں معلوم ہے نا کہ پیغمبر نے حضرت علی اور جعفر و زید کے درمیان
فیصلہ فرمایا تھا اور کہا تھا کہ اے علی تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں اور
میرے بعد تم ہر مومن کے ولی ہو - لوگوں نے کہا بیشک ہم جانتے ہیں -
آپ نے کہا یہ بھی جانتے ہو نا کہ حضرت علی سے ہر دن پیغمبر تخلیہ میں مشورے
فرماتے اور وہ ہر شب پیغمبر کی خدمت میں باریابی حاصل کرتے تھے جب علی
رسول سے کوئی بات پوچھتے تو پیغمبر جواب دیتے اور جب علی خاموش رہتے
تو پیغمبر خود گفتگو کی ابتدا کرتے تھے - لوگوں نے کہا بیشک ہم جانتے ہیں -
آپ نے کہا یہ بھی جانتے ہو نا کہ پیغمبر نے علی کو جعفر و حمزہ پر فضیلت دی تھی
جبکہ آپ نے فاطمہ سے کہا تھا کہ میں نے اپنے گھر کے بہترین فرد سے تمھیں
بیاہا ہے جو سب سے پہلے اسلام لایا، سب سے زیادہ حلیم و بردبار ہے،
سب سے بڑھ کر عالم ہے - لوگوں نے کہا بیشک ہم جانتے ہیں - آپ نے فرمایا
یہ بھی جانتے ہو نا کہ پیغمبر نے ارشاد فرمایا تھا میں تمام بنی آدم کا سردار ہوں اور
میرے بھائی علی پورے عرب کے سردار ہیں اور فاطمہ جنت کی عورتوں کی سردار ہیں

والحسن والحسين سيدا شباب اهل الجنة
قالوا اللهم نعم ، قال اتعلمون ان رسول اللهؐ
قال فی اخر خطبة خطبها ، انی قد ترکت
فیکم الثقلین کتاب الله واهل بیتی
فتمسکوا بهما لن تضلوا قالوا اللهم نعم ـ

فلم یدع شیئاً انزل الله فی علی ابن ابی طالب
خاصة وفی اهل بیته ، من القرآن ولا علی لسان نبیه،
الا ناشدهم فیه ، فیقول الصحابة اللهم نعم قد سمعنا
ویقول التابع اللهم نعم قد حدثنیه من اثق به فلان وفلان ـ

ثم قد ناشدهم انهم قد سمعتموه ، یقول انه
من زعم انه یحبنی و یبغض علیا فقد کذب لیس
یحبنی و یبغض علیا ، فقال له قائل یا رسول الله
وکیف ذالك قال لانه منی وانا منه من احبه
فقد احبنی ، ومن ابغضه فقد ابغضنی
ومن ابغضنی فقد ابغض الله فقالوا اللهم
نعم قد سمعنا ،" وتفرقوا علی
ذالك" ـ

اور حسن و حسین سردار جوانان اہل جنت ہیں - لوگوں نے کہا بیشک ہم جانتے ہیں - آپ نے فرمایا کہ یہ بھی جانتے ہو نا کہ رسالتمآب نے اپنی زندگی کے آخری خطبہ میں فرمایا تھا، میں تم میں دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا دوسرے میری عترت و اہلبیت، ان دونوں کو مضبوطی سے تھام رکھو کہ اگر ایسا کروگے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے - لوگوں نے کہا بیشک ہم جانتے ہیں -

غرضکہ حضرت علی اور اہلبیت کے متعلق کلام مجید میں جتنی آیتیں نازل ہوئیں یا پیغمبر نے جتنی حدیثیں ارشاد فرمائی ہیں انھیں ایک ایک کرکے آپ نے بیان فرمایا اور اُن سے قسمیں لیں جس کے جواب میں صحابہ کہتے کہ بیشک ہم نے سُنا ہے اور تابعین کہتے کہ بیشک ہم سے فلاں فلاں ثقہ لوگوں نے بیان کیا ہے -

پھر آپ نے اُن لوگوں کو قسمیں دے کر پوچھا کہ انھوں نے پیغمبر سے سُنا ہو نا کہ آں حضرت نے فرمایا جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ وہ مجھ سے محبت رکھتا ہے باوجودیکہ وہ علی کو دشمن رکھتا ہو تو وہ شخص جھوٹا ہے علی کو دشمن رکھ کر مجھ سے محبت نہیں رکھ سکتا - ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ یہ کیسے تو آپ نے فرمایا اس لیے کہ علی مجھ سے ہیں اور میں اُن سے ہوں، جو علی کو دوست رکھے گا وہ مجھے بھی دوست رکھے گا اور جو علی کو دشمن رکھے گا وہ مجھے دشمن رکھے گا اور جس نے مجھے دشمن رکھا اس نے خدا کو دشمن رکھا؟ تمام لوگوں نے کہا بیشک ہم نے اس حدیث کو بھی سُنا ہے - اس کے بعد مجمع متفرق ہو گیا -

ومن[1] خطبة له عليه السلام في الاستسقاء

لما جاء اهل الكوفة الى علىؑ فشكوا اليه امساك المطر، وقالوا له، استسق لنا، فقال للحسين قم واستسق فقامؑ وحمد الله واثنى عليه، وصلى على النبى وقال اللهم معطى الخيرات و منزل البركات، ارسل السماء علينا مدرارا، واسقنا غيثاً مغزاراً واسعا غدقا، مجللا سحا سفوحا فجاجا تنفس به الضعف من عبادك وتحيى به الميت من بلادك امين رب العالمين -

ومن[2] كلام له في الامر بالمعروف والنهى عن المنكر

اعتبروا ايها الناس، بما وعظ الله به اولياءه من سوء ثنائه على الاحبار اذ يقول لولا ينهاهم الربانيون والاحبار عن قولهم الاثم وقال لعن الذين كفروا من بنى اسرائيل الى قوله لبئس ما كانوا

---

[1] بحار الانوار جلد ١٠ [2] تحف العقول

طلبِ باراں کے موقع پر آپ کا ایک خطبہ

اہلِ کوفہ امیر المومنینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قحطِ آب کی شکایت کی اور التجا کی کہ بارش کے لیے دعا فرمائیں۔ آپ نے امام حسینؑ سے فرمایا کہ اُٹھو اور اُٹھ کر پانی برسنے کے لیے دعا مانگو۔ آپ کھڑے ہوئے، حمد و ثنائے الٰہی بجالائے، پیغمبر پر درود بھیجا اس کے بعد یہ دعا مانگی: "اے معبود برحق جو بھلائیاں بخشنے والا اور برکتیں نازل کرنے والا ہے ہم پر چھاجوں چھاج پانی برسا اور موسلا دھار بارش سے ہماری پیاس بجھا۔ ایسی دل کھول کر بارش ہو کہ کھیتوں کو سرسبز کر دے اور راستوں میں جل تھل بھر دے۔ اُس سے تو اپنے بندوں کی کمزوری کو دفع کر دے اور مُردہ زمینوں کو زندہ کر دے۔ آمین، اے پروردگار عالمین۔

آپ کا ارشادِ گرامی امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے متعلق

اے لوگو! خداوند عالم نے علماء یہود کی مذمت فرما کر خاصانِ خدا کی جو نصیحت فرمائی ہے اس سے سبق لو۔ چنانچہ علمائے یہود کے متعلق ایک جگہ ارشاد ہوا "ان کو اللہ والے اور علماء، جھوٹ بولنے اور حرام خوری سے کیوں نہیں روکتے؟" ایک اور مقام پر ارشاد ہوا "بنی اسرائیل میں سے جو لوگ کافر تھے اُن پر داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی زبانی لعنت کی گئی اس وجہ سے کہ اُنھوں نے نافرمانی کی اور ہر معاملہ میں حد سے

يفعلون وانما عاب الله ذالك عليهم لانهم
كانوا يرون من الظلمة الذين بين اظهرهم
المنكر والفساد فلا ينهونهم عن ذالك رغبة
فيما كانوا ينالون منهم ورهبة مما يحذرون ،
والله يقول فلا تخشوا الناس واخشوني و
قال المومنون والمومنات بعضهم اولياء
بعض" يامرون بالمعروف وينهون عن
المنكر فبدء الله بالامر بالمعروف والنهى
عن المنكر فريضة منه لعلمه بانها اذا
اديت واقيمت ، استقامت الفرائض كلها هينها
وصعبها وذالك الامر بالمعروف والنهى عن
المنكر دعاء الى الاسلام مع رد المظالم و
مخالفة الظالم وقسمة الفئ والغنائم و
اخذ الصدقات من مواضعها ووضعها فى
حقها ثم انتم ايتها العصابة عصابة بالعلم
مشهورة، وبالخير مذكورة وبالنصيحة معروفة
وبالله فى نفس الناس مهابة يهابكم الشريف

بڑھ جاتے تھے کسی بُرے کام سے جس کو ان لوگوں نے کیا باز نہ آتے تھے،
کتنے بُرے اُن کے افعال تھے" خداوند عالم نے علمائے یہود کی مذمّت کیوں
کی، اس لیے کہ یہ علمائے یہود اپنی سوسائٹی کے بیہودہ اشخاص کو بیہودگی اور فتنہ و
فساد کے کام کرتے دیکھتے مگر انھیں روکتے نہ تھے ایک تو اُن فائدوں کی لالچ کی
وجہ سے جو وہ اُن سے حاصل کرتے تھے دوسرے اُن کے ڈر کی وجہ سے۔ حالانکہ
خداوند عالم نے فرمایا ہے کہ "لوگوں سے نہ ڈرو بلکہ مجھ سے ڈرو" پھر دوسری جگہ ارشاد
فرمایا کہ "مومنین اور مومنات ایک دوسرے کے دوست ہیں اچھی باتوں کا حکم دیتے
ہیں اور بُری باتوں سے روکتے ہیں" اس آیت میں خداوند عالم نے پہلا فریضہ
امر بالمعروف اور نہی عن المنکر قرار دیا ہے سب سے پہلے اسی کو واجب کیا کیونکہ
خداوند عالم جانتا تھا کہ اگر یہ فریضہ ادا ہو گیا، اس حکم کی لوگوں نے پابندی کی تو
سارے فرائض خواہ وہ سخت ہوں یا آسان سب کی خود بخود پابندی ہو جائے گی۔ اور
یہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر درحقیقت اسلام کی طرف بلانا، اور اس کے ساتھ
ردِ مظالم اور ظالم کی مخالفت، خراج اور مالِ غنیمت کی تقسیم، زکوٰۃ جہاں جہاں سے
ملنی چاہیے اس کی وصولی اور جہاں جہاں دینا چاہیے وہاں وہاں ادائگی بھی ہے
پھر تم لوگ اے جماعت والو تمھاری جماعت علم کے ساتھ مشہور ہے۔ اور
اچھائی کے ساتھ یاد کی جاتی ہے، خیر خواہی کے ساتھ اس کی شہرت ہے اور خدا
کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں تمھاری ہیبت ہے، تم سے شریف ڈرتا ہے،

ويكرمكم الضعيف ويؤثركم من لا فضل
لكم عليه ولا يد لكم عنده تشفعون في
الحوائج اذا امتنعت من طلابها وتمشون في
الطريق بهيئة الملوك وكرامة الاكابر
أليس كل ذالك انما نلتموه بما يرجى عندكم
من القيام بحق الله وان كنتم عن اكثر
حقه تقصرون فاستخففتم بحق الائمة فاما
لحق الضعفاء فضيعتم واما حقكم بزعمكم
فطلبتم فلا مالا بذلتموه ولا نفسا
خاطرتم بها للذى خلقها ولا عشيرة عاديتموها
في ذات الله، انتم تتمنون على الله جنته
ومجاورة رسله، واما نا من عذابه
لقد خشيتم عليكم ايها المتمنون على الله
ان تحل بكم نقمة من نقماته لانكم بلغتم
من كرامة الله منزلة فضلتم بها ومن يعرف
بالله لا تكرمون وانتم بالله في عباده تكرمون،
وقد ترون عهود الله منقوضة فلا تفزعون

ضیعت تمہارا اکرام کرتا ہے اور ایسے لوگ بھی جن پر تمھیں کوئی فوقیت حاصل نہیں اور نہ اُن پر تمھارا کوئی احسان ہے وہ تمھیں اپنے اوپر مقدم سمجھتے ہیں، حاجتمند افراد جب اپنی حاجتوں کے حصول میں ناکام رہتے ہیں تو تم اُن کی سفارش کرتے ہو (اور تمھاری سفارش سے وہ حاجت ان کی پوری ہو جاتی ہے) تم شاہانہ انداز اور بڑے بزرگوں کے وقار کے ساتھ راستہ چلتے ہو کیا یہ سب باتیں تم نے اسی وجہ سے نہیں پائیں کہ کہ تمھیں سے حقوق خدا کی ادائیگی کی توقعات وابستہ تھے حالانکہ تم اکثر حق خدا کی ادائیگی سے قاصر رہتے ہو۔ تم نے ائمہ کے حق کو سبک سمجھا، کمزوروں کے حقوق کو تم نے ضائع کیا۔ اور اپنے من مانے حقوق کے ہمیشہ طلبگار رہے، نہ تو تم نے کوئی مال خرچ کیا اور نہ جان کو خطرے میں ڈالا اس کی خاطر جس نے اُسے پیدا کیا، اور نہ تم نے اللہ کے کارن کسی قوم سے دشمنی مول لی، پھر بھی تم خدا سے اس کی جنت اس کے رسولوں کی ہمسائیگی اور اس کے عذاب سے امان کی تمنا کرتے ہو، لیکن اے خدا سے تمنا کرنے والو میں ڈرتا ہوں کہ کہیں خدا کے عذابوں میں سے کوئی عذاب نہ تم پر آجائے کیونکہ تم خدا کی مہربانی کی وجہ سے ایسی منزلت پر فائز ہوئے ہو جس کی وجہ سے تمھیں سب پر فوقیت حاصل ہو گئی، اللہ کی معرفت رکھنے والے انسان کی تم خود عزت نہیں کرتے حالانکہ بندگانِ خدا میں خدا پرستی کی وجہ سے تمھاری عزت کی جاتی ہے، تم خدائی عہد و پیمان شکستہ ہوتے دیکھتے ہو مگر تمھیں اس سے کوئی گھبراہٹ نہیں ہوتی،

وانتم لبعض ذمم ابائكم تفزعون وذمة
رسول الله محقورة والعمى والبكم والزمن
فى المدائن مهملة لا ترحمون ولا فى منزلتكم
تعملون ولا من عمل فيها تعنون وبالادهان
والمصانعة عند الظلمة تامنون كل ذالك مما
امركم الله به من النهى والتناهى وانتم عنه
غافلون وانتم اعظم الناس مصيبة لما غلبتم
عليه من منازل العلماء لوكنتم تسعون ذالك بان مجارى
الامور والاحكام على ايدى العلماء بالله الامناء على
حلاله وحرامه، فانتم المسلوبون تلك المنزلة وما سلبتم ذالك
الا بتفرقكم عن الحق واختلافكم فى السنة بعد البينة
الواضحة ولو صبرتم على الاذى وتحملتم المؤنة فى ذات الله
كانت امور الله عليكم، ترد وعنكم، تصدر واليكم ترجع
ولكنكم مكنتم الظلمة من منزلتكم واستسلمتم امور الله فى
ايديهم يعملون بالشبهات ويسيرون فى الشهوات سلطهم
على ذالك فراركم من الموت، واعجابكم بالحيوة التى
هى مفارقتكم فاسلمتم الضعفاء فى ايديهم

حالانکہ تمھیں اپنے باپ دادا کے بعض معاہدات توڑ دیے جانے سے بڑی بےچینی ہو جاتی ہے، پیغمبر خدا سے جو عہد و پیمان ہوئے تھے وہ توڑے جاتے ہیں اور اندھے، گونگے، اپاہج شہروں کے کسمپرسی میں چھوڑے جاتے ہیں تم اُن پر رحم نہیں کرتے اور نہ اپنے شایانِ شان اُن کی مدد کرتے ہو اور ظالموں سے چکنی چپڑی باتیں کر کے اُن کے خطروں سے اپنے کو بچاتے ہو۔ یہ تمام باتیں وہ تھیں جن کے متعلق تمھیں ہدایتیں ہوئیں اور جن سے منع کیا گیا تھا اور تم ان تمام احکام سے غفلت برتتے ہو۔ سب سے بڑی آفت تم میں یہ ہے کہ علمائے دین کے حقوق تمھارے یہاں ضبط ہو گئے۔ کاش تم نے کوشش کی ہوتی کہ امور کا نظم و نسق اور احکام کا اجرا خدا پرست علماء اور اس کی شریعت کے محافظوں کے ہاتھ پر ہوتا ہے تمھارے ہاتھ سے یہ بات جاتی رہی اور وہ صرف اس لیے کہ تم حق سے الگ ہو گئے۔ اور واضح دلائل کے باوجود سنتِ نبوی میں اختلاف کرنے لگے اور اگر تم سختی کو برداشت کرتے اور راہ خدا میں زحمت اٹھانے پر تیار ہو جاتے تو احکام الٰہی کا اجرا تم میں قائم رہتا اور تمھیں اُن کا مرکز ہوتے، لیکن تم نے ظالموں کو اپنے اوپر قابو دیدیا اور خدا کے احکام کو اُن کے ہاتھوں میں سپرد کر دیا کہ وہ شبہوں کے ساتھ عمل کرتے اور خواہش نفس کی راہوں میں قدم اُٹھاتے ہیں، انھیں اس کا موقع مل گیا، موت سے تمھارے بھاگنے اور اس زندگی کی پسندیدگی سے جو بہر حال تم سے رخصت ہونے والی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تم نے کمزوروں کو اُن کے ہاتھ میں دیدیا۔

فمن بين مستبعد مقهور وبين مستضعف على معيشة مغلوب ، ينقلبون فى الملك بارائهم ويستشعرون الخزى باهوائهم ، اقتداء بالاشرار وجرأة على الجبار فى كل بلد منهم على منبره خطيب يصقع فالارض لهم شاغرة وايديهم فيها مبسوطة ، والناس لهم خول لايدفعون يد لامس فمن بين جبار عنيد وذى سطوة على الضعفة شديد مطاع لايعرف المبدى المعيد - فيا عجبا ومالى اعجب والارض من غاش غشوم ومتصدق ظلوم وعامل على المومنين بهم غير رحيم فالله الحاكم فيما فيه تنازعنا - والقاضى بحكمه فيما شجر بيننا ، اللهم انك تعلم انه لم يكن ماكان منا تنافسا فى سلطان ولا التماسا من فصول الخصام ولكن لنرى المعالم من دينك ونظهر الاصلاح فى بلادك ويأمن المظلومون من عبادك ،

پس کوئی اُن میں جلا وطن کیا ہوا مغلوب و مقہور ہے، اور کوئی ایسا ہے جس کے ذرائع معیشت پر دوسروں کا قبضہ ہو گیا ہے، وہ ملک میں اپنی ذاتی رائے سے جو چاہتے ہیں کرتے ہیں اور اپنے خواہش نفس سے رسوا کُن امور کا ارتکاب کرتے ہیں، شریروں کی سی باتیں کرتے رہتے اور خدائے زبردست کے مقابلے میں جرأت و جسارت سے کام لیتے ہیں - ہر شہر کے منبر پر اُن کے زبان آور مقرر چڑھے نظر آتے ہیں، زمین اُن کی وجہ سے شرارتوں کی آماجگاہ بن گئی ہے، اور اُن کی دراز دستیاں اس میں جاری ہیں اور لوگ اُن کے غلام بنے ہوئے ہیں، ظالم کے ہاتھ کو وہ اپنے سے ہٹا نہیں سکتے، ایک طرف کوئی حاکم ہے جو سرکشی دکھا رہا ہے دوسری طرف کوئی طاقتور ہے جو کمزوروں پر ظلم ڈھا رہا ہے، دنیا اس کے سامنے اطاعت میں سرنگوں ہے اور اسے ایک خالق کا جو پھر جزا و سزا کے لیے زندہ کرے گا کبھی تصور بھی نہیں ہوتا - تعجب ہے اور حقیقت میں تعجب ہی کیا ہے ان اہل زمانہ سے، کیسے کیسے ظلم ڈھاتے اور کیسی کیسی بندگانِ الٰہی کے ساتھ سختیاں کرتے ہیں اور مسلمانوں کے حاکم ہیں مگر اُن پر قطعاً رحم نہیں کرتے، بس اللہ ہی فیصلہ کرنے والا ہے اس جھگڑے میں ہمارے اور ان کے درمیان خداوندا! تو جانتا ہے کہ جو کچھ ہم نے کیا وہ اقتدار سلطنت کی ہوس اور مال دنیا کی طلب کے لیے نہ تھا بلکہ صرف اس لیے کہ تیرے دین کے نشان نمایاں ہوں اور تیرے شہروں کی اصلاح ہو اور تیرے مظلوم بندوں کو امن و اطمینان نصیب ہو

ويعمل بفرائضك وسننك واحكامك

فانكم الا تنصرونا وتنصفونا قوی الظلمة عليكم وعملوا فی اطفاء نور نبيكم و حسبنا الله وعليه توكلنا واليه انبنا واليه المصير۔

ومن كلامه احتج به على عمر

وذالك لما خطب الناس على منبر رسول الله فذکر فی خطبته انه اولی بالمومنين۔ فقال له من ناحية المسجد انزل ايها الكذاب عن منبر ابی رسول الله لا منبر ابيك، فقال له فمنبر ابيك يا حسين لعمری لا منبر ابی من علمك هذا، علمك ابوك علی فقال له ان اطع ابی فيما امرنی فعمری انه لهادٍ وانا مهتد به، وله فی رقاب الناس البيعة على عهد رسول الله نزل بها جبرائيل من عند الله، لا ينكرها الا جاحد بالكتاب قد عرفها الناس بقلوبهم، وانكروها

سلہ تاریخ کبیر ابن عساکر

اور تیرے واجب و سنت احکام پر عمل ہو، یاد رکھو اگر تم لوگ ہمارا ساتھ نہ دو گے اور ہمارے حق نہ ادا کرو گے تو ظالموں کو تم پر قابو حاصل ہو جائے گا اور وہ تمہارے پیغمبر کے چراغ کو خاموش کرنے کا کام انجام دیتے رہیں گے، اور یوں تو ہمارے لیے اللہ کافی ہے اور اسی پر ہمارا بھروسہ ہے۔ اسی کی طرف لو لگاتے ہیں اور اسی کی طرف پلٹنا ہے۔

حضرت عمر سے آپ کی گفتگو

حضرت عمر نے منبر رسول پر اپنے خطبہ کے دوران میں ایک جملہ یہ کہا کہ میں مومنین کا مالک و مولیٰ ہوں۔ تو آپ نے مسجد کے ایک گوشہ سے پکار کر کہا، اے کذاب ہمارے باپ کے منبر سے اُتر آ، یہ تیرے باپ کا منبر نہیں حضرت عمر نے کہا حُسین اپنی جان کی قسم، بیشک یہ تمھارے باپ کا منبر ہے، یہ تم کو کس نے سکھایا تھا کیا تمھارے والد ماجد علی نے یہ بات تمھیں سکھائی تھی؟ آپ نے جواب دیا، اگر ایسا بھی ہو کہ میں نے اپنے والد کے حکم کی تعمیل کی ہو تو زندگی کی قسم وہ ہدایت کرنے والے ہیں اور میں اُن سے ہدایت پانے والا ہوں، اور اُن کی بیعت کا قلادہ لوگوں کی گردنوں میں عہدِ رسول سے پڑا ہوا ہے جسے جبرئیل خدا کے پاس سے لے کر آئے تھے اس بیعت کا انکار وہی کر سکتا ہے جو کتاب خدا کا منکر ہو، لوگ دل سے بیعت کا یقین رکھتے ہیں مگر زبان سے انکار

بالسنتهم وويل للمنكرين حقنا اهل البيت،
ما ذا يلقيهم به محمد رسول الله من
ادامة الغضب وشدة العذاب (فقال
له عمر، يا حسين من انكر حق ابيك فعليه
لعنة الله. امرنا الناس فتامرنا ولو امروا
اباك لاطعنا). فقال له يا ابن الخطاب
فاى الناس امرك على نفسه قبل ان تامر
ابابكر على نفسك ليومرك على الناس، بلا حجة
من نبي، ولا رضى من آل محمد فرضاكم
كان لمحمد رضى ورضى اهله كان له
سخطا اما والله لوان للسان مقالا يطول تصديقه
وفعلا يعينه المومنون لما تخطات رقاب
آل محمد ترقى منبرهم وصرت الحاكم
عليهم بكتاب نزل فيهم لا تعرف معجمه،
ولا تدرى تاويله الا اسماع الاذان المخطى
والمصيب عندك سواء فجزاك الله
جزائك وسئلك عما احدثت

کرتے ہیں۔ ہم اہل بیت کے حق سے جو انکار کریں ان کے لیے عذاب جہنم ہو۔ بروز قیامت پیغمبر اُن سے کیونکر ملاقات کریں گے، لازوال غضب اور شدید عذاب کے ساتھ۔" حضرت عمر بولے" اے حسین تمھارے باپ کے حق سے جو بھی انکار کرے اس پر خدا کی لعنت ہو (ہم کیا کریں) ہمیں لوگوں نے امیر بنایا مجبوراً ہم امیر بنے، اگر لوگوں نے تمھارے باپ کو بنایا ہوتا تو یقیناً ہم اُن کی اطاعت کرتے۔" آپ نے فرمایا اے فرزند خطاب تم کو اپنا امیر بنایا کس نے؟ سب سے پہلے تو تمھیں نے ابوبکر کو امیر بنایا تاکہ جب وہ اُٹھنے لگیں تو لوگوں پر تمھیں امیر مقرر کر جائیں اس میں نہ تو پیغمبر کی طرف سے کوئی تائید حاصل تھی اور نہ آل محمد ہی اس پہ راضی تھے۔ تو تمھاری پسند تو پیغمبر کی پسند ہو جائے لیکن خود عترت پیغمبر کی پسند پیغمبر کی ناپسندیدگی کی وجہ ہو، بخدا اگر (مسلمانوں کی) زبانیں حق گوئی کی جرأت کرتیں اور وہ ایسا طرز عمل اختیار کرتے جو صاحبانِ ایمان کے شایاں ہے تو تم اس طرح آل رسول کے حاکم نہ بنتے کہ اُن کے منبر پر چڑھتے ہو اور اُن کے حاکم بنے ہو، اس کتاب (قرآن) پہ عمل کے دعوے کے ساتھ جو انھیں اہل بیت کے بارے میں نازل ہوا ہے اور تم اس سے مطلق ناواقف ہو۔ اور اس کی تاویل کی کچھ خبر نہیں رکھتے مگر جتنی کانوں تک صدا ہو جاتی ہے تم تمیز نہیں کر سکتے کہ کون غلط کار ہے اور کون صحیح خیال رکھنے والا ہے۔ خدا تمھیں وہی بدلہ دے جس کے تم مستحق ہو اور تم نے جو حرکتیں کی ہیں وہ اس کے متعلق تم سے مناسب

بسوا لاحفيا ..

رالى ههنا انتهى كلامهٔ ثم ذكر الراوى فى المقام محاورات جرت بين عمرو وعلئ ولا يهمنا التعرض لها ومن اراد الاطلاع عليها فليراجع التاريخ الكبير لابن عساكر واحتجاج الطبرسى -

ومن خطبة لهٔ عند عزمه على المسير الى العراق[1]

الحمد لله وما شاء الله ولا قوة الا بالله خط الموت على ولد آدم مخط القلادة على جيد الفتاة وما اولهنى الى اسلافى ، اشتياق يعقوب الى يوسف وخير لى مصرع انا لاقيه ، كانى باوصالى ، يتقطعها عسلان الفلوات بين النواويس وكربلاء فيملان منى اكراشا جوفا و اجربة سغبا لا محيص عن يوم خط بالقلم رضى الله رضانا اهل البيت نصبر على بلائه ويوفينا اجور الصابرين لن تشذ عن رسول الله ص

[1] لهوف

باز پرس کرے۔"

یہاں پر آپ کی گفتگو ختم ہو جاتی ہے (اس کے بعد اس موقع کے متعلق راوی نے وہ گفتگو نقل کی ہے جو حضرت عمر اور امیر المومنین علی ابن ابی طالب کے درمیان ہوئیں وہ ہمارے موضوع سے باہر ہے جو دیکھنا چاہتے ہوں وہ تاریخ ابن عساکر یا احتجاج طبرسی کا مطالعہ فرمائیں۔)

روانگی عراق کے وقت آپ کا خطبہ

تمام ستائشیں اللہ ہی کے لیے ہیں، وہ جو چاہتا ہے وہی ہوتا ہے اور بغیر اس کے کسی میں قوت نہیں۔ موت فرزند آدم کے یوں گلوگیر ہے جس طرح جوان عورت کے گلے میں گلوبند، نہ پوچھو کہ مجھے اپنے اسلاف سے ملحق ہونے کا کتنا اشتیاق ہے، اتنا ہی کہ جتنا یعقوب کو یوسف سے ملنے کا اشتیاق تھا۔ میرے لیے موت کی جگہ متعین ہو چکی ہے اور میں وہاں جا کے رہوں گا، میں گویا اپنے جوڑ بند کو دیکھ رہا ہوں کہ نواویس و کربلا کے درمیان جنگل کے بھیڑیے (یعنی افواج کوفہ و شام) ٹکڑے ٹکڑے کر رہے ہیں اور اس سے اپنے بھوکے شکموں اور خالی توشہ دانوں کو بھر رہے ہیں، قلم قدرت نے موت کا جو دن لکھ دیا ہے اس سے چھٹکارا نہیں، ہم اہل بیت کی وہی مرضی ہے جس میں اللہ کی رضا ہو، ہم اس کی آزمائشوں پر صبر کرتے ہیں اور وہ ہمیں صابروں کا پورا پورا اجر دے گا، رسول کے قرابتدار

لحمته بل هى مجموعة له فى حظيرة القدس،
تقر بهم عينه و ينجز لهم وعده
الا ومن كان فينا باذلا مهجته موطنا
على لقاء الله نفسه فليرحل معنا ، فانى
راحل مصبحا انشاء الله -

ومن كلام له عند مسيره الى العراق

التفت الى ابن عباس وقال ، ماتقول
فى قوم اخرجوا ابن بنت نبيه من وطنه وداره
وقراره وحرم جده وتركوه خائفا مرعوبا
لا يستقر فى قرار ولا ياوى الى جوار ، يريدون
بذالك قتله وسفك دمائه لم يشرك بالله شيئا
ولم يرتكب منكرا ولا اثما -

قال له ابن عباس جعلت فداك يا حسين ان
كان لابد من المسير الى الكوفة فلا تسر باهلك ونسائك -

فقال ع يا بن العم انى رايت رسول الله ص فى
مناى ، وقد امرنى بامر لا اقدر على خلافه

آپ سے علیحدہ نہ کیے جائیں گے بلکہ سب کے سب حظیرۂ قدس میں آپ کے لیے جمع کیے جائیں گے جنھیں دیکھ دیکھ کر آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی اور پیغمبر ان سے کیے ہوئے وعدے پورے کریں گے۔ دیکھو جو ہمارے لیے جان دینے پر تیار اور لقائے الٰہی کے لیے اپنے نفس کو آمادہ کر چکا ہو وہ ہمارے ساتھ چلے میں کل صبح انشاءاللہ روانہ ہو جاؤں گا۔

عراق روانہ ہونے کے وقت آپ کی گفتگو

آپ نے ابن عباس کی طرف مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا، اس قوم کے متعلق کیا کہتے ہو جس نے اپنے نبی کے نواسے کو اس کے وطن، اس کے گھر اور اس کے نانا کے مزار سے نکلنے پر مجبور کر دیا ہو اور اُسے خائف و مصیبت زدہ بنا چھوڑا، نہ تو کسی ٹھکانہ ٹھہر سکتا ہے اور نہ کسی جوار میں پناہ لے سکتا ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ اُسے قتل کریں اور اس کا خون بہائیں حالانکہ اس نے ذرہ برابر نہ تو شرک کیا نہ کسی ناپسندیدہ بات کا مرتکب ہوا، نہ اس سے کوئی گناہ ہی سرزد ہوا

ابن عباس نے امام سے کہا۔ اے فرزند رسول میری جان آپ پر فدا ہو اگر کوفہ کی طرف جانا ہی ضرور ہے تو عورتوں، بچوں کو تو ساتھ نہ لے جائیے۔

آپ نے فرمایا اے ابن عباس میں نے پیغمبر کو خواب میں دیکھا ہے آپ نے جو حکم مجھے دے دیا ہے اس کے خلاف میں نہیں کر سکتا۔ آں حضرت نے

وانه امرنی باخذهن معی ـ

ومن کلام لہٗ علیہ السلام للفرزدق لماسأله[1]

ما اعجلك یابن رسول الله عن الحج ـ

فقال ع لولم اعجل لاخذت ثم سا له عن الناس بالکوفة ـ فعرفه بان السیوف علیه ـ

فقال ع لله الامر والله یفعل ما یشاء و کل یوم ربنا فی شان ان نزل القضاء بما نحب فنحمد الله علی نعمائه وهوالمستعان علی اداء الشکر وان حال القضاء دون الرجاء فلم یتعد من کان الحق نیته والتقوی سریرته " ثم سلم علیه وافترقا "

ومن خطبة لہٗ خطبها بذی حسم

لما منعه الحر واصحابه عن قدومه الی الکوفه والرجوع الی المدینة حمد الله واثنی علیه

---

[1] مقتل العوالم ص۵۲ تاریخ کامل جلد۴

مجھے حکم دیا ہے کہ میرے ساتھ جو لوگ ہیں انھیں اپنے ساتھ لے جاؤں۔

فرزدق سے آپ کی گفتگو

فرزدق نے آپ سے پوچھا کہ فرزند رسول اتنی جلدی آپ نے کیوں فرمائی کہ حج بھی نہیں کیا؟ آپ نے فرمایا کہ اگر میں عجلت سے کام نہ لیتا تو گرفتار کر لیا جاتا۔ پھر آپ نے کوفہ کے لوگوں کے متعلق دریافت فرمایا۔ فرزدق نے کہا کہ سب کی تلواریں آپ کے خلاف علم ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ فیصلہ خدا ہی کے ہاتھ میں ہے وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور ہمارا پروردگار ہر دن نت نئی شان والا ہے۔ اگر تقدیر الٰہی ہماری خواہش کے مطابق ہو تو ہم خدا کی نعمتوں پر اس کے شکر گذار ہیں اور شکر گذاری میں وہی مدد دینے والا ہے اور اگر تقدیر ہمارے اور ہماری آرزوؤں کے درمیان حائل ہو جائے تو جس کی نیت حق ہو اور ضمیر تقوی ہو وہ کبھی نامراد نہیں سمجھا جا سکتا۔ پھر سلام وداعی کے بعد آپ اور وہ جدا ہو گئے۔

آپ کا ایک خطبہ مقام ذی حسم پر

جب حر نے آپ کو اور آپ کے اصحاب کو کوفہ کی طرف جانے یا مدینہ پلٹ جانے سے روکا تو آپ نے پہلے حمد و ثنائے الٰہی فرمائی اس کے بعد

ثم قال ایها الناس انها معذرة الی الله والیکم انی لم اتکم حتی اتتنی کتبکم، وقدمت علی رسلکم ان اقدم علینا فانه لیس لنا امام لعل الله ان یجمعنا بك علی الهدی والحق فان کنتم علی ذالك فقد جئتکم فاعطونی ما اطمئن الیه من عهودکم ومواثیقکم وان لم تفعلوا وکنتم لقدومی کارهین انصرفت عنکم الی المکان الذی جئت منه الیکم۔

ومن خطبة له بذی حسم لما صلی بالحر واصحابه

بعد ما حمد الله واثنی علیه، قال اما بعد، ایها الناس، فانکم ان تتقوا الله وتعرفوا الحق لاهله یکن ارضی الله عنکم ونحن اهل بیت محمدؐ اولی بولایة هذا الامر علیکم من هولاء المدعین ما لیس لهم والسائرین فیکم بالجور والعدوان وان ابیتم الا الکراهیة لنا والجهل بحقنا وکان رایکم الان غیر ما اتتنی به کتبکم، وقدمت به

ارشاد فرمایا اے لوگو! میں خدا سے بھی اور تم سے بھی اپنا عذر بیان کر دینا چاہتا ہوں۔ میں خود سے نہیں آیا بلکہ اُس وقت آیا کہ جب تمھارے خطوط آئے اور تمھارے قاصد میرے پاس تمھارا پیام لے کر پہنچے کہ جلد تشریف لائیے ہم بغیر امام کے ہیں امید ہے کہ آپ کے آنے کے بعد خدا آپ کے ذریعہ ہمیں ہدایت اور راہ حق پر مجتمع کر دے۔ اب اگر تم لوگ اپنی بات پر قائم ہو (اور میری ضرورت سمجھتے ہو) تو میں آگیا ہوں مجھ سے عہد و پیمان، قول و قرار کرو تا کہ مجھے اطمینان رہے اور اگر تم ایسا نہیں کرنا چاہتے اور میرا آنا تمھیں ناپسند ہے تو میں جہاں سے آیا ہوں وہاں پلٹ جاؤں گا۔

آپ کا دوسرا خطبہ جو آپ نے مقام ذی حسم پر ارشاد فرمایا

جب آپ نے حُر اور اس کی فوج کو نماز پڑھائی (تو بعد نماز) حمد و ثنائے الٰہی کے بعد ارشاد فرمایا۔ اے لوگو! اگر تم خدا سے ڈرو اور حق دار کے حق کو پہچانو تو اس کی وجہ سے خدا تم سے خوشنود ہوگا۔ ہم اہلبیت محمد تمھاری سرداری اور امیری کے زیادہ لائق ہیں بہ نسبت ان جھوٹے دعویداروں کے جو تم سے ظلم و ستم کے ساتھ پیش آتے ہیں۔ اور اگر تم ہمیں ناپسند ہی کرتے ہو اور ہمارے حقوق نہ پہچاننے ہی پر تمھیں اصرار ہے اور اب تمھاری رائے تمھارے ان خطوط اور تمھارے ان قاصدوں کے خلاف ہے جو ہمارے پاس تمھارے

على رسلكم، انصرفت عنكم۔

ومن كلام له عليه السلام بالرهيمة[1]

اجاب به اباهرم لما قال له يا بن رسول الله ما الذی اخرجك عن حرم جدك فقال ؑ يا اباهرم ان بنی امية شتموا عرضی فصبرت واخذوا مالی فصبرت وطلبوا دمی فهربت، وايم الله ليقتلوننی فيلبسهم الله ذلا شاملا وسيفا قاطعا وليسلط عليهم من يذلهم حتى يكونوا اذل من قوم سبا اذ ملكتهم امرأة، فحكمت فی اموالهم ودمائهم۔

ومن خطبة له عليه السلام فی زباله[2]

(وفيها بيان غدر اهل الكوفة)

قام فحمد الله واثنى عليه وذكر النبی فصلی عليه، وقال ايها الناس انما جمعتكم

---

[1] مقتل ابن نما [2] منتخب الطريحي

پیام لے کر آئے تھے تو میں واپس پلٹ جاؤں گا۔

منزل رہیمیہ پر آپ کا ارشاد گرامی

ابو ہرم نے جب آپ سے دریافت کیا کہ فرزند رسول نانا کی قبر سے کس چیز نے آپ کو جدا کیا تو آپ نے جواب میں فرمایا اے ابو ہرم بنو امیہ نے میری منزلت گھٹائی میں نے صبر سے کام لیا، میرا مال لے لیا اس پر بھی میں نے صبر کیا مگر اب میری جان کے پیچھے پڑ گئے تو میں جان بچانے کی خاطر نکل کھڑا ہوا اور خدا کی قسم وہ مجھے قتل کر کے رہیں گے جس کی پاداش میں خدا انھیں ایسی ذلت دے گا جو سب کو شامل ہوگی اور قاطع تلوار کا مزہ چکھائے گا اور اُن پر ایسے کو مسلط کرے گا جو انھیں خوب ذلیل کرے گا اتنا کہ وہ قوم سبا سے (جس پر ایک عورت حکمرانی کرتی تھی اور اُن کے مال اور ان کی جانوں پر متصرف تھی) ذلت میں بڑھ جائیں گے۔

منزل زبالہ پر آپ کی ایک تقریر

جس میں آپ نے اہل کوفہ کی بیوفائی بیان فرمائی ہے

آپ کھڑے ہو کر حمد و ثنائے الٰہی بجا لائے پھر پیغمبر کا ذکر کیا اور اُن پر درود بھیج کر ارشاد فرمایا "اے لوگو! میں نے تمھیں اپنے ساتھ رہنے دیا تھا اُن

على ان العراق لى ، وقد اتانى خبر فظيع عن ابن عمى مسلم ، يدل على ان شيعتنا قد خذلتنا فمن كان منكم يصبر على حر السيوف ، وطعن الاسنة فليأت معنا والا فلينصرف عنا ـ

ومن خطبة له فى البيضة

خطب بها الحر واصحابه

قال بعد الحمد والثناء ، ايها الناس ان رسول الله ص قال من راى سلطانا جائرا مستحلا لحرم الله ناكثا عهده مخالفا لسنة رسول الله ص يعمل فى عباد الله بالاثم والعدوان فلم يغير عليه بفعل ولا قول كان حقا على الله ان يدخله مدخله الا وان هولاء قد لزموا طاعة الشيطان وتولوا عن طاعة الرحمن واظهروا الفساد وعطلوا الحدود واستاثروا بالفئ واحلوا حرام الله وحرموا حلاله وانى احق بهذا الامر

له تاريخ طبرى

ظاہری قرائن کے بناء پر کہ عراق میرے تابع حکم ہوگا لیکن اب مجھے اپنے بھائی مسلم کے متعلق بہت ہولناک خبر ملی ہے جو ثابت کرتی ہے کہ ہمیں بلانے والوں نے ہم سے بے وفائی کی ۔ لہٰذا اب تم میں سے جو تلوار کی آنچ اور نیزے کا زخم نہ سکتا ہو وہ تو ہمارے ساتھ چلے ورنہ یہیں سے جُدا ہو جائے ۔

مقام بیضہ پر آپ کی تقریر

جس میں آپ نے حُر اور ان کے ساتھیوں کو خطاب فرمایا ہے

بعد حمد و ثنائے الٰہی ارشاد فرمایا "اے لوگو! پیغمبر نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص ایسے بادشاہ کو دیکھے جو ظالم، حلال خدا کو حرام، اور حرام خدا کو حلال سمجھنے والا، عہد و پیمان الٰہی کو توڑنے والا، سنت رسول کا مخالف و بندگانِ خدا سے ظلم و جور کا برتاؤ کرنے والا ہو اور اسے دیکھنے کے بعد نہ تو قول سے اس کی مخالفت کرے نہ فعل سے تو خداوند عالم پر فرض ہوگا کہ جو اس بادشاہ کا ٹھکانہ ہو (یعنی جہنم) وہی اس کا بھی ٹھکانہ قرار دے ۔ دیکھو یہ لوگ (یعنی بنی امیہ) انھوں نے شیطان کی اطاعت اپنے لیے لازم کرلی ہے اور خدا کی اطاعت سے منحرف ہو چکے ہیں انھوں نے فساد پھیلایا، حدود الٰہی معطل کر دیے خراج سلطنت کو اپنا خاص مال قرار دے لیا، حرامِ خدا کو حلال اور حلالِ خدا کو حرام کیا ہے ۔ اور میں ان کے خلاف آواز بلند کرنے کا سب سے زیادہ حقدار ہوں کیونکہ مجھے

لقرابتی من رسول اللهؐ وقد اتتنی کتبکم و
قدمت علی رسلکم ببیعتکم انکم لا تسلمونی ولا
تخذلونی فان وفیتم لی ببیعتکم فقد اصبتم
حظکم ورشدکم، وانا الحسین بن علی، ابن فاطمة
بنت رسول اللهؐ ونفسی مع انفسکم، وولدی
مع اهالیکم واولادکم ولکم بی اسوة وان لم
تفعلوا و نقضتم عهدی وخلفتم بیعتی
فلعمری ماهی منکم بنکر، لقد فعلتموها
بابی واخی وابن عمی مسلم بن عقیل والمغرور
ما اغتر بکم، فحظکم اخطاتم ونصیبکم ضیعتم
ومن نکث فانما ینکث علی نفسه وسیغنی الله عنکم
والسلام علیکم ورحمة الله وبرکاته۔

ومن[1] خطبة له علیه السلام فی ادبار الدنیا

حمد الله واثنی علیه ثم قال انه قد نزل بنا
من الامر ما قد ترون، وان الدنیا تغیرت وتنکرت وادبر
معروفها واستمرت حذاء ولم یبق منها الاصبابة کصبابة الاناء

[1] حلیة الاولیا ابن نعیم جلد ۲

پیغمبر سے قرابت کا شرف حاصل ہے۔ میرے پاس تمھارے خطوط پہنچے اور تمھارے قاصد یہ پیغام لے کر آئے کہ تم نے میری بیعت کی ہے اور یہ کہ تم مجھے تنہا نہ چھوڑو گے اور نہ ترک نصرت کرو گے۔ پس اگر تم نے جو میری بیعت کی ہے اس میں وفاداری سے کام لیا تو فائدہ میں رہو گے، میں حسینؑ ہوں علیؑ کا فرزند، فاطمہ بنت پیغمبر کا لال، میری جان تمھاری جان کے ساتھ ہے، میرے اہل و عیال تمھارے اہل و عیال کے ساتھ ہیں اور تمھیں ہر حال میں میرا شریک رہنا ہوگا اور اگر تم نے ایسا نہ کیا اور سابق میں جو عہد و پیمان تم نے کیے ہیں انھیں توڑ ڈالا اور میری بیعت سے پھر گئے تو یہ تم سے کچھ بعید بھی نہیں، یہی سلوک تم میرے باپ، میرے بھائی اور میرے چچا کے بیٹے مسلم ابن عقیل کے ساتھ کر چکے ہو۔ دھوکا کھانیوالا وہی ہے جو تمھارے دھوکے میں آجائے تم نے اپنے فائدے پر لات ماری، اپنے نصیب کو ضائع کر دیا، اور جس نے عہد و پیمان شکستہ کیا اُس نے اپنے ہی کو نقصان پہنچایا۔ اور عنقریب خدا تم سے بے نیاز کر دے گا۔ تم پر سلام و خدا کی رحمت و برکت ہو۔

دُنیا کے برگشتہ ہونے کے متعلق آپ کا ایک خطبہ

حمد و ثنائے الٰہی کے بعد آپ نے فرمایا "ہم پر یہ مصیبت جو آپڑی ہے اسے تم دیکھ رہے ہو۔ دُنیا برگشتہ و ناموافق ہوگئی، اس کی بھلائیوں نے ہم سے مُنہ پھیر لیا، اب اس سے اتنا ہی بچ رہا ہے جتنا برتن میں بچ رہنے والے چند قطرے اور

وخسيس عيش كالمرعى الوبيل الا ترون الى الحق لا يعمل به والى الباطل لا يتناهى عنه، ليرغب المومن فى لقاء ربه محقا، فانى لا ارى الموت الا سعادة والحياة مع الظالمين الا برمًا ـ

ومن دعائهٔ لما وصل الى الارض كربلا

جمع ولده واخوته واهل بيته ثم نظر اليهم فبكى ساعة، ثم قال اللهم انا عترة نبيك محمد، وقد ازعجنا وطردنا، واخرجنا عن حرم جدنا وتعدت بنو امية علينا اللهم فخذ لنا بحقنا وانصرنا على القوم الكافرين ـ

ومن كلامهٔ لاصحابه وفيه بيان شهادته ورجعته

قالٔ ان رسول اللهؐ قال لى يا بنى انك ستساق الى العراق وهى ارض قد التقى بها النبيون و اوصياء النبين وهى ارض تدعى عمورا، وانك تستشهد بها و

سلہ ناسخ التواريخ سلہ الخرائج والجرائح

ایسی ذلیل زندگی جیسے ناقابل ہضم چارا، تم نہیں دیکھتے حق کو کہ اب اس پر عمل نہیں کیا جاتا اور باطل کو کہ اس سے پرہیز نہیں کیا جاتا۔ مومن کو چاہیے کہ لقاءِ الٰہی کی سچی رغبت کرے۔ میں تو اب موت کو سعادت ہی سمجھتا ہوں اور ظالموں کے ساتھ زندہ رہنے کو جان کا جنجال جانتا ہوں۔"

زمینِ کربلا پر پہنچ کر آپ کی دعا

آپ نے اپنے لڑکوں، بھائیوں اور گھر والوں کو جمع کیا، ان پر نظر کی، تھوڑی دیر روتے رہے پھر فرمایا "پالنے والے ہم تیرے پیغمبر محمد مصطفےٰ کی عترت ہیں۔ ہم ستائے گئے، وطن سے نکالے گئے اور اپنے نانا کے روضہ سے نکال باہر کیے گئے، ہم پر بنی امیہ نے زیادتی کی معبود ہمارے حق کا واسطہ تو ہماری دستگیری کر، کافروں کی قوم کے مقابلہ میں ہماری مدد کر۔

آپ کی گفتگو اپنے اصحاب سے جس میں آپ نے اپنی شہادت اور پھر دوبارہ دنیا میں پلٹ کر آنے کو بیان فرمایا ہے

امام حسین نے فرمایا کہ پیغمبر خدا نے مجھ سے فرمایا ہے کہ اے میرے فرزند تم عنقریب سرزمین عراق کی طرف کھینچ کر لائے جاؤ گے۔ عراق کی سرزمین وہ سرزمین ہے جس میں انبیا اور اوصیا نے مصیبتوں کا سامنا کیا ہے اس سرزمین کو عمورا بھی کہتے ہیں۔ اس سرزمین پر تم درجۂ شہادت پر فائز ہو گے اور تمھارے ساتھ

وليستشهد معك جماعة من اصحابك لا يجدون الم مس الحديد (وتلى يا نار كوني بردا وسلاما على ابراهيم) يكون الحرب عليك وعليهم سلما فابشروا فوالله لئن قتلونا فانا نرد على نبينا ثم امكث ما شاء الله، فاكون اول من تنشق الارض عنه فاخرج خرجة توافق ذالك خرجة اميرالمومنين وقيام قائمنا وحيوة رسول الله ثم لينزلن على وفد من السماء من عند الله لم ينزلوا الى الارض قط ولينزلن الى جبرئيل وميكائيل واسرافيل وجنود من الملائكة (الى ان قال) ولا يبقى رجلا من شيعتنا الا انزل الله اليه ملكا يمسح عن وجهه التراب ويعرفه ازواجه ومنزلته فى الجنة ولا يبقى على وجه الارض اعمى ولا مقعد ولا مبتلى الا كشف الله عنه بلائه بنا اهل البيت ولينزلن البركة من السماء الى الارض حتى ان الشجرة لتقصف بما يريد الله فيها من الثمرة ولتاكلن

تمھارے اصحاب کی ایک جماعت بھی شہید ہوگی، تلوار کی آنچ انھیں محسوس نہ ہوگی۔ اس موقع پر پیغمبر نے یہ آیت تلاوت فرمائی (اے آگ ابراہیم پر ٹھنڈک اور سلامتی بن جا)۔ اسی طرح جنگ ان لوگوں کے صلح وسلامتی کی طرح طبیعتوں پر سہل وآسان معلوم ہوگی تو اے میرے رفقاء تمھیں خوشخبری ہو اگر ان لوگوں نے ہمیں قتل کرڈالا تو کیا پروا ہم اپنے نبی کی خدمت میں پہنچ جائیں گے اور وہاں میں جب تک خدا چاہے گا ٹھہروں گا پھر سب سے پہلے زمین سے باہر آؤں گا اور اس طرح زمین سے برآمد ہوں گا کہ میرا برآمد ہونا امیرالمومنین کے برآمد ہونے اور ہمارے قائم کے قیام اور پیغمبر کی زندگی کے ساتھ ساتھ ہوگا پھر ہمارے پاس آسمان سے خدا کی طرف سے ایسے ملائکہ کا ایک وفد پہنچے گا جو اس سے پہلے کبھی زمین پر نہ آئے ہوں گے اور جبریل ومیکائیل اور اسرافیل اور ملائکہ کی فوجیں آئیں گی (کہتے کہتے آپ نے فرمایا کہ) ہمارے شیعوں میں سے کوئی شیعہ ایسا باقی نہ رہے گا جس کے پاس خدا ایک فرشتہ نہ بھیجے جو اس کے پاس آکر اس کے چہرے سے گرد جھاڑے گا اور جنت میں اس کی جو جگہ ہوگی اور جتنی اس کی ازواج ہوں گی انھیں پہچنوائے گا اور روئے زمین پر نہ تو کوئی اندھا رہے گا نہ زمیں گیر نہ کوئی مصیبت کا مارا اگر خداوند عالم ہم اہلبیت کے صدقے میں سب کی مصیبت و بلا کو دور فرمائے گا اور آسمان سے زمین پر برکت نازل ہوگی یہاں تک کہ درخت حسب منشاء الٰہی پھلوں کی کثرت کی وجہ سے ٹوٹ ٹوٹ پڑیں گے ترگرمی میں

ثمرة الشتاء فی الصیف ، وثمرة الصیف فی الشتاء
وذالك قوله عز وجل ، ولوان اهل الكتاب امنوا
واتقوا لفتحنا علیهم بركات من السماء والارض
ولكن كذبوا فاخذناهم بما كانوا یكسبون -
ثم ان الله لیهب لشیعتنا كرامة لایخفی
علیهم شی فی الارض وماكان فیها ، حتی
ان الرجل منهم یرید ان یعلم علم اهل بیته
فیخبرهم بعلم ما یعلمون -

ومن كلام له علیه السلام لاصحابه فی نقض البیعة[۱]

یا قوم اعلموا خرجتم منی بعهدكم ، انی
اقدم علی قوم بایعونا بالسنتهم وقلوبهم ، وقد
انعكس العلم ، واستحوذ علیهم الشیطان ، فانساهم
ذكرالله ، والان لم یكن لهم مقصد الا قتلی ،
وقتل من یجاهد بین یدی وسبی حریمی
بعد سلبهم واخشی انكم ما تعلمون وتستحیون
والخدع عندنا اهل البیت محرم

[۱] ناسخ التواریخ جلد ٦

جاڑوں کے پھل اور جاڑوں میں گرمی کے پھل کھاؤ گے جیسا کہ خداوند عالم نے فرمایا ہے کہ اگر اہل کتاب ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم زمین و آسمان سے برکتوں کے دروازے ان پر کھول دیتے لیکن انھوں نے تکذیب کی تو ہم نے بھی انھیں اُن کے اعمال کی سزا میں اپنی گرفت میں لے لیا پھر خداوند عالم ہمارے شیعوں کو بڑی عزت بخشے گا اور وہ یہ کہ زمین کے اندر جتنی چیزیں ہیں اُن سب کا انھیں علم عنایت فرمائے گا یہاں تک کہ کوئی شخص اپنے گھر والوں کے اندرونی حالات کا علم حاصل کرنا چاہے گا تو وہ بلا تکلف انھیں اُن باتوں کی خبر دے گا جو بس اُنھیں کو معلوم ہو سکتی ہیں۔

بیعت توڑنے کے متعلق آپ کا ارشاد گرامی

اے لوگو! یہ سمجھ لو کہ تم یہ معلوم کر کے میرے ساتھ نکلے تھے کہ میں ایسے لوگوں کے پاس جا رہا ہوں جنھوں نے زبان اور دل دونوں سے میری بیعت کی ہے لیکن اب معلومات کچھ اور ہیں۔ میرے بلانے والوں پر شیطان نے غلبہ کر لیا اور یاد خدا اُن سے بھلا دی۔ اب ان کا مقصد صرف یہی ہے کہ مجھے اور میرے ساتھ کے مجاہدین کو قتل کر دیں اور میرے حرم کو لوٹنے کے بعد قیدی بنا لیں اور میں ڈرتا ہوں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم ناواقفیت میں پڑے رہو اور شرم کے مارے مجھ سے کچھ کہہ نہ سکو۔ فریب ہم اہل بیت کے نزدیک جائز نہیں لہٰذا

فمن كره منكم ذالك فلينصرف فا لليل ستير، والسبيل غير خطير، والوقت ليس بهجير، ومن اسانا بنفسه كان معنا فی الجنان، نجيا من غضب الرحمن، وقد قال جدی رسول الله ولدی حسين يقتل بطف كربلا، غريبا وحيدا عطشانا، فمن نصره فقد نصرنی ونصر ولده القائم ولو نصرنا بلسانه فهو فی حزبنا يوم القيامة -

ومن كلام له فی ان الدنيا متغيرة زائلة

ايها الناس اعلموا ان الدنيا دار فناء وزوال متغيرة باهلها من حال الی حال، معاشر الناس عرفتم شرائع الاسلام، وقرأتم القران و علمتم ان محمدا رسول الملك الديان، ووثبتم علی قتل ولده ظلما وعدوانا معاشر الناس، اما ترون الی ماء الفرات يلوح كانه بطون الحيات يشرب به اليهود والنصارىٰ والكلاب والخنازير و آل الرسول يموتون عطشا -

[1] ناسخ التواريخ جلد ٦

جو میرا ساتھ دینا پسند نہیں کرتا وہ چلا جائے، رات پردہ پوش ہے، راستہ بھی خطرناک نہیں اور وقت بھی باقی ہے اور جو ہم پر اپنی جان نثار کرے گا وہ ہمارے ساتھ جنت میں ہوگا، خدا کے غضب سے اسے نجات حاصل رہے گی، میرے نانا پیغمبر خدا نے ارشاد فرمایا ہے کہ میرا فرزند حسین میدان کربلا میں غریب، بے یار و مددگار، پیاسا قتل ہوگا، جو اس کی نصرت کرے گا اس نے میری اور حسین کے فرزند قائم کی مدد کی اور اگر زبان سے ہی مدد کرے تو بھی وہ قیامت کے دن ہماری جماعت میں ہوگا۔

آپ کا ارشاد گرامی جس میں آپ نے دنیا کے رو بہ تغیر اور زوال پذیر ہونے کو بیان فرمایا ہے

اے لوگو! سمجھ لو کہ دنیا فنا اور زوال کا گھر ہے۔ اپنے بسنے والوں کو ایک حال سے دوسرے حال میں اُلٹنے پلٹنے والی ہے، اے لوگو تم اسلام کے دستور سے واقف ہو۔ قرآن بھی تم نے پڑھا ہے، یہ بھی جانتے ہو کہ حضرت محمد مصطفٰے شہنشاہ حقیقی کے پیغمبر ہیں اور ان سب باتوں کے باوجود تم انھیں پیغمبر کے فرزند کو از راہ ستم و جور قتل کرنے کے لیے اُٹھ کھڑے ہوئے ہو اے لوگو! کیا یہ فرات کے بہتے ہوئے پانی کو نہیں دیکھتے جو مثل شکم مار کے چمک رہا ہے، اس فرات کا پانی یہود و نصاریٰ پی سکتے ہیں حتیٰ کہ کتے، سور تک کیلئے روک ٹوک نہیں اور پیغمبر کی آل پیاس سے مری جا رہی ہے۔

ومن كلامه لاصحابه

وفيه بيان امارات ظهور القائم

قال الا وانى اعلم يوم لنا من هولاء الا وانى
قد اذنت لكم فانطلقوا جميعا فى حل، فقالوا
معاذالله، قال ان قدام القائم علامات،
تكون من الله تعـ للمومنين، وهى قوله تعـ لنبلونكم،
يعنى المومنين قبل خروج القائم بشى
من الخوف، من ملوك نبى العباس، فى
أخر سلطانهم والجوع، غلاء اسعارهم،
ونقص من اموال، فسادات التجارات
وقلة الفضل، ونقص من الانفس، موت ذريع،
ونقص من الثمرات قلة الزكاة مايزرع،
وبشر الصابرين، عند ذالك بتعجيل خروج
القائم ان دولة اهل بيت نبيكم لها،
فالزموا الارض وكفوا حتى يروا اماراتها
فاذا استثارت عليكم الروم والترك

آپ کی ایک گفتگو اپنے اصحاب سے

جس میں آپ نے حضرت قائمؑ کے ظہور کے علامات بیان فرمائے ہیں

دیکھو میں جانتا ہوں کہ ہم لوگوں کو ان دشمنوں سے ایک نہ ایک دن بھڑنا ہے دیکھو میں تمھیں اجازت دیتا ہوں تم سب کے سب چلے جاؤ، میں تمھارے لیے مباح قرار دیتا ہوں۔ اصحاب نے کہا خدا کی پناہ جو ہم آپ کو چھوڑ کر جائیں۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت قائم (مہدی آخرالزماں) کے ظہور کی چند علامتیں خدا نے مومنین کے لیے رکھی ہیں چنانچہ ارشاد خداوند عالم ہے ولنبلونکم ہم تمھیں آزمائیں گے یعنی قائم کے خروج سے پہلے مومنین کو آزمائیں گے بشی من الخوف کچھ خوف سے یعنی شاہان بنی عباس کے خوف سے اُن کی سلطنت کے آخری دنوں میں والجوع اور بھوک سے یعنی غلہ کی گرانی سے ونقص من الاموال اور مال کی کمی سے یعنی تجارت مندی ہونے اور برکت کم ہونے سے والانفس اور جانوں کی کمی سے یعنی ہمہ گیر موت سے والثمرات اور پھلوں کی کمی سے یعنی پیداوار کی کمی سے وبشر الصابرین صبر کرنے والوں کو خوشخبری دیدو کہ اس وقت بہت جلد ہی قائم خروج فرمائیں گے اور حکومت اہل بیت پیغمبر کی ہوگی۔ لہذا تم ابھی خاموشی سے بیٹھے رہو اور اس وقت تک باز رہو جب تک اس کی مذکورہ علامات ظاہر نہ ہو جائیں۔ ہاں جس وقت روم اور ترک قومیں

وجهزت الجيوش، ومات خليفتكم الذى يجمع الاموال، ومتخلف بعده رجل صحيح فيخلع بعد سنتين بيعته واتى هلاك ملكهم من حيث بدا۔

ومن خطبة له[1] فى وفاء اصحابه

اثنى على الله احسن الثناء واحمده على السراء والضراء، اللهم انى احمدك على ان اكرمتنا بالنبوة وعلمتنا القرآن، وفقهتنا فى الدين، وجعلت لنا اسماعا وابصارا وافئدة فاجعلنا لك من الشاكرين. اما بعد فانى لا اعلم اصحابا اوفى، ولا خيرا من اصحابى، ولا اهل بيت ابر ولا اوصل من اهل بيتى فجزاكم الله عنى خيرا الا وانى لاظن يوما لنا من هولاء الا وانى قد اذنت لكم، فانطلقوا جميعا فى حل، ليس عليكم منى ذمام، وهذا الليل قد غشيكم فاتخذوه جملا وليأخذ كل واحد منكم بيد رجل من اهل بيتى وتفرقوا فى سواد هذا الليل

---

[1] تاريخ طبرى جلد ۴

تم پر حملہ آور ہو جائیں اور فوجوں کی یورش ہو اور تمہارا وہ حکمراں جو اموال کو جمع کرتا تھا مر جائے اور اس کے بعد ایک درشت شخص کی حکومت ہو اور وہ دو برس کے بعد معزول ہو جائے تو اس وقت سمجھ لو کہ اب ان کی سلطنت تباہ ہونے والی ہے ۔

آپ کی ایک تقریر جو آپ نے اپنے اصحاب کی وفا کے متعلق فرمائی

میں خدا کی مدح کرتا ہوں بہترین مدح اور خوشحالی و بدحالی دونوں حالتوں میں اس کا حمد و شکر بجا لاتا ہوں ، پالنے والے تیری حمد و شکر کرتا ہوں کہ تو نے ہمیں نبوت کے ذریعہ عزت بخشی، ہمیں قرآن کی تعلیم دی ، دین کی سمجھ عنایت فرمائی ہمیں گوش شنوا، چشم بینا اور دل حق آگاہ عنایت فرمایا۔ ہمیں اپنے شکر گزاروں میں سے بھی قرار دے ۔ میں کسی کے اصحاب کو نہیں جانتا جو میرے اصحاب سے زیادہ بہتر و وفادار ہوں اور نہ کسی کے اہل بیت ایسے نظر سے گذرے جیسے میرے اہلبیت نیکوکار اور صلہ رحم کرنے والے ہیں ۔ تم لوگوں کو خداوند عالم میری طرف سے بہترین جزا عنایت فرمائے ۔ دیکھو مجھے یقین ہے کہ ہمیں ان لوگوں سے سخت مقابلہ درپیش ہوگا ۔ دیکھو میں تمھیں اجازت دے رہا ہوں ۔ تم سب چلے جاؤ ۔ تمھارے لیے چلا جانا جائز و مباح ہے ۔ میری طرف سے تم پر کوئی ذمہ داری نہیں ۔ یہ رات تم کو اپنے پردے میں ڈھانکے ہے ۔ اس رات کو مرکب بنا لو اور تم میں سے ہر شخص میرے اہلبیت میں سے ایک ایک کا ہاتھ پکڑ لے اور تم اس رات کی تاریکی میں منتشر ہو جاؤ

وزروني وهولاء القوم فانهم لا يريدون غيري .

ومن كلامه لعسكره واهل بيته

انتم من بيعتي في حل ، فالحقوا بعشائركم وموا ليكم ، وقال لاهل بيته قد جعلتكم في حل من مفارقتي فانكم لا تطيقونهم لتضاعف اعدادهم وقواهم ، وما المقصود غيري . فدعوني والقوم ، فان الله عز وجل يعينني ولا يخليني من حسن نظره ، كعادته في اسلافنا الطيبين فاما عسكره ففارقوه واما اهله والادنون من اقربائه فابوا وقالوا لا نفارقك ، ويحل بنا ما يحل بك ويحزننا ما يحزنك ويصيبنا ما يصيبك ، وانا اقرب ما يكون الى الله اذا كنا معك فقال لهم فان كنتم قد وطنتم انفسكم على ما قد وطنت نفسي عليه فاعلموا ان الله يهب المنازل الشريفة لعباده لصبرهم باحتمال المكاره وان الله وان كان خصني مع من مضى من اهلي الذين انا اخرهم بقاء في الدنيا

اور مجھے ان لوگوں کے ساتھ تنہا چھوڑ دو کہ یہ بس میرے طلبگار ہیں -

آپ کا ارشاد گرامی جو آپ نے اپنے لشکر اور اپنے اہلبیت سے فرمایا

میں اپنی بیعت کی گرہ تمھاری گردنوں سے کھولے دیتا ہوں تم اپنے قوم و قبیلہ اور رشتہ داروں سے جا ملو۔ اور آپ نے اپنے عزیزوں سے فرمایا کہ میں تمھارے لیے مباح کیے دیتا ہوں کہ تم مجھے چھوڑ کر چلے جاؤ۔ تم ان دشمنوں سے مقابلہ نہیں کر سکتے ان کی تعداد بہت زیادہ ہے اور ان کی قوت بھی زیادہ ہے اور یہ صرف مجھے چاہتے ہیں مجھے اور ان لوگوں کو چھوڑ دو، خداوند عالم میری مدد کرے گا اور اپنی اچھی نگاہ مجھ سے نہ ہٹائے گا جیسا کہ میرے پاکیزہ اسلاف کے ساتھ اس کا دستور رہا ہے۔ اس حکم کے بعد لشکر والے تو جدا ہو گئے لیکن آپ کے اعزا اور قریبی رشتہ دار انھوں نے ساتھ چھوڑ کر جانے سے انکار کیا انھوں نے کہا کہ ہم آپ سے جدا نہ ہوں گے جو آپ پر گذرے گی وہ ہم پر بھی گذرے گی اور جو دکھ آپ جھیلیں گے وہی ہم بھی جھیلیں گے، جو مصیبت آپ پر آئے گی وہ ہم پر بھی آئے گی ہم آپ کے ساتھ ہی رہ کر خدا سے زیادہ قریب رہ سکتے ہیں۔ اس پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم نے بھی اپنے نفوس کو اسی بات پر آمادہ کر لیا ہے جس پر میں اپنے نفس کو آمادہ کر چکا ہوں تو یہ جان لو کہ خداوند عالم اپنے بندوں کو اچھے مدارج مصائب جھیلنے میں صبر کرنے پر عنایت فرماتا ہے اور اللہ نے مجھے میرے اُن بزرگوں کی شرکت میں جن کی میں

من المكرمات بما سهل معها على احتمال الكريهات

فان لكم شطر ذالك من كرامات الله، واعلموا

ان الدنيا حلوها ومرها حلم، والانتباه فى

الاخرة والفائز من فاز فيها والشقى من يشقى

فيها اولا احدثكم باول امرنا وامركم، معاشر

اوليائنا محبينا والمختصين بنا ليسهل عليكم احتمال

ما انتم له معرضون، قالوا بلى يابن رسول الله

قال ان الله لما خلق آدم واستواه وعلمه اسماء

كل شى، وعرضهم على الملائكة جعل محمدا وعليا

وفاطمة والحسن والحسين اشباحا خمسة فى

ظهر آدم وكانت انوارهم تضئ فى الافاق،

من السموات والحجب والجنان. والكرسى

والعرش فامر الملائكه بالسجود لادم

تعظيما له انه قد فضله بان جعله وعاء

لتلك الاشباح التى قد عم انوارها الافاق

فسجدوا الا ابليس ابى ان يتواضع لجلال عظمة

الله وان يتواضع لانوارنا اهل البيت،

آخری فرد ہوں مصائب کے برداشت کی وجہ سے جو عزتیں عطا کی ہیں اُن خداوندی اعزازوں میں تمھارا بھی حصہ ہوگا اور تمھیں معلوم ہونا چاہیے کہ دنیا اس کا تلخ و شیریں جو کچھ ہے سب خواب ہی خواب ہے اور اس خواب سے بیداری آخرت میں ہوگی جو آخرت میں کامیاب رہا درحقیقت وہی کامیاب ہے اور جو آخرت میں بدبخت رہا وہی دراصل بدبخت ہے۔ اے ہمارے دوستو، ہمارے ماننے والو اور ہمارا دامن پکڑنے والو کیا مناسب نہ ہوگا کہ میں تم سے اپنا اور تمھارا پہلا پہلا ماجرا بیان کروں تاکہ تمھارے لیے ان مصائب کی برداشت آسان ہو جائے جو تمھیں درپیش آنے والے ہیں؟ لوگوں نے کہا ہاں اے فرزند رسول ضرور بیان فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ جب خداوند عالم نے آدم کو پیدا کیا اور انھیں استقامت بخشی اور انھیں تمام چیزوں کے نام بتائے اور ملائکہ کے سامنے پیش کیا تو حضرت محمد مصطفٰےؐ، علی ابن ابی طالب، سیدہ فاطمہ، حسن و حسین کی پانچ شکلیں پشت آدم میں ودیعت کیں اس وقت اُن کی حالت یہ تھی کہ ان کے نور سے آفاق روشن تھے، کل آسمان تمام زمین پردہائے عرش و کرسی و جنتیں سبھی اُن کے نور سے منور تھے۔ اس کے بعد خداوند عالم نے آدم کی تعظیم کی خاطر ملائکہ کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کریں۔ آدم کو خداوند عالم نے اسی وجہ سے یہ فضیلت بخشی کہ انھیں خزینہ دار بنایا تھا ان شکلوں کا جن کے انوار سے تمام آفاق نورانی تھے۔ سب نے سجدہ کیا سوا ابلیس کے اس نے آدم کی عظمت اور ہم اہلبیت کے انوار کے سامنے

وقد تواضعت لها الملائكة كلها واستكبر وترفع، وكان بابائه ذالك وتكبره من الكافرين -

ومن خطبة له يعظ بها اهل العراق

الحمد لله الذى خلق الدنيا فجعلها دار فناء وزوال، متصرفة باهلها حالا بعد حال فالمغرور من غرته، والشقى من فتنته فلا تغرنكم هذه الدنيا، فانها تقطع رجاء من ركن اليها، وتخيب طمع من طمع فيها واراكم قد اجتمعتم على امر قد اسخطتم الله فيه عليكم واعرض بوجهه الكريم عنكم واحل بكم نقمته وجنبكم رحمته فنعم الرب ربنا وبئس العبيد انتم اقررتم بالطاعة وآمنتم بالرسول محمد ثم انكم زحفتم على ذريته وعترته تريدون قتلهم، لقد استحوذ عليكم الشيطان فانساكم ذكر الله العظيم فتبا لكم ولما تريدون انا لله وانا اليه راجعون

ـــــ
ك تاريخ طبرى وناسخ

سر جھکانے سے انکار کیا حالانکہ کل ملائکہ نے سر جھکایا، مگر شیطان نے اپنے کو بڑا اور رفیع المنزلت سمجھا اور اپنے اس انکار و تکبر کی وجہ سے کافروں میں سے قرار پایا

آپ کی ایک تقریر جس میں آپ نے اہل عراق کو نصیحت فرمائی ہے

تمام ستائشیں زیبا ہیں اس معبود برحق کے لیے جس نے دنیا کو خلق فرمایا اور پھر اسے فنا و زوال کا گھر اور اپنے بسنے والوں کو ایک حال سے دوسرے حال میں الٹنے پلٹنے والی بنایا۔ دھوکے میں وہی ہے جسے دنیا دھوکے میں ڈالے اور بدبخت وہ ہے جسے یہ دنیا پھانس لے۔ پس تمھیں یہ دنیا دھوکے میں نہ ڈالے کیونکہ جو بھی اس پر بھروسہ کرتا ہے اس کی امیدوں کو یہ منقطع کر دیتی ہے اور جو اس کی لالچ کرتا ہے اسے محروم بناتی ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ تم سب نے ایسی بات پر ایکا کر لیا ہے جس کی وجہ سے خدا کو تم نے اپنے اوپر غضبناک کر لیا ہے اور اس نے اپنا مُنہ تم سے پھیر لیا ہے اور تم پر اپنا عذاب مسلط کر دیا ہے اور اپنی رحمت تم سے الگ کر لی ہے۔ بہترین پروردگار ہمارا پروردگار ہے اور بدترین بندے تم لوگ ہو تم نے اطاعت کا اقرار کیا پیغمبر خدا محمد مصطفٰے پر ایمان لائے اور ان سب کے بعد تم پیغمبر کی ذریت اور عترت پر ٹوٹ پڑے اور ہجوم کر کے انھیں قتل کرنا چاہتے ہو تم پر شیطان غالب آگیا اور تم سے خدائے بزرگ و عظیم کی یاد بُھلا دی۔ برباد ہو تمھیں بھی اور تمھارے اس مقصد کی بھی جسے تم چاہتے ہو۔ ہم خدا ہی کے لیے ہیں اور اسی کی طرف ہم پلٹنے والے ہیں

هؤلاء قوم كفروا بعد ايمانهم فبعدا للقوم الظالمين
"فتقدم شمر" وقال افهسنا حتى نفهم فقال ع اقول
اتقوا الله ربكم ولا تقتلوني، فانه لا يحل لكم قتلي،
ولا انتهاك حرمتي، فاني ابن بنت نبيكم، وجدتي
خديجه زوجة نبيكم، ولعله قد بلغكم
قول نبيكم، الحسن والحسين سيدا شباب
اهل الجنة ثم نادى باعلى صوته يا اهل العراق،
ايها الناس اسمعوا قولي، ولا تعجلوا حتى اعظكم بما
يحق لكم على وحتى اعذر اليكم فان اعطيتموني
النصف كنتم بذالك اسعد، وان لم تعطوني النصف
عن انفسكم فاجمعوا رأيكم ثم لا يكن امركم عليكم
غمة، ثم اقضوا الى ولا تنظرون ان وليي الله الذى
نزل الكتاب وهو يتولى الصالحين -

ومن كلام له يبشر اصحابه بالجنة وقصورها

يا كرام ان هذه الجنة قد فتحت ابوابها
واتصلت انهارها واينعت اثمارها و

یہ لوگ ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے۔ ہلاکت ہو ظالمین کی جماعت کو۔ شمر ملعون آگے بڑھا اور بولا کہ ہمیں سمجھا کے کہیے تاکہ ہم اچھی طرح سمجھیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا میں کہتا ہوں کہ تم اپنے پروردگار معبود برحق سے ڈرو اور مجھے قتل نہ کرو کیونکہ میرا قتل تمھارے لیے کسی طرح جائز نہیں ہو سکتا اور نہ میری ہتک حرمت تمھارے لیے مباح ہو سکتی ہے کیونکہ میں تمھارے نبی کی دختر کا فرزند ہوں اور میری نانی خدیجہ ہیں جو تمھارے پیغمبر کی بی بی تھیں اور تم نے اپنے پیغمبر کا یہ قول تو سنا ہو گا کہ حسن و حسین سردار جوانانِ جنت ہیں۔ پھر آپ نے بلند آواز سے پکار کر کہا اے اہل عراق اے لوگو میری بات سنو اور جلد بازی سے کام نہ لو یہاں تک کہ میں تمھیں وعظ و پند کر لوں جو تمھارا حق ہے مجھ پر اور اپنا عذر تم سے بیان کر لوں اگر تم نے میرے ساتھ انصاف کیا تو تم اس کی وجہ سے نیکبخت ہو گے اور اگر تم نے انصاف نہ کیا تو کم سے کم اتنا تو کرو کہ باہم رائے مشورہ کر لو تاکہ تمھارا معاملہ تمھارے لیے پیچیدہ نہ رہے پھر اپنے فیصلہ سے مجھے آگاہ کر دو اور یہ بات نظر انداز نہ کر دینا کہ میرا نگراں وہ اللہ ہے جس نے کتاب نازل کی اور وہی نیکوکاروں کا سرپرست ہے۔

آپ کا ارشاد گرامی جس میں آپ نے اپنے اصحاب کو بہشت اور اُس کے قصروں کی بشارت دی ہے

اے عزت دارو، یہ جنت ہے جس کے دروازے کھول دیے گئے ہیں جس کی نہریں ایک دوسرے سے ملی ہوئی ہیں اور پھل پکنے کے قریب ہیں اور اس کے

زینت قصورها وتالفت ولدانها وحورها وھذا
رسول اللہ ص والشھداء الذین قتلوا فی سبیل اللہ
یتوقعون قدومکم ویتباشرون بکم فحاموا عن
دین اللہ ودین نبیہ وذبوا عن حرم الرسول ۔

ومن خطبة لہ فی الاحتجاج علی اھل الکوفہ[1]

حمد اللہ واثنی علیہ ثم قال اما بعد ،
فانسبونی فانظروا من انا ثم ارجعوا الی انفسکم
وعاتبوھا فانظروا ھل یصلح ویحل لکم قتلی و
انتھاك حرمتی الست انا ابن بنت نبیکم
وابن وصیہ وابن عمہ واول المومنین باللہ
والمصدق برسول اللہ ص وبما جاء بہ من عند ربہ
اولیس حمزة سید الشھداء عمی اولیس
جعفر الطیار فی الجنة بجناحین عمی اولم
یبلغکم ما قال رسول اللہ ص لی ولاخی ھذا ان
سیدا شباب اھل الجنة فان صدقتمونی
بما اقول وھو الحق واللہ ما تعمدت کذبا

[1] تاریخ طبری جلد ۴

قصر آراستہ کیے گئے ہیں اور اس کے حور و غلمان اکٹھا کیے گئے ہیں اور یہ حضرت سرورِ کائنات اور وہ شہداء ہیں جو راہِ خدا میں قتل کیے گئے یہ سب تمھاری آمد کے منتظر ہیں اور تمھیں خوش آمدید کہنے کو تیار ہیں۔ تم دینِ خدا اور پیغمبر کے دین کی حمایت کرو اور حرمِ رسول سے دشمنوں کو مار بھگاؤ۔

آپ کی ایک تقریر جس میں آپ نے اہلِ کوفہ کے مقابلہ میں احتجاج فرمایا:

حمد و ثنائے الٰہی فرمائی اس کے بعد فرمایا کہ اے اہلِ کوفہ میرے شجرۂ نسب پر نظر ڈالو اور پھر غور کرو کہ میں کون ہوں اس کے بعد اپنے دل سے رجوع کرو اور اپنے نفس کی ملامت کرو اور سوچو کہ کیا میرا قتل اور میری ہتکِ حرمت مناسب اور تمھارے لیے جائز ہو سکتی ہے؟ کیا میں تمھارے نبی کا نواسہ اور پیغمبر کے وصی اور چچازاد بھائی کا بیٹا نہیں جو خدا پر سب سے پہلے ایمان لانے والے اور پیغمبر اور خدا کے یہاں سے اُن کی لائی ہوئی باتوں کی تصدیق کرنے والے تھے؟ کیا حمزہ سید الشہداء میرے چچا نہیں؟ کیا جنابِ جعفر جو جنت میں دو بازوؤں کے ساتھ محوِ پرواز ہیں میرے چچا نہ تھے؟ کیا تم تک پیغمبر کا یہ ارشادِ گرامی نہیں پہنچا جو آپ نے میرے اور میرے بھائی کے لیے فرمایا ہے کہ یہ دونوں سردار جوانانِ جنت ہیں؟ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اگر تم اس کی تصدیق کرتے ہو اور میں سچ ہی کہہ رہا ہوں خدا کی قسم میں جب سے سنِ شعور کو پہنچا کبھی جھوٹ نہ بولا

مذ حلمت ان الله يمقت اهله وان كذبتموني
فان فيكم من اذا سالتموه عن ذالك اخبركم
سلوا جابر بن عبد الله الانصاري وابا سعيد
الخدري وسهل بن سعد الساعدي والبراء
بن عازب اوزيد بن ارقم او انس بن مالك
يخبروكم انهم سمعوا هذه المقالة من رسول الله ص لي
ولاخي اما في هذا حاجز لكم عن سفك دمي -

ثم قال لهم فان كنتم في شك من هذا
فتشكون في اني ابن بنت نبيكم؟ فوالله ما بين
المشرق والمغرب ابن بنت نبي غيري فيكم
ولا في غيركم ويحكم اتطلبوني بقتيل منكم
قتلته او مال لكم استهلكته او بقصاص
من جراحة " فاخذوا لا
يكلمونه -

فنادى يا شبث بن ربعي ويا حجار بن ابجر ويا
قيس بن الاشعث ويا يزيد بن الحارث الم تكتبوا الي ان
قد اينعت الثمار واخضرت الجناب وانما تقدم على جند لك

خدا جھوٹوں کو اُن کے جھوٹ کی وجہ سے دشمن رکھتا ہے اور اگر تم مجھے جھوٹا ہی سمجھتے ہو تو تم میں ایسے افراد موجود ہیں کہ اگر تم ان سے پوچھو تو وہ تمھیں خبر دیں گے پوچھو جابر بن عبداللہ انصاری سے، ابو سعید خدری سے، سہل بن سعد ساعدی سے، براء بن عازب سے، زید بن ارقم سے یا انس بن مالک سے۔ وہ تمھیں بتائیں گے کہ انھوں نے اس کلام کو خود رسالتمآب سے سنا جو آپ نے میرے اور میرے بھائی کے لیے فرمایا تھا کیا اس حدیث میں ایسی بات نہیں جو تمھیں میرا خون بہانے سے روکے۔

پھر آپ نے اُن سے ارشاد فرمایا اگر تم اس میں شک کرتے ہو تو کیا اس میں بھی تمھیں شک ہے کہ میں دخترِ پیغمبر کا فرزند ہوں؟ خدا کی قسم مشرق و مغرب کے درمیان تم میں اور تمھارے ماسوا لوگوں میں میرے سوا کوئی نہیں جو دخترِ پیغمبر کا فرزند ہو وائے ہو تم پر کیا میں نے تمھارے کسی شخص کو قتل کیا ہے جس کے قصاص میں تم مجھے قتل کرنا چاہتے ہو یا میں نے تمھارا مالی نقصان کیا ہے یا میں نے تمھیں کوئی زخم پہنچایا ہے جس کا انتقام لینا چاہتے ہو۔ اس پر سب خاموش ہو گئے کوئی نہ بولا۔

پھر آپ نے پکار کر کہا اے شبث بن ربعی اے حجار بن ابجر اے قیس بن اشعث اے یزید بن حارث کیا تمھیں لوگوں نے مجھے نہیں لکھا تھا کہ پھل پکنے کے قریب ہیں اور میدان سرسبز و شاداب ہو رہے ہیں۔ ان لوگوں نے کہا

محمد فاقبل" فقالوا له لم نفعل فقال سبحان الله
بلى والله لقد فعلتم، ثم قال ايها الناس، اذ
كرهتمونى انصرف عنكم الى مامنى من الارض -
فقال له قيس بن الاشعث ما ندرى ماتقول،
ولكن انزل على حكم نبى عمك فانهم لن يروك
الا ما تحب -
فقال لا والله لا اعطيهم بيدى اعطاء
الذليل ولا اقر اقرار العبيد، عباد الله انى
عذت بربى وربكم ان ترجمون اعوذ بربى وربكم
من كل متكبر لا يومن بيوم الحساب -

ومن خطبة له عليه السلام

متوكئا على قائم سيفه نادى باعلى صوته

انشدكم الله هل تعرفوننى ؟ قالوا نعم،
انت ابن رسول الله ص وسبطه ؛ قال انشدكم الله
هل تعلمون ان امى فاطمة بنت محمد قالوا
اللهم نعم قال انشدكم الله هل تعلمون

لـ ناسخ التواريخ

ہم نے نہیں لکھا۔ آپ نے فرمایا سبحان اللہ یقیناً خدا کی قسم تم ہی نے لکھا تھا۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا اے لوگو! اگر تم مجھے ناپسند کرتے ہو تو میں اس زمین کے کسی اور حصے کی طرف چلا جاؤں گا۔

قیس بن اشعث بولا آپ جو کہہ رہے ہیں وہ ہماری سمجھ میں نہیں آتا لیکن آپ اپنے چچا کی اولاد (یعنی یزید) کی تعمیل حکم کیجئے وہ آپ کے لیے وہی صورت سامنے لائیں گے جو آپ کی پسندیدہ خاطر ہوگی۔

آپ نے فرمایا نہیں خدا کی قسم نہیں میں ذلت کے ساتھ اپنا ہاتھ انھیں نہیں دوں گا نہ غلاموں جیسا اقرار کروں گا۔ بندگانِ خدا میں اپنے اور تمھارے پروردگار کی پناہ مانگتا ہوں ہر اس شخص سے جو متکبر اور روزِ حساب کا ایمان نہیں رکھتا۔

آپ کی ایک تقریر
جو آپ نے تلوار پر ٹیک لگا کر ارشاد فرمائی

میں تمھیں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ تم مجھے پہچانتے ہو نا! لوگوں نے کہا ہاں آپ پیغمبر کے فرزند اور اُن کے نواسے ہیں۔ آپ نے کہا تمھیں خدا کی قسم تم جانتے ہو نا کہ میری ماں فاطمہ بنت پیغمبر تھیں۔ لوگوں نے کہا ہاں ہم جانتے ہیں۔ آپ نے کہا تمھیں خدا کی قسم یہ بھی تم جانتے ہو نا کہ

ان ابی علی بن ابی طالب علیہ السلام قالوا اللھم
نعم قال انشدکم اللہ ھل تعلمون ان جدتی
خدیجۃ بنت خویلد، اول نساء ھذہ الامۃ اسلاما
قالوا اللھم نعم قال انشدکم اللہ ھل تعلمون
ان الطیار فی الجنۃ عمی قال اللھم نعم قال انشدکم اللہ
ھل تعلمون ان ھذا سیف رسول اللہ ص انا متقلدہ
قالوا اللھم نعم قال انشدکم اللہ ھل
تعلمون ان ھذہ عمامۃ رسول اللہ ص انا
لابسھا، قالوا اللھم نعم قال انشدکم اللہ
ھل تعلمون ان علیا کان اول القوم اسلاما
واعلمھم علما، واعظمھم حلما، وانہ ولی
کل مومن ومومنۃ قالوا اللھم نعم، قال
فبم تستحلون دمی وابی الذائد عن الحوض
یذود عنہ رجالا کما یذاد البعیر
الصادر عن الماء، ولواء الحمد فی ید ابی
یوم القیامۃ قالوا قد علمنا ذالک کلہ ونحن
غیر تارکیک حتی تذوق الموت عطشا۔

علی ابن ابی طالب میرے پدر بزرگوار ہیں لوگوں نے کہا ہاں ہم جانتے ہیں۔
آپ نے کہا تمھیں خدا کی قسم یہ بھی جانتے ہو نا کہ میری نانی خدیجہ بنت خویلد
ہیں جو اس امت میں سب سے پہلی اسلام لانے والی خاتون ہیں۔ لوگوں نے
کہا ہاں ہم جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا تمھیں خدا کی قسم یہ بھی تم جانتے ہو
کہ جناب جعفر طیار جو جنت میں محو پرواز ہیں میرے چچا ہیں۔ لوگوں نے کہا
ہاں ہم جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا تمھیں خدا کی قسم یہ بھی تم جانتے ہو کہ یہ
تلوار جو میں لگائے ہوں پیغمبر کی تلوار ہے۔ لوگوں نے کہا ہاں ہم جانتے ہیں۔
آپ نے فرمایا تمھیں خدا کی قسم یہ بھی جانتے ہو نا کہ یہ عمامہ جو میں پہنے ہوئے
ہوں پیغمبر کا عمامہ ہے۔ لوگوں نے کہا ہاں ہم جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا
تمھیں خدا کی قسم یہ بھی جانتے ہو نا کہ علی تمام لوگوں میں سب سے پہلے اسلام
لانے والے، سب سے زیادہ عالم، سب سے بڑے حلیم اور ہر مومن و مومنہ
کے مولیٰ تھے۔ لوگوں نے کہا ہم یہ بھی جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا تو پھر
کس وجہ سے مجھے ذبح کرنا تم نے جائز سمجھ لیا۔ حالانکہ میرے ہی باپ حوض کوثر
سے لوگوں کو ہنکانے والے ہیں جیسے چشمے سے لوٹتے ہوئے اونٹ ہنکائے
جاتے ہیں اور قیامت کے دن لواء حمد میرے باپ ہی کے ہاتھ میں ہوگا۔
لوگوں نے کہا ہم یہ سب باتیں جانتے ہیں لیکن ہم اس وقت تک آپ کو
نہ چھوڑیں گے جب تک تشنگی کے عالم میں آپ موت کا مزہ نہ چکھ لیں۔

ومن[١] خطبة له عليه السلام عقيب صلوٰة الصبح فی یوم عاشورا یحث اصحابه علی القتال

حمد الله واثنی علیه ، ثم قال ان الله سبحانه وتعٰ قد اذن فی قتلکم وقتلی فی هذا الیوم فعلیکم بالصبر والقتال -

ومن[٢] خطبة لهٗ (بالطف) فی التحذیر عن الدنیا

قالؑ بعد الحمد والثناء عباد الله اتقوا الله وکونوا من الدنیا علی حذر ، فان الدنیا لو بقیت لاحد وبقی علیها احد لکانت الانبیاء احق بالبقاء واولی بالرضاء وارضی بالقضاء غیر ان الله خلق الدنیا للبلاء وخلق اهلها للفناء فجدیدها بال ، ونعیمها مضمحل ، وسرورها مکفهر ، والمنزل بلغة ، والدار قلعة ، فتزودوا فان خیر الزاد التقوی ،

---

[١] اثبات الوصیة مسعودی [٢] تاریخ کبیر ابن عساکر

آپ کا ایک خطبہ جو آپ نے بروز عاشورا نماز صبح کے بعد ارشاد فرمایا جس میں اپنے اصحاب کو جنگ پر آمادہ فرمایا ہے

آپ نے پہلے حمد و ثنائے الٰہی ادا فرمائی اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ خداوند عالم نے آج کے دن تمہارے اور میرے قتل ہونے کا فیصلہ کر دیا ہے لہذا تمہارا فرض ہے کہ ثابت قدمی کے ساتھ دشمنوں کا مقابلہ کرو۔

آپ کا ایک خطبہ جو آپ نے ساحل فرات پر دنیا سے پرہیز کرنے کے متعلق ارشاد فرمایا

بعد حمد و ثنائے الٰہی آپ نے ارشاد فرمایا بندگانِ خدا! خدا سے ڈرو اور اس دنیا سے ہوشیار ہو۔ اگر یہ دنیا کسی کے لیے ہمیشہ باقی رہتی اور دنیا میں کوئی ہمیشہ باقی رہ سکتا تو انبیا ہمیشہ باقی رہنے کے زیادہ حقدار اور اس کے زیادہ مستحق تھے کہ ہر بات اُن کی مرضی کے مطابق ہو اور وہ سب سے زیادہ تقدیر کے فیصلے اپنی پسند کے مطابق پاتے مگر یہ کہ خدا نے اس دنیا کو بلا و مصیبت ہی کے لیے خلق کیا ہے اور اس دنیا کے لوگوں کو فنا ہو جانے کے لیے دنیا کی ہر نئی چیز کہنہ ہو جانے والی اور اس کی نعمتیں فرسودہ ہو جانے والی اس کی خوشی بس نمائشی خوشی ہے یہ ایک دوسری منزل کا پیش خیمہ اور ناقابلِ سکونت گھر ہے۔ لہذا اس دنیا سے زادِ راہ فراہم کر لو اور بہترین زادِ راہ تقویٰ ہے

واتقوا الله لعلكم تفلحون -

ومن كلام له عليه السلام

يامر اصحابه بالصبر ويرغبهم في الاخرة

وذالك لما اشتد الامر به نظر من كان معه، فاذا هو بخلا فهم لانهم كلما اشتد الامر تغيرت الوانهم وارتعدت فرائصهم ووجلت قلوبهم وكان[ع] وبعض من معه من خصائصه تشرق الوانهم وتهدى جوارحهم، وتسكن نفوسهم فقال بعضهم لبعض انظروا لا يبالى بالموت قال لهم صبرا نبى الكرام فما الموت الا قنطرة تعبر بكم عن البوس والضراء الى الجنان الواسعة والنعيم الدائمة فايكم يكره ان ينتقل من سجن الى قصر، وما هولاء عدائكم الا كمن ينتقل من قصر الى سجن وعذاب، ان ابى حدثنى عن رسول الله ان الدنيا سجن المومن وجنة الكافر والموت جسر

[ع] معانى الاخبار صدوق رح

خدا سے ڈرو امید ہے کہ تم فلاح پاؤ۔

آپ کا ارشاد گرامی جس میں آپ نے اپنے اصحاب کو صبر کی تلقین فرمائی ہے اور آخرت کا شوق دلایا ہے

اس کی تفصیل یہ ہے کہ جب آپ کی مصیبت انتہا کو پہنچ گئی تو آپ نے اپنے ہمراہیوں کی طرف نگاہ کی وہ آپ کی طرح مطمئن دل نہ تھے کیونکہ اُن پر جب سختی بڑھ جاتی تو اُن کے رنگ متغیر ہو جاتے، جوڑ بند کانپنے لگتے اور دل سہم جاتا اور خود امام اور آپ کے چند رفقاء جو آپ کی خصوصیات کے حامل تھے اُن کی کیفیت یہ تھی کہ اُن کے چہرے کا رنگ کھل جاتا دل مطمئن ہو جاتے اور نفس کو سکون ہوتا تھا۔ تو آپ کے بعض ساتھیوں نے دوسرے ساتھیوں سے کہا کہ امام کو دیکھو آپ کو موت کی پرواہی نہیں۔ امام نے اُن سے ارشاد فرمایا صبر سے کام لو اے شریفوں کی اولاد موت تو ایک پل ہے جس کے ذریعہ تم مصائب و شدائد جھیل کر وسیع جنت اور ہمیشہ رہنے والی نعمتوں تک پہنچ جاؤ گے تم میں کسے ناپسند ہے کہ وہ قید خانہ سے منتقل ہو کر قصر عالیشان میں پہنچ جائے۔ موت تمہارے دشمنوں کے لیے ایسی ہے جیسے کوئی قصر سے منتقل ہو کر قید خانہ عذاب میں پہنچ جائے۔ میرے والد ماجد نے پیغمبر خدا سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ دنیا مومن کا قید خانہ ہے اور کافر کی جنت ہے۔ اور موت مومنوں کو

هولاء الی جنانهم وجبر هولاء الی جحیمهم ما
کذبت ولا کذبت -

ومن[۱] خطبة له فی ذم اهل الکوفة
وهی مظهر ابائه وعظمة نفسه

حمد الله واثنی علیه وذکره بما هو اهله
وصلی علی محمد وعلی الملئکة والانبیاء والرسل،
فلم یر متکلم بلیغ مثله ، ثم قال تبا لکم
وترحا ایتها الجماعة ، احین استصرختمونا
والهین ، فاصرخناکم موجفین ، مستعدین،
سللتم علینا سیفا لنا فی ایمانکم وحششتم
علینا نارا قد اججناها علی عدوکم و
عدونا ، فاصبحتم البا علی اولیائکم ویدا
علیهم لاعدائکم بغیر عدل افشوه فیکم
ولا امل اصبح لکم فیهم الا الحرام من
الدنیا انالوکم وخسیس عیش طمعتم
فیه من غیر حدث کان منا

[۱] ناسخ التواریخ

جنت تک پہنچانے والا اور کافروں کو جہنم تک پہنچانے والا پل ہے۔ نہ میں جھوٹ کہتا ہوں اور نہ مجھ سے جھوٹ بتایا گیا ہے۔

کوفہ والوں کی مذمت میں آپ کی ایک تقریر
جو آپ کی غیرت وحمیت اور بلند کرداری کا آئینہ ہے

حمد وثنائے الٰہی اور پیغمبر اکرم اور دیگر انبیاء اور ملائکہ پر درود وسلام اس طرح ادا فرمایا جس طرح کسی فصیح وبلیغ متکلم سے اس کے پہلے نہیں سُنا گیا تھا۔ اس کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا۔ ہلاکت ومصیبت ہو تمھارے لیے اے لوگو۔ ارے جب خود ہی تم لوگوں نے بدحواس ہو کر ہم سے فریاد کی اور ہم پوری تیاری کے ساتھ دوڑتے ہوئے تمھاری فریاد کو پہنچے تو کل جو تلواریں تمھارے ہاتھوں میں ہماری حمایت کے لیے بلند تھیں آج انھیں تلواروں کو تم نے ہم پر کھینچا ہے اور کل جو آگ ہم نے اور تم نے مل کر اپنے مشترکہ دشمن کے لیے بھڑکائی تھی وہی آگ آج تم میرے لیے بھڑکا رہے ہو۔ دشمن کے دست وبازو بن کر آج تم اپنے ہی دوستوں پر ٹوٹ پڑے۔ حالانکہ تمھارے دشمنوں نے تمھارے ساتھ کوئی انصاف نہیں برتا اور نہ تم کو ان سے کسی منفعت ہی کی امید ہے۔ سوا اس کے کہ دنیا کی حرام چیزیں تم نے ان سے حاصل کی ہیں اور ذلیل عشرت کے سامان کی اُن سے لالچ کی ہے حالانکہ ہم سے تمھارے خلاف کوئی بات بھی رونما

ولا راى تفيل لنا، فهلا لكم الويلات، اذكرهتمونا وتركتمونا، تجهزتموها والسيف مشيم والجاش طامن والراى لما يستصحف ولكن اسرعتم اليها كطيرة الدبا، وتداعيتم اليها كتداعى الفراش فسحقا لكم يا عبيد الامة فانما انتم من طواغيت الامة وشذاذ الاحزاب ونبذة الكتاب ونفثة الشيطان، وعصبة الانام و محرفى الكتاب، مطفئ السنن، وقتلة اولاد الانبياء ومبيدى عترة الاوصياء وملحقى العهار بالنسب، موذى المومنين صراخ ائمة المستهزئين الذين جعلوا القرآن عضين و لبئس ما قدمت لهم انفسهم وفى العذاب هم خالدون وانتم ابن حرب واشياعه تعضدون، وعنا تخاذلون، اجل والله الخذل فيكم معروف وشجت عليه اصولكم وتازرت عليه فروعكم وثبتت عليه قلوبكم وغشيت صدوركم فكنتم اخبث ثمر شجى للناظر

نہیں ہوئی اور نہ ہمارے متعلق تمہارا عقیدہ غلط ثابت ہوا ہے۔ کیونکہ نہ تمہارے لیے بربادی وہلاکت ہو کہ تم نے ہمیں ناپسند کیا، ہمیں چھوڑ دیا، جنگ کی تیاریاں کیں حالانکہ ہماری تلواریں نیام میں تھیں دل تمہاری طرف سے مطمئن تھے تمہارے متعلق رائے بھی بدلی نہ تھی لیکن تم جنگ کے لیے یوں اُمڈ پڑے جس طرح ٹڈیوں کے دَل کے دَل اُمڈ پڑتے ہیں اور یوں ٹوٹ پڑے جس طرح پروانے (شمع پر) ٹوٹتے ہیں۔ اے لوگو ہلاکت و بربادی ہو تمہاری تم اُمت کے سرکش لوگوں میں سے ہو جماعت سے علیحدہ رہنے والے اور کتابِ خدا کو چھوڑ دینے والے شیطان کے سحر کا شکار، گنہگاروں کی ٹولی، کتاب خدا میں تحریف کرنے والے، سنتوں کو مٹانے والے، اولادِ انبیاء کو قتل کرنے والے، اوصیاء کی نسل کو ہلاک کرنے والے، زنا کی اولاد کو نسبی اولاد قرار دینے والے، مومنین کو اذیت دینے والے اور آیات الٰہی کے ساتھ تمسخر کرنے والی ٹولی کے سرغنہ کی مدد کرنے والے ہو جنھوں نے قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ بہت ہی بُری چیز اُن کے نفسوں نے اُن کے سامنے پیش کی ہے اور وہ عذاب میں ہمیشہ رہیں گے۔ تم حرب کے بیٹے اور اس کے پیروؤں کی مدد کر رہے ہو اور ہمارے ساتھ بیوفائی کر رہے ہو ہاں کیوں نہ ہو؟ تمہارا بیوفائی کرنا دنیا جانتی ہے اسی پر تمہارے جڑوں نے جگہ پکڑی اسی سے تمہاری شاخیں بارآور ہوئیں اسی پر تمہارے دل قائم اور اسی کو تمہارے سینے چھپائے ہوئے ہیں۔ تم بدترین پھل ہو دیکھنے والوں کیلئے

واکلة للغاصب الا لعنة الله علی الناکثین الذین
ینقضون الایمان بعد توکیدها وقد جعلتم الله
علیکم کفیلا فانتم واللہ ھم، الا وان الدعی
ابن الدعی قد رکز بین اثنتین ، بین السلة
والذلة ، وھیھات منا الذلة یابی اللہ ذالك
لنا ورسوله والمومنون ، جدود (حجور خ ل)
طابت وحجر طھرت انوف حمیه ونفوس ابیة
من ان تؤثر طاعة اللئام علی مصارع
الکرام ، الا قد اعذرت وانذرت، الاوانی
زاحف بھذہ الاسرۃ مع قلة العدد ، و
کثرۃ العدو ، وخذلان الناصر، وخذلة
الاصحاب ، ثم تمثل بابیات فروۃ بن
مسیك المرادی -

فان نهزم فهزامون قدما
وان نغلب فغیر مغلبینا
وما ان طبنا جبن ولکن
منایانا ودولة اخرینا

رنج واندوہ اور غاصب کے لیے لقمہ ہو۔ خدا کی لعنت ہو عہد و پیمان توڑنے
والوں پر جو عہد و پیمان استوار کرکے توڑ ڈالتے ہیں حالانکہ اپنے عہد و پیمان پر
خدا کو ضامن بھی بنا چکے تھے۔ تم لوگ خدا کی قسم وہی ہو۔ دیکھو! یہ حرامی کا
حرامی لڑکا (ابن زیاد) دو باتوں کے درمیان جم گیا ہے۔ یا تو مجھ پر تلوار کھینچے یا
مطیع بنا کر مجھے ذلیل کرے۔ اطاعت کی ذلت و خواری برداشت کرنا ہمارے
لیے ناممکن ہے۔ خداوند عالم اس کا رسول پاکیزہ گود، طیب و طاہر آغوش،
اونچی ناک، غیرت مند نفس ہمیں قطعاً اجازت نہیں دیتے کہ ہم شریفانہ
موت کو چھوڑ کر کمینوں کی اطاعت اختیار کریں۔ دیکھو! میں نے اپنا عذر بیان
کر دیا۔ تمھیں خدا کا خوف بھی دلایا۔ میں اپنے لوگوں کے ساتھ دراں حالیکہ
یہ تعداد میں بہت تھوڑے ہیں اور دشمن کی تعداد بہت زیادہ ہے، دوستوں نے
منہ چرا لیا ہے، احباب نے مدد سے دست کشی کر لی ہے (مگر ان سب کے باوجود)
میں مقابلہ کرکے رہوں گا۔ اس کے بعد آپ نے مثالاً فروہ بن مسیک مرادی
کے یہ اشعار پڑھے:۔

اگر آج ہم شکست کھا جائیں تو خیر پہلے تو ہم ہی شکست دیتے رہے ہیں

اور اگر آج ہم مغلوب ہو جائیں تو ہمیشہ ایسا نہیں ہوا ہے کہ مغلوب ہی ہوتے رہے ہوں

ہم میں کوئی بزدلی نہیں پیدا ہوئی ہے مگر ہماری موت کا وقت آگیا ہے

اور دوسروں کی قسمت میں اقتدار حاصل کرنا ہے

اذا ما الموت رفع عن اناس

كلاكله اناخ باخرينا

فافنى ذلكم سروات قومي

كما افنى القرون الاولينا

فلو خلد الملوك اذا خلدنا

ولو بقي الكرام اذا بقينا

فقل للشامتين بنا افيقوا

سيلقى الشامتون كما لقينا

ثم قال اما والله لا تلبثون بعدها الا كريث ما يركب الفرس حتى تدور بكم دور الرحى وتقلق بكم قلق المحور عهد عهده الى ابى عن جدي، فاجمعوا امركم وشركائكم ثم لا يكن امركم عليكم غمة ثم اقضوا الى ولا تنظرون ثم كيدوني جميعا فلا تنظرون، انى توكلت على الله ربي وربكم ما من دابة الا هو اخذ بناصيتها، ان ربي على صراط مسقيم، اللهم احبس عنهم

اگر موت کچھ لوگوں سے اپنا سینہ ہٹالے
تو دوسروں پر مسلّط ہو کر رہے گی
اسی موت نے ہماری قوم کے سرداروں کو فنا کیا
جس طرح اگلے زمانے کے لوگوں کو فنا کیا
اگر بادشاہ ہمیشہ زندہ رہے ہوتے تو ہم بھی زندہ رہتے
اگر شریف وعزت والے انسان ہمیشہ باقی رہے ہوتے تو ہم بھی باقی رہتے
جو ہماری موت پر خوش ہوتے ہیں ان سے کہدو کہ ہوش میں آؤ
ہماری موت پر خوش ہونے والے بھی اسی موت کا سامنا کرینگے جس کا ہم نے سامنا کیا ہے

اس کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس کے بعد خدا کی قسم تم بس اتنی ہی دیر ٹکنے پاؤ گے جتنی دیر گھوڑے پر سوار ہونے میں لگتی ہے یہاں تک کہ فوراً ہی چکی کی گردش تمھیں گردش دے گی اور چرخی کی طرح چکر میں ڈالے گی۔ میرے پدر بزرگوار میرے نانا سرورِ کائنات سے سُن کر مجھ سے اس کا وعدہ فرما چکے ہیں۔ "تو تم اور تمھارے شریک سب مل کر اپنا کام ٹھیک کر لو پھر تمھاری بات تم میں سے کسی پر مخفی نہ رہے پھر تمھارا جو جی چاہے میرے ساتھ کر گذرو اور مجھے دم مارنے کی بھی مہلت نہ دو میں تو صرف خدا ہی پر بھروسہ رکھتا ہوں جو میرا بھی پروردگار ہے اور تمھارا بھی اور روئے زمین پر جتنے چلنے والے ہیں سب کی چوٹی اسی کے ہاتھ میں ہے اس میں تو شک ہی نہیں کہ میرا پروردگار انصاف کی سیدھی راہ پر ہے"

قطر السماء وابعث عليهم سنين كسنى يوسف وسلط عليهم غلام ثقيف يسقيهم كاسا مصبرة، ولا يدع فيهم احدا الا قتله بقتلة وضربه بضربة ينتقم لى ولاوليائى واهل بيتى واشياعى، منهم فانهم غرونا وكذبونا وخذلونا، وانت ربنا عليك توكلنا واليك انبنا واليك المصير۔

ومن كلام لهٗ مخاطبا لاهل الكوفة

وهو يقاتل على رجليه

اعلى قتلى تحاثون اما والله لا تقتلون بعدى عبدا من عباد الله الله اسخط عليكم لقتله منى وايم الله انى لارجوان يكرمنى الله بهوانكم ثم ينتقم لى منكم من حيث لا تشعرون، اما والله ان لوقد قتلتمونى لقد القى الله باسكم بينكم، وسفك دمائكم ثم

سلہ تاریخ طبری جلد ۴

بار آلٰہا! ان سے بارش کے قطرے روک لے، ویسے ہی قحط سے ان کا سامنا کر جیسی قحط سالی حضرت یوسف کے زمانے میں ہوئی تھی، ان پر ثقیف کے نوجوانوں کو مسلط کر دے جو انھیں کڑوا جام پلا دے اور اس وقت تک انھیں نہ چھوڑے جب تک ان سے قتل کا بدلہ قتل کی صورت میں وار کا بدلہ وار کر کے نہ لے میرا اور میرے تمام انصار میرے اہل بیت میرے شیعوں کا ان سے انتقام لے کیونکہ انھوں نے ہمیں دھوکہ دیا ہمیں جھٹلایا، ہماری مدد سے گریز کیا تو ہی ہمارا پروردگار ہے اور تجھی پر ہم نے بھروسہ کیا ہے اور تیری ہی طرف ہم رجوع کرتے ہیں اور تیری ہی طرف ہماری بازگشت ہے۔

آپ نے اہل کوفہ سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا اور اس وقت آپ پیدل ہو کر جہاد فرما رہے تھے

ارے کیا میرے قتل پر باہم ایک دوسرے کو اُبھارتے ہو۔ خدا کی قسم مجھے قتل کرنے پر خداوند عالم جس قدر تم پر غضبناک ہوگا میرے بعد اور کسی بندے کے قتل پر اتنا غضبناک نہ ہوگا۔ قسم بخدا مجھے امید ہے کہ اللہ مجھے تمھیں ذلیل کر کے عزت بخشے گا پھر میرا انتقام بھی تم سے اس طرح لے گا جس کا تمھیں وہم و گمان بھی نہ ہو۔ خدا کی قسم اگر تم نے مجھے قتل کر دیا تو خداوند عالم اپنا قہر و دبدبہ اور غضب تم پر مسلط کر دے گا، تمھارا خون بہائے گا پھر کبھی تم سے

لا یرضی لکم حتی یضاعف لکم العذاب الالیم۔

ومن[۱] کلام له لما نظر الی کثرة من قتل من اصحابه قبض علی شیبته المقدسة

وقال اشتد غضب الله علی الیهود، اذ جعلوا له ولدا، واشتد غضبه علی النصاری اذ جعلوه ثالث ثلاثة، واشتد غضبه علی المجوس اذ عبدوا الشمس والقمر دونه، واشتد غضبه علی قوم اتفقت کلمتهم علی قتل ابن بنت نبیهم، اما والله لا اجیبهم الی شی مما یریدون، حتی القی الله، وانا مخضب بدمی ثم صاح اما من مغیث یغیثنا، اما من ذاب یذب عن حرم رسول الله[۲] فبکت النسوة وکثر صراخهن)۔

ومن[۱] دعائه علیه السلام فی یوم العاشر من المحرم لما صبحت الخیل رفع یدیه

وقال اللهم انت ثقتی فی کل کرب وانت

---

۱ لهوف ۵۲ تاریخ طبری جلد ۴

راضی نہ ہوگا اور تمھارے لیے دردناک عذاب دہ چند کردے گا۔

جب آپ نے کثرت سے اپنے اصحاب کو قتل ہوتے دیکھا تو اپنی ریش مقدس مٹھی میں لے کر ارشاد فرمایا

خداوند عالم یہودیوں پر بے حد غضبناک ہوا کیونکہ انھوں نے اس کے لیے لڑکا قرار دیا تھا۔ عیسائیوں پر بیحد غضبناک ہوا کیونکہ انھوں نے خداوند عالم کو تین میں کا تیسرا قرار دیا۔ مجوس پر بیحد غضبناک ہوا کیونکہ انھوں نے خداوند عالم کو چھوڑ کر آفتاب و ماہتاب کی پرستش کی۔ اب اس قوم پر شدید غضبناک ہوگا جنھوں نے اپنے پیغمبر کے نواسے کے قتل پر ایکا کرلیا۔ خدا کی قسم وہ جو مجھ سے چاہتے ہیں اس میں ایک بات بھی میں منظور نہ کروں گا یہاں تک کہ میں اپنے خون میں رنگا ہوا خداوند عالم سے ملاقات کروں اس کے بعد آپ نے باآواز بلند فرمایا کیا کوئی فریاد کو پہنچنے والا نہیں جو میری فریاد کو پہنچے کیا کوئی دشمنوں کو دفع کرنے والا نہیں جو حرم رسول سے دشمنوں کو دفع کرے

(امام کی اس فریاد پر اہل حرم کی صدائے گریہ و نالہ بلند ہوئی)

صبح عاشورا جب لشکر عمر سعد نے جنگ کا آغاز کیا ہے تو آپ نے دعا کے لیے ہاتھ اُٹھا کر عرض کیا

پالنے والے تجھ ہی پر ہر رنج و اندوہ میں میرا بھروسہ ہے، ہر سختی میں

رجائی فی کل شدة وانت لی فی کل امر نزل بی ثقة وعدة، کم من کرب یضعف فیه الفواد وتقل فیه الحیلة ویخذل فیه الصدیق ویشمت فیه العدو، انزلته بك وشکوته الیك، رغبة منی الیك عمن سواك ففرجته عنی وکشفته فانت ولی کل نعمة وصاحب کل حسنة ومنتهی کل رغبة۔

ومن کلام له علیه السلام

به ودع عیاله وامرهم بالصبر

قال علیه السلام استعدوا للبلاء، واعلموا ان الله حامیکم وحافظکم، وسینجیکم من شر الاعداء ویجعل عاقبة امرکم الی خیر ویعذب عدوکم بانواع العذاب ویعوضکم عن هذه البلیة بانواع النعم والکرامة فلا تشکوا ولا تقولوا بالسنتکم ما ینقص عن قدرکم۔

سه جلاء العیون مجلسی رح

توہی میری امیدوں کا مرکز ہے۔ جب بھی مجھ پر کوئی مصیبت پڑی توہی میرا آسرا اور (اس مصیبت سے بچنے کا) سامان رہا ہے۔ نہ جانے کتنے مصائب و آلام تھے جن میں دل کمزور، راہ چارہ و تدبیر مسدود ہوگئی، دوستوں نے ساتھ چھوڑ دیا، دشمنوں نے خوشیاں منائیں، میں نے ان مصائب و آلام میں گھر کر تیری طرف رجوع کی تجھ سے اپنا غم بیان کیا، تیرے ماسوا سے بے نیاز ہو کر تجھی سے آرزو مند ہوا اور تو نے وہ مصائب و آلام دُور کر دیے اُن کے گھیرے سے مجھے باہر نکال لایا توہی ہر نعمت کا مالک اور ہر نیکیوں ڈالا ہے توہی قبلۂ حاجات ہے۔

اُس وقت کا کلام جب آپ رخصتِ آخر کو خیمہ میں آئے ہیں اور اہل حرم کو صبر کی تاکید کی ہے

تو آپ نے ارشاد فرمایا مصیبتیں جھیلنے کے لیے تیار ہو جاؤ اور یہ جان لو کہ خدا تمھارا مددگار اور محافظ ہے اور وہ عنقریب تمھیں دشمنوں کے شر سے نجات دے گا اور تمھارا انجام کار بخیر کرے گا اور تمھارے دشمنوں کو طرح طرح کے عذاب میں مبتلا کرے گا اور اس مصیبت کے بدلے میں تمھیں قسم قسم کی نعمتیں اور عزت و شرف بخشے گا لہذا حرفِ شکایت زبان پہ نہ آئے اور نہ کوئی ایسی بات دہن سے نکلے جو تمھاری قدر و منزلت گھٹانے کی باعث ہو۔

الخطبة المنسوبة اليه التي قال فيها

ايه يا منتحلة دين الاسلام، ويا اتباع شر الانام، هذا آخر مقام اقرع به اسماعكم واحتج به عليكم زعمتم انكم بعد قتلي تتنعمون في دنياكم وتستظلون قصوركم، هيهات هيهات، ستحاطون عن قريب بما ترتعد به فرائصكم وترجف منه افئدتكم حتى لا يؤيكم مكان ولا يظلكم امان، وحتى تكونوا اذل من فرام الامة، وكيف لا تكونوا كذلك وقد اليتم على انفسكم ان تسفكوا دم رسول الله وتقتلوا ذريته وتظمأوا اصبيته وتوسروا نسوته، ولقد خيرتكم بين خلال ثلاث فابيتم، و منتكم شوكتكم، الى انقاد لطاغيتكم الملحد معاذ الله نفوس ابية وانوف حمية تقعدنا عن الدنية، وتنهض بنا في الغرالي ورود حياض المنية وما اشوقني الى اللحوق بهذه الفتية (و اشار بيده الى مصارع الاحبة) والوفاء بعهدي لربي فخذوا احذركم ثم كيدوني جميعا ولا تنظرون ثم الخطب و كلام

ایک اور خطبہ جو آپ کی طرف منسوب ہے، جس میں آپ ارشاد فرماتے ہیں

اے دین اسلام کی طرف اپنے کو جھوٹی نسبت دینے والو۔ اے بدترین خلائق کے پیرو۔ یہ آخری موقع ہے کہ میں تمھیں متنبہ کرتا ہوں اور تم سے احتجاج کرتا ہوں تم سمجھتے ہو کہ مجھے قتل کرنے کے بعد تم دنیا میں نعمتوں سے لذت اندوز ہو گے۔ اپنے محلات میں مقیم ہو گے۔ ناممکن ہے ناممکن۔ عنقریب تم ایسی آفتوں میں گھر جاؤ گے۔ جس سے تمھارے جوڑ بند کانپنے لگیں گے۔ تمھارے دل تھرا اٹھیں گے یہاں تک کہ تمھیں کہیں پناہ نہ ملے گی نہ کہیں ٹھکانا نصیب ہو گا۔ اور یہاں تک کہ تم امت کے ذلیل ترین لوگوں میں سے ہو جاؤ گے اور کیوں نہیں تم ویسے ہو گے جب تم نے جی میں قسم کھالی ہے کہ پیغمبر کا خون بہاؤ گے، اُن کی اولاد کو قتل کرو گے، اُنکے بچوں کو پیاس سے تڑپاؤ گے اور ان کی عورتوں کو قیدی بناؤ گے میں نے تمھارے سامنے تین باتیں پیش کیں کہ کسی ایک کو پسند کر لو مگر تم نے ایک بھی نہ مانی اور اپنی طاقت کی کثرت کے گھمنڈ میں رہ گئے۔ بھلا میں تمھارے بے دین پیشوا (یزید) کی اطاعت کروں؟ خدا کی پناہ غیرتمند نفس اونچی ناک ذلیل باتوں کے پاس ہمیں پھٹکنے بھی نہیں دیتیں اور عزت کے ساتھ ہمیں موت کے گھاٹ تک جانے پر آمادہ کرتی ہیں (پھر آپ نے اپنے انصار کی لاشوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا) مجھے اپنے ان نوجوانوں سے جلد مل جانے اور اپنے معبود سے کیے ہوئے وعدے کو پورا کرنے کا کتنا اشتیاق ہے۔ تم سوچ سمجھ لو پھر سب مل کر مجھ پر داؤں چلاؤ پھر مجھے ذرا بھی مہلت نہ دو۔

بلاغت الحسین علیہ السلام

حصّہ دوم

امام حسینؑ کے خطوط و مراسلات

باسمه سبحانه

الباب الثانی

فی کتب مولانا السبط الشهید الحسین بن علیؑ

کتابه علیه السلام جوابا عن کتاب اهل البصرة الیه، یسئلون عن الصمد

بسم الله الرحمن الرحیم - اما بعد فلا تخوضوا فی القرآن ولا تجادلوا فیه بغیر علم، فقد سمعت جدی رسول الله یقول من قال فی القرآن بغیر علم فلیتبوء مقعده من النار، وان الله سبحانه قد فسر الصمد فقال الله الصمد، ثم فسره فقال لم یلد ولم یولد، ولم یکن له کفوا احد، لم یلد، لم یخرج منه شیء کثیف کالولد

سله توحید الصدوق

باسمہ سبحانہ

باب دوم

حضرت سیّد الشہداء کے مکتوبات

اہل بصرہ نے "صمد" کی تفسیر دریافت کی تو آپ نے جواب میں تحریر فرمایا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ دیکھو قرآن میں دخل نہ دو نہ بغیر علم کے اس میں بحث و مباحثہ کرو۔ کیونکہ میں نے اپنے نانا پیغمبر خداؐ کو یہ کہتے سُنا ہے کہ "جو شخص بغیر علم کے قرآن کے متعلق لب کشائی کرے وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔" خداوند عالم نے لفظ صمد کی خود تفسیر فرمادی ہے۔ خداوند عالم کا ارشاد ہے اللہ الصمد پھر اس لفظ صمد کی تفسیر اپنے بعد کے اس جملہ سے فرمائی لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفواً احدٌ۔ نہ تو اس سے کوئی پیدا ہوا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا ہے۔ نہ اس کا کوئی ہمسر ہے لم یلد کسی کو پیدا نہیں کرتا یعنی اس سے نہ تو کوئی ٹھوس چیز برآمد ہوتی ہے جیسے لڑکا لڑکی

وسائر الاشياء الكثيفة التى تخرج من المخلوقين، ولا شى لطيف كالنفس، ولا يتشعب منه البدوات كالسنة، والنوم، والخطرة والهم، والحزن والبهجة والضحك والبكاء، والخوف والرجاء والرغبة والسأمة والجوع، والشبع، تعالى ان يخرج منه شى وان يتولد منه شى كثيف اولطيف، ولم يولد، ولم يتولد من شى ولم يخرج من شى كما يخرج الاشياء الكثيفة من عناصرها، كالشى من الشى، والدابة من الدابة، والنبات من الارض، والماء من الينابيع والثمار من الاشجار ولا كما يخرج الاشياء اللطيفة من مراكزها، كالبصر من العين والسمع من الاذن والشم من الانف والذوق من الفم، والكلام من اللسان والمعرفة والتميز من القلب وكالنار من الحجر، لا بل هو الله الصمد الذى لا من شى ولا فى شى ولا على شى مبدع الاشياء وخالقها ومنشئ الاشياء بقدرته، يتلاشى ماخلق للفناء بمشيته ويبقى ماخلق للبقاء بعلمه

یا اور دیگر مادی چیزیں جو عموماً مخلوقات سے پیدا ہوتی رہتی ہیں اور نہ کوئی لطیف چیز اس سے برآمد ہوتی ہے جیسے نفس اور نہ عارضی حالات اُس میں نمودار ہوتے ہیں جیسے اونگھنا، سونا، اندیشہ، تصور، رنج، غم، خوشی، ہنسنا، رونا، ڈر، امید، رغبت، تھکن، بھوک کا ہونا، شکم سیر ہونا۔

خداوند عالم بزرگ و برتر ہے کہ اس سے کوئی چیز خارج ہو اور ٹھوس یا لطیف چیز اس سے متولد ہو ولم یولد یعنی کسی چیز سے پیدا نہیں ہوا کسی شے سے نکلا نہیں جیسے اور دیگر ٹھوس چیزیں اپنے عناصر سے متولد ہوتی ہیں چیز چیز سے، چوپایہ چوپایہ سے، نبات زمین سے، پانی چشموں سے، پھل درختوں سے اور نہ اس طرح کسی چیز سے برآمد ہوا جس طرح لطیف چیزیں اپنے مرکزوں سے برآمد ہوتی ہیں جیسے نگاہ آنکھوں سے، سماعت کانوں سے، سونگھنا ناک سے، چکھنا منہ سے، بات زبان سے، معرفت و شناخت دل سے یا آگ پتھر سے۔ (خدا لطیف و کثیف کسی چیز سے متولد نہیں ہوا) بلکہ وہ اللہ الصمد ہے جو نہ تو کسی چیز سے ہے نہ کسی چیز میں ہے نہ کسی چیز پر ہے۔ اشیاء کا ایجاد کرنے والا اور اُن کا خالق ہے۔ اپنی قدرت و اختیار سے چیزوں کو خلق کرتا ہے۔ جن چیزوں کو اس نے فنا ہو جانے کے لیے پیدا کیا ہے وہ اس کی مشیت سے نابود ہو جاتی ہیں اور جن چیزوں کو رہنے کے لیے پیدا کیا وہ اس کے علم کے سبب

فخذ الكم الله الصمد الذى لم يلد ولم يولد عالم الغيب والشهادة الكبير المتعال ولم يكن له كفوا احد -

(٢) كتابه[١] عليه السلام جوابا لما كتب اليه الحسن البصرى يسئله عن القدر

فاتبع ما شرحت لك فى القدر مما افضى الينا اهل البيت فانه من لم يومن بالقدر خيره وشره كفر ومن حمل المعاصى على الله جل وعز فقد افترى على الله افتراء عظيما ان الله تبارك وتعالى لا يطاع باكراه ولا يعصى بغلبة ولا يهمل العباد فى الحكمة لكنه المالك لما ملكهم والقادر لما عليه اقدرهم، فان ائتمروا بالطاعة لم يكن الله صادا عنها مبطئا، وان ائتمروا بالمعصية فشاء ان يمن عليهم فيحول بينهم وبين ما ائتمروا به فعل وان لم يفعل، فليس هو حملهم عليها قسرا

[١] فقه الرضا

باقی رہتی ہیں۔ پس یہی تمھارا خدا ہے بے نیاز ہے جو نہ کسی چیز کو پیدا کرتا ہے نہ کسی چیز سے پیدا ہوا، حاضر و غائب کا جاننے والا بزرگ و برتر ہے کوئی اس کا ہمسر نہیں۔

(۳) آپ کا مکتوب حسن بصری کے نام

انھوں نے قدر کے متعلق سوال کیا تھا اسکے جواب میں آپ نے تحریر فرمایا

دیکھو پیروی کرو اس کی جو میں تمھیں قدر کے متعلق لکھتا ہوں اس علم سے جو ہم اہلبیت تک پہنچا ہے اسلیے کہ جو شخص اچھی اور بُری ہر قسم کی تقدیر پر ایمان نہ لائے وہ کافر ہے۔ اور جو گناہوں کی ذمہ داری اللہ پر قرار دے اس نے خدا پر بہت بڑا بہتان باندھا۔ خداوند عالم کی اطاعت زبردستی سے نہیں ہوتی اور نہ نافرمانی خدا کے مقابلہ میں غالب آنے کے بنا پر ہوتی ہے اور نہ وہ اپنی حکمت سے اپنے بندوں کو مطلق العنان چھوڑتا ہے بلکہ وہ مالک ہے اس کا بھی جسے اس نے ان کی ملکیت میں دیا ہے اور قادر ہے اس پر بھی جسے اس نے ان کی قدرت میں رکھا ہے لہذا اگر وہ اس کے احکام کی اطاعت کرنا چاہیں تو اللہ اس سے روکنے والا یا دیر کرنے والا نہ ہوگا اور اگر گناہ کرنا چاہیں تو اس وقت اگر وہ چاہے کہ اپنے احسان سے کچھ موانع پیدا کر کے اُن کو اُن کے ارادہ کیے ہوئے گناہ سے باز رکھے تو ایسا کر دیتا ہے لیکن اگر ایسا نہ کرے تب بھی اُن کے گناہ کا باعث

ولا كلفهم جبرا بتمكينه اياهم بعد اعذاره وانذاره لهم، واحتجاجه عليهم طوقهم ومكنهم وجعل لهم السبيل الى اخذ ما اليه دعاهم وترك ما عنه نهاهم جعلهم مستطيعين لاخذ ما امرهم به من شي غير اخذيه، ولترك ما نهاهم عنه من شي غير تاركيه والحمد لله الذى جعل عباده اقوياء لما امرهم به ينالون بتلك القوة وما نهاهم عنه وجعل العذر لمن لم يجعل له السبيل حمدا منقبلا، فانا على ذالك اذهب وبه اقول والله وانا واصحابى ايضا عليه وله الحمد۔

(٣) كتابه[١] عليه السلام جوابا لما كتب اليه معاوية يعيره فى تزويجه عليه السلام جاريه بعد ما اعتقها

امابعد فقد بلغنى كتابك وتعييرك اياى،

[١] زہر الاداب قیروانی

اور مجبور کرنے والا وہ نہ ہوگا۔ اور نہ یہ کہ اس نے زبردستی اس کا مرتکب کیا ہوگا بلکہ قدرت دینے کے ساتھ انھیں پورے طور پر اچھا بُرا بتانے اور حجت تمام کرنے کے بعد اس نے انھیں اپنے افعال پر طاقت دی ہے اور اُن کے لیے راستہ کُھلا رکھا ہے اس کا کہ یہ اس عمل کو اختیار کریں جس کی طرف اس نے اپنی دعوت دی ہے اور اُسے ترک کریں کہ جس سے اس نے انھیں منع کیا ہے انھیں پورے طور پر قادر بنایا ہے اُن اعمال کے کرنے پر جن کا انھیں حکم دیا تھا چاہے یہ انھیں بجا نہ لائیں اور اُن چیزوں کے ترک پر جن سے انھیں منع کیا ہے چاہے یہ انھیں ترک کریں نہیں۔ اور مسلسل و متصل حمد ہے اس اللہ کے لیے جس نے اپنے بندوں کو طاقت دے رکھی ہے اپنے احکام کی تعمیل پر اور اسی طاقت سے (جب چاہتے ہیں) وہ تعمیل کرتے ہیں اور احکام کی مخالفت پر بھی طاقت دی ہے اور جس کے لیے راستہ تعمیل احکام کا موجود ہی نہ ہو اُسے تو معذور قرار دیا ہے (وہ مکلف ہی نہیں ہے)۔ یہی میرا مسلک ہے اور بخدا اسی کا میں قائل ہوں اور میں اور میرے تمام اصحاب بحمداللہ اسی پر قائم ہیں۔

(۳) آپ نے ایک کنیز کو آزاد کرکے اس سے عقد کر لیا تھا اس پر معاویہ نے اعتراض کرتے ہوئے آپ کو ایک خط لکھا جسکے جواب میں آپ نے تحریر فرمایا

تمھارا نوشتہ مجھے ملا جس میں تم نے مجھ پر اعتراض کیا ہے کہ میں نے

بانى تزوجت مولاتى، وتركت اكفائى من قريش فليس فوق رسول الله منتهى فى شرف، ولا غاية فى نسب، وانما كانت ملك يمينى خرجت عن يدى بامر التمست فيه ثواب الله ثم ارتجعتها على سنة نبيه وقد رفع الله بالاسلام الخسيسة ووضع عنا به النقيصة فلا لوم على امرء مسلم الا فى امرما ثم وانما اللوم لوم الجاهلية۔

(٤٢) كتابه عليه السلام فى الشؤون العامة جوابا عن كتاب معاوية اليه

اما بعد فقد بلغنى كتاب، تذكر فيه انه انتهت اليك عنى امور، انت لى عنها راغب، وانا بغيرها عندك جدير وان الحسنات لا يهدى لها، ولا يسدد اليها الا الله وأما ما ذكرت انه رقى اليك عنى، فانه انما رقاه

لـه الامامة والسياسة ابن قتيبه

اپنی آزادکردہ کنیز سے عقد کرلیا اور قریش میں سے کسی برابر کی لڑکی سے شادی نہ کی، تو ظاہر ہے رسول کی قرابت سے بڑھ کر (جو کہ مجھے حاصل ہے) نہ تو کوئی شرف ہے نہ اس کے برابر نسب کی کوئی منزل ہے۔ وہ پہلے میری کنیز تھی جسے میں نے ثوابِ خدا حاصل کرنے کے لیے آزاد کرکے اپنی ملکیت سے نکال دیا پھر میں نے پیغمبر کی سُنّت پر عمل کرتے ہوئے (عقد کرکے) اسے اپنے پاس پلٹا لیا۔ خداوند عالم نے اسلام کے ذریعہ ہر پستی کو بلندی بخش دی ہے اور اسی اسلام کے ذریعہ ہم (مسلمانوں) سے ہر کمی کو دُور کر دیا ہے لہٰذا مردِ مسلمان اسی وقت مستحقِ ملامت ہے جبکہ اس سے کسی گناہ کا ارتکاب ہو۔ ذلیل و گھٹیا اور بڑی کمینگی تو یہ ہے کہ مسلمان ہوکر کوئی جاہلیت کی ذہنیت پر برقرار رہے۔

(۱۴) آپ کا مکتوب معاویہ کے خط کے جواب میں عام ملکی معاملات کے متعلق

مجھے تمھارا خط ملا جس میں تم نے لکھا ہے کہ میرے متعلق تمھیں کچھ خبریں پہنچی ہیں جنھیں تم میرے لیے ناپسند کرتے ہو اور اگر یہ باتیں مجھ سے ظہور میں نہ آتیں تو تمھارے نزدیک زیادہ بہتر تھا حالانکہ حقیقت امر یہ ہے کہ نیکیوں کی ہدایت کرنے والا اور اپنی توفیق شامل حال کرنے والا صرف خداوند عالم ہے اور تم نے یہ جو لکھا ہے کہ تم تک میرے متعلق یہ باتیں پہنچی ہیں تو معلوم ہونا چاہیے

اليك الملاقون المشاؤون بالنميمة، المفرقون بين الجمع، وكذب الغاوون، ما اردت لك حربا، ولا عليك خلافا، واني لاخشى الله في ترك ذالك منك ومن الاعذار فيه اليك، والى اوليائك القاسطين الملحدين، حزب الظلمة واولياء الشياطين الست القاتل حجر بن عدي اخا كندة واصحابه المصلين العابدين، كانوا ينكرون الظلم ويستفظعون البدع ويامرون بالمعروف وينهون عن المنكر ولا يخافون في الله لومة لائم ثم قتلتهم ظلما وعدوانا من بعد ما اعطيتهم الايمان المغلظة والمواثيق الموكدة جراءة على الله واستخفافا بعهده، اولست قاتل عمرو بن الحمق صاحب رسول الله العبد الصالح الذي ابلته العبادة فنحل جسمه واصفر لونه فقتلته بعد ما امنته واعطيته من العهود ما لو فهمه العصم لنزلت من رؤوس الجبال اولست بمدعي زياد بن سمية المولود على فراش عبيد ثقيف،

کہ یہ باتیں تم تک چغلخور پھوٹ ڈالنے والے، جھوٹے، گمراہ لوگوں ہی نے پہنچائی ہیں، میرا تم سے جنگ کا کوئی ارادہ نہیں ہے اور نہ تم سے مخالفت کرنے کا (ابھی تک) قصد کیا ہے۔ اگرچہ ایسا نہ کرنے کی وجہ سے میں خدا سے ڈرتا ہوں (کہ وہ مجھ سے جواب طلب نہ کرے) کہ میں نے تمھارے مقابلے میں اور تمھارے ان ستمگار اور لامذہب ساتھیوں کے مقابلہ میں جو ظالموں کا جتھا اور شیطانوں کے پیرو ہیں پوری پوری امکانی کوشش کیوں نہ کرلی۔ کیا تم حجر بن عدی کے جو قبیلہ کندہ سے تھے اور ان کے عبادت گذار نمازی اصحاب کے قاتل نہیں ہو جو ظلم سے انکاری اور بدعتوں کے مخالف تھے امر بالمعروف کرتے تھے اور بُری باتوں سے روکتے تھے اور خدا کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرتے تھے۔ پھر تم نے انھیں سخت قسم کے عہد و پیمان کرنے اور ٹھوس وعدے کرنے کے باوجود خدا پر جرأت کرکے اور اس کے عہد کو خفیف سمجھ کر محض ازراہ ظلم وجور شہید کر ڈالا۔ کیا تم عمرو بن حمق کے قاتل نہیں ہو جو رسول کے صحابی اور نیکو کار اللہ کے بندے تھے جنھیں عبادت نے اتنا لاغر کر دیا تھا کہ اُن کا جسم کاہیدہ اور اُن کا رنگ زرد ہو گیا تھا تم نے انھیں امان دینے کے بعد ایسے سخت و شدید وعدے کرنے کے بعد کہ اگر ایسے وعدے بز کوہی سے کیے جائیں تو وہ بھی پہاڑ چھوڑ کر نیچے اُتر آئے قتل کیا۔ کیا تم نے زیاد بن سمیہ کو جو ثقیف کے غلام کے گھر پیدا ہوا تھا بھائی نہیں بنایا

فزعمت انه ابن ابيك ، وقد قال رسول الله ص
الولد للفراش وللعاهر الحجر ، فتركت سنة
رسول الله ص تعمدا او تبعت هواك بغير
هدى من الله ثم سلطته على اهل الاسلام ،
يقتلهم ويقطع ايديهم وارجلهم ،
ويسمل اعينهم ويصلبهم جذوع النخل
كانك لست من هذه الامة وليسوا منك
اولست قاتل الحضرميين الذين كتب
اليك فيهم زياد انهم على دين علي فكتبت
اليه ان اقتل كل من كان على دين
علي فقتلهم ومثل بهم بامرك
ودين علي هو دين ابن عمه ص الذي
اجلسك مجلسك الذي انت فيه ولولا
ذالك لكان شرفك وشرف آبائك
تجشم الرحلتين رحلة الشتاء والصيف ،
وقلت فيما قلت ، انظر لنفسك ولدينك
ولامة محمد ص افضل من ان اجاهدك

اور یہ دعویٰ نہیں کیا کہ وہ تمھارے باپ کا بیٹا ہے حالانکہ پیغمبر فرما چکے تھے کہ لڑکا شوہر کے لیے ہے اور زناکار کے لیے سنگساری ہے۔ تم نے عمداً شریعت پیغمبر سے گریز کیا اور اپنی خواہش کی پیروی کی اور اس میں خدا کی طرف سے تم بالکل ہدایت پر نہیں تھے پھر (اسی پر تم نے بس نہ کی بلکہ) اس زیاد کو تم نے مسلمانوں پر مسلط کر دیا کہ وہ انھیں قتل کرے، ان کے ہاتھ پیر کاٹے۔ ان کی آنکھوں میں سلائیاں پھروائے اور درخت خرما پر پھانسی چڑھائے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے تم اس امت سے ہو ہی نہیں اور نہ یہ امت اسلام تم سے کوئی سروکار رکھتی ہے۔ کیا تم نے حضرمی جماعت کو قتل نہیں کیا جس کے متعلق زیاد نے تمھیں لکھا تھا کہ وہ علی کے دین پر ہیں تو تم نے زیاد کو لکھا کہ جو بھی علی کے دین پر ہو اسے قتل کر ڈالو۔ تمھارے حکم کی بنا پر اس نے سب کو قتل کر ڈالا اور تمھارے حکم کی وجہ سے اس نے اُن کا مثلہ کیا (ہاتھ پیر کاٹے) حالانکہ علی کا دین بعینہٖ محمد مصطفیٰ کا دین ہے وہ محمد مصطفیٰ جن کی وجہ سے آج تم اس جگہ پر بیٹھے ہو اگر وہ نہ ہوتے تو تمھاری اور تمھارے آباد اجداد کی عزت بس پھیریاں لگاتی ہوتی جاڑے کی پھیری اور گرمی کی پھیری اور تم نے اپنے خط میں یہ بھی لکھا ہے کہ آپ ذرا اپنے اور اپنی مذہبی ذمہ داریوں کے متعلق خوب غور کرلیں۔ اور میں نے خوب غور کیا تو اپنے لیے اور اپنے مذہبی مفاد اور امت حضرت محمد مصطفیٰ کے لیے اس سے بہتر کچھ نظر نہیں آتا کہ جہاں تک ہو سکے

فان فعلت فانه قربة الى الله وان تركته
فانى استغفر الله لدينى واسئله توفيقه
لارشاد امرى وقلت فيما قلت انى ان
انكرتك تنكرنى وان اكدك تكدنى فكدنى
ما بدالك، فانى ارجوان لا يضرنى كيدك،
وان لا يكون على احد اضر منه على نفسك،
لانك قد ركبت جهلك وتحرصت على نقض
عهدك، ولعمرى ما وفيت بشرط ولقد
نقضت عهدك بقتل هؤلاء النفر الذين
قتلتهم بعد الصلح والايمان والعهود
والمواثيق فقتلتهم من غيران يكونوا
قاتلوا وقتلوا ولم تفعل بهم
الا لذكرهم فضلنا وتعظيمهم
حقنا فقتلتهم مخافة امر لعلك
لولم تقتلهم مت قبل ان
يفعلوا او ماتوا قبل ان يدركوا،
فابشر يا معاوية بالقصاص واستيقن

میں تمھارا مقابلہ کروں۔ اب اگر میں نے ایسا کیا تو میرے لیے رضائے الٰہی کا ذریعہ ہوگا اور اگر اسے ترک کیا تو پھر خدا سے مجھے اپنے مذہبی فرض کی بنا پر طالب مغفرت ہونا پڑے گا اور اسی سے میری درخواست ہے کہ وہ مجھے صحیح طریقۂ کار کے اختیار کرنے کی توفیق عطا کرے اور تم نے اپنے سلسلۂ کلام میں مجھے دھمکایا ہے کہ اگر میں تم سے مخالفت کروں گا تو تم بھی مجھ سے مخالف ہو جاؤ گے اور میں تمھارے مقابلہ میں تدبیر کروں گا تو تم بھی تدبیر کرو گے۔ اچھا تو تم جو چاہو میرے خلاف تدبیر کر لو مجھے امید ہے کہ تمھاری تدبیروں سے مجھے کوئی نقصان نہ پہنچے گا اور سب سے زیادہ ان کا نقصان خود تم ہی کو ہوگا۔ اسلیئے کہ تم جہالت کی سواری پر سوار ہو اپنے عہد کے توڑنے کی فکر میں ہو اور مجھے اپنی زندگی کی قسم ہے کہ تم نے ایک شرط بھی پوری نہیں کی ہے اور تم اپنا عہد توڑ چکے ہو ان لوگوں کو قتل کر کے جو تمھارے ساتھ مصالحت کر چکے تھے اور جن کے لیے امان دیئے جانے کی قسمیں اور عہد و پیمان ہو چکے تھے تم نے انھیں قتل کر ڈالا بغیر اس کے کہ وہ جنگ کرتے اور کسی کو قتل کرتے اور تم نے یہ سلوک ان سے صرف اس جرم میں کیا کہ وہ ہمارے فضائل بیان کرتے تھے اور ہمارے حقوق کا احترام کرتے تھے۔ تو تم نے انھیں قتل کر ڈالا صرف ایسے خطروں کے تو ہمات کی بنا پر جو اگر تم انھیں قتل نہ کرتے تو شاید تمھاری زندگی میں وہ خطرات در پیش نہ آتے یا ممکن ہے کہ اس قسم کے اقدامات سے پہلے وہ ہی مر جاتے۔ اب تمھیں مبارک ہو کہ ان کا قصاص تم سے ضرور لیا جائے گا

بالحساب، واعلم ان لله تعالی کتابا لا یغادر صغیرة ولا کبیرة الا احصٰها، ولیس الله بناس لاخذك بالظنة وقتلك اولیائه علی التهم ونفیك اولیائه من دورهم الی دار الغربة واخذك للناس ببیعة ابنك غلام حدث یشرب الشراب یلعب بالکلاب، ما اراك الا قد خسرت نفسك وتبرئت دینك وغششت رعیتك واخربت اما نتك وسمعت مقالة السفیه الجاهل و اخفت الورع التقی والسلام۔

(۵) کتابه لرجل من اهل الکوفة بعد ما کتب الیه یا سیدی اخبرنی بخیر الدنیا والاخرة

بسم الله الرحمن الرحیم اما بعد فان من طلب رضی الله بسخط الناس کفاه الله امور الناس ومن طلب رضی الناس بسخط الله وکله الله الی الناس والسلام۔

---

٥٤ بحار الانوار جلد ١٧

اور تمھیں آخرت میں باز پرس کا یقین رکھنا چاہیے اور معلوم ہونا چاہیے کہ خداوند عالم کی طرف سے ہر شخص کا ایک اعمال نامہ مرتب ہوتا رہتا ہے جس میں کوئی چھوٹا بڑا کام ایسا نہیں ہوتا جو درج نہ ہو۔ اور خدا فراموش نہیں کرے گا تمھارے اُن افعال کو کہ تم نے لوگوں کو صرف بدگمانیوں کی بناء پر گرفتار کیا اور دوستان خدا کو بے بنیاد الزامات پر قتل کیا اور انھیں اُن کے گھروں سے جلاوطن کر کے پردیس میں پہنچایا اور لوگوں کو اپنے اس گمراہ لڑکے کی بیعت پر مجبور کیا جو شراب خوار اور کتوں سے کھیلنے والا ہے۔ میں تو یہی سمجھتا ہوں کہ تم نے اپنے کو بڑے خسارے میں مبتلا کر رکھا ہے اور اپنے دین کو تباہ و برباد کر دیا ہے اور اپنی رعایا سے کھوٹ کی ہے اور اپنے امانتداروں کو رُسوا کر دیا ہے اور جاہل احمقوں کی باتوں پر عمل کیا ہے اور متقی و پرہیزگار افراد کو خوف و دہشت میں مبتلا کیا ہے۔

(۵) اہل کوفہ میں سے ایک شخص نے آپ کو لکھا کہ مولا مجھے دُنیا و آخرت کی بھلائی بتائیے اسکے جواب میں آپ نے تحریر فرمایا

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جو شخص لوگوں کو ناخوش کر کے خدا کی خوشنودی چاہے تو خداوند عالم اُس کو لوگوں کی امداد سے بے نیاز کر دے گا۔ اور جو خدا کو ناراض کر کے لوگوں کو خوش رکھنا چاہے خدا اُسے لوگوں ہی کے حوالہ کر دے گا (اور اپنی توفیق و تائید سلب کرلے گا)

(٦) كتابه[١] جوابا لما كتب اليه رجل عظني بحرفين فيهما خير الدنيا والاخرة

من حاول امرا بمعصية الله تعـ كان افوت لما يرجوا واسرع لمجيئ مايحذر -

(٧) كتابه[٢] الى اخيه الحسنؑ في موضوع اعطاء الشعراء

انت (اعلم مني خ ل) بان خير المال ماوقى (ماصين خ ل) به العرض -

(٨) كتابه[٣] عند توجهه الى العراق وهو جواب كتاب كتب اليه عمرو بن سعيد[١].

امابعد فانه لم يشاق الله ورسوله من دعا الى الله

---

[١] وكان كتاب عمرو بن سعيد اليه بسم الله الرحمن الرحيم من عمرو بن سعيد الى الحسين بن عليؑ امابعد فاني اسأل الله ان يصرفك

---

[١] بحار الانوار جلد ١٧ [٢] تاريخ كبير ابن عساكر [٣] مقتل خوارزمي

(۶) ایک شخص نے آپ کو لکھا کہ ہمیں دو حرفوں سے نصیحت فرمائیے اور انھیں دونوں حرفوں میں دنیا و آخرت کی بھلائی آجائے

آپ نے تحریر فرمایا۔ جو شخص خدا کی نافرمانی کر کے کوئی کام کرنا چاہے تو جس چیز کے ملنے کی امید رکھتا ہے وہ نہ ملے گی اور جس چیز سے ڈرتا ہے (اور چاہتا ہے کہ اس کا سامنا نہ کرنا پڑے) وہ بہت جلد پیش آئے گی۔

(۷) آپ کا ایک خط امام حسنؑ کے نام جس میں آپ نے شعراء کو عطیہ و بخشش دینے کے متعلق تحریر فرمایا ہے

آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں کہ مال وہی اچھا ہے جس سے آبرو کی حفاظت ہو۔

(۸) جب آپ عراق تشریف لے جا رہے تھے تو عمرو بن سعید نے[1] ایک خط آپ کو لکھا آپ نے اسکے جواب میں تحریر فرمایا

جو شخص خدا کی طرف دعوت دے اور عمل صالح کرے اور یہ کہے کہ میں مسلمان ہوں

---

[1] عمرو بن سعید کے خط کا ترجمہ یہ ہے:۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ عمرو بن سعید کی طرف سے حسین بن علی کی خدمت میں۔ میں خداوند عالم سے دست بہ دعا ہوں کہ جس چیز میں آپ کی ہلاکت ہے (باقی صفحہ ۱۵۹ پر)

عز وجل وعمل صالحا، وقال انني من المسلمين، وقد
دعوت الى الامان والبر والصلة فخير الامان امان الله
ولن يومن الله يوم القيامة من لم يخفه فى الدنيا
فنسئل الله مخافة فى الدنيا توجب لنا امانه
يوم القيامة فان كنت نويت بالكتاب صلتى وبرى
فجزيت خيرا فى الدنيا والاخرة والسلام

(٩) كتابه عليه السلام المحتوى على وصية لاخيه محمد بن الحنفية لما عزم على المسير الى العراق

بسم الله الرحمن الرحيم هذا ما اوصى به الحسين
بن على ابن ابيطالب الى اخيه محمد المعروف بابن الحنفية ان الحسين

(بقيه صفحه ١) عما يوبقك وان يهديك لما يرشدك بلغنى انك قد
توجهت الى العراق وانى اعيذك بالله من الشقاق فانى اخاف
عليك فيه الهلاك وقد بعثت اليك عبد الله بن جعفر ويحيى بن سعيد
فاقبل الى معهما فان لك عندى الامان والصلة والبر وحسن الجوار
لك الله على بذالك شهيد وكفيل ومراع ووكيل
والسلام عليك -

(١) ناسخ التواريخ

تو وہ خدا اور رسول کا مخالف ہرگز سمجھا نہیں جا سکتا - تم نے مجھے امان، سلوک، صلہ رحم کی طرف دعوت دی تو امان تو خدا ہی کی بہتر ہے خدا قیامت کے دن ہرگز اس شخص کو امان نہ دے گا جو دنیا میں خدا سے ڈرتا نہ رہا ہم خدا سے دعا کرتے ہیں کہ ہم دُنیا میں اس سے ڈرتے رہیں تاکہ وہ بروز قیامت امان کا ہمیں مستحق سمجھے - رہ گیا یہ کہ اگر تم نے یہ خط بھیج کر صلہ رحم اور میرے ساتھ نیکی کرنی چاہی ہے تو خدا تم کو دنیا و آخرت میں اس کی نیک جزا دے -

(۹) آپ کا ایک نوشتہ جو آپ نے عراق کی روانگی کے وقت اپنے بھائی محمد بن حنفیہ کو بطور وصیت نامہ تحریر فرمایا

بسم اللہ الرحمن الرحیم - یہ وصیت ہے حُسین بن علی کی اپنے بھائی محمد سے جو ابن حنفیہ کے نام سے مشہور ہیں حُسین گواہی دیتا ہے کہ کوئی معبود نہیں سوا

(بقیہ صفحہ ۱۵۷) اس میں پڑنے سے آپ کو روک دے اور جس بات میں آپ کی فلاح ہے اس کی آپ کو ہدایت کرے - مجھے خبر ملی ہے کہ آپ عراق کی طرف تشریف لے جا رہے ہیں - خدا نہ کرے کہ آپ اختلاف و افتراق کا باعث بنیں کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہ اس صورت میں آپ ہلاک ہو جائیں میں آپ کی خدمت میں عبداللہ بن جعفر اور یحییٰ بن سعید کو بھیجتا ہوں ان کے ساتھ میرے پاس تشریف لائیے میرے یہاں آپ کو امان بھی حاصل رہے گا اور صلہ رحم، حسن سلوک اور اچھی ہمسائگی بھی - میں اپنے اس عہد پر خدا کو گواہ اور ضامن و کفیل بناتا ہوں -

اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له ، وان محمد عبده
ورسوله ، جاء بالحق من عنده وان الجنة والنار حق
وان الساعة آتية لا ريب فيها ، وان الله يبعث من
في القبور ، واني لم اخرج اشرا ولا بطرا ولا مفسدا
ولا ظالما ، وانما خرجت لطلب الاصلاح في امة
جدي ، وشيعة ابي علي ابن ابي طالب ، فمن
قبلني بقبول الحق ، فالله اولى بالحق ، ومن
رد علي هذا اصبر حتى يقضي الله بيني وبين القوم
بالحق ، وهو خير الحاكمين وهذه وصيتي لك
اخي وما توفيقي الا بالله عليه توكلت و
اليه انيب ، ثم طوى الكتاب وختمه
بخاتمه ودفعه الى اخيه -

(١٠) كتابه[١] الى اهل المدينة

وقد وجهوا ابياتا كانت ليزيد ولم يعلموه انها منه
فلما نظر اليها علم انها منه كتب اليهم في الجواب
بسم الله الرحمن الرحيم فان كذبوك فقل لي عملي

[١] مقتل خوارزمی

اس معبود حقیقی کے اور وہ واحد و یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد خدا کے
بندے اور اس کے رسول ہیں اس کے پاس سے حق باتیں لے کر آئے ہیں
اور جنت و جہنم حق ہے۔ قیامت آنے والی ہے۔ اس میں کوئی شک و شبہ نہیں
اور خدا قبر کے مردوں کو زندہ کرے گا۔ اور میں بڑا بننے، اکڑنے، فساد پھیلانے اور
ظلم کرنے کے لیے نہیں نکل رہا ہوں بلکہ اپنے نانا کی امت اور اپنے والد بزرگوار کے
شیعوں کی اصلاح کے ارادے سے نکلا ہوں۔ جو مجھے حق سمجھ کر قبول کرے گا تو
خداوند عالم حق کا زیادہ سزاوار ہے (یعنی وہی اس کی حقیقی جزا دے گا اور جو مجھے رد
کردے گا تو میں صبر کو راہ دوں گا یہاں تک کہ خداوند عالم میرے اور اس جماعت کے
درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کرے اور وہ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔ یہ میری وصیت
ہے تم سے اے میرے بھائی۔ مجھے توفیق شامل حال ہونا خدا ہی کے ذریعہ ہے
اسی پر میں بھروسہ کرتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں" پھر آپ نے نوشتہ
تہ کر کے اس پر اپنی انگوٹھی سے مہر کی اور اپنے بھائی کو دے دیا۔

(۱۰) آپ کا ایک مکتوب اہل مدینہ کے نام - انھوں نے چند اشعار
آپ کی خدمت میں بھیجے جو حقیقت میں یزید کے تھے لیکن اُن لوگوں کو
معلوم نہ تھا کہ یہ اشعار یزید کے ہیں جب امام مظلوم نے اُن اشعار پر نظر کی
آپ سمجھ گئے کہ یہ اشعار اسی کے ہیں پھر آپ نے اُن کے جواب میں تحریر فرمایا
بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ پس اگر وہ تمھاری تکذیب کریں تو کہہ دو کہ میرا عمل

ولکو عملکم انتم بریئون مما اعمل و انا بری مما تعملون ۔

(١١) کتابۂ[1] الی اشراف البصرۃ یدعوھم لنصرتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم من الحسین بن علیؑ الی مالک بن مسمع والاخنف بن قیس، والمنذر بن جارود، ومسعود بن عمرو، وقیس بن الھیثم سلام علیکم اما بعد فانی ادعوکم الی احیاء معالم الحق واماتۃ البدع فان تجیبوا تھتدوا سبل الرشاد ۔

(١٢) کتابۂ[2] الی بنی ھاشم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم من الحسین ابن علی الی بنی ھاشم اما بعد فانہ من لحق بی منکم استشھد ومن تخلف عنی لم یبلغ الفتح

(١٣) کتابۂ[3] الی محمد بن الحنفیۃ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم من الحسین بن علی الی محمد بن علی و

ص[1] و ص[2] و ص[3] ناسخ التواریخ

میرے لیے ہے اور تمھارا عمل تمھارے لیے۔ جو کچھ میں کرتا ہوں اس سے تم بری ہو اور جو تم کرتے ہو اس سے میں بری ہوں۔

(۱۱) آپ کا مکتوب شرفائے بصرہ کے نام
جس میں آپ نے انھیں اپنی مدد کے لیے بُلایا ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حسین ابن علی کی طرف سے مالک بن مسمع، احنف بن قیس، منذر بن جارود، مسعود بن عمرو اور قیس بن ہیثم کی طرف تم پر میرا سلام ہو۔ میں تمھیں حق کے آثار زندہ کرنے اور بدعتوں کو مردہ کرنے کی طرف دعوت دیتا ہوں اگر تم نے میری دعوت قبول کی تو فلاح و نیکی کے راستوں کی طرف ہدایت پاؤ گے۔

(۱۲) آپ کا نوشتہ بنی ہاشم کے نام

حسین بن علی کی طرف سے بنی ہاشم کے نام۔ جو مجھ سے آملے گا وہ درجۂ شہادت پر فائز ہوگا اور جو گریز کریگا وہ کامرانی کو نہ پہنچے گا۔

(۱۳) آپ کا مکتوب محمد بن حنفیہ کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حسین ابن علی کی طرف سے محمد بن علی اور

من قبله من بنی هاشم، اما بعد فکان الدنیا لم تکن، وکان الآخرة لم تزل

(١٤) کتابهٔ الی اهل البصرة
یدعوهم لنصرته (نسخة اخری)

بسم الله الرحمن الرحیم من الحسین بن علی بن ابی طالب فان الله تعٰ اصطفٰی محمداً علی جمیع خلقه واکرمه بنبوته، وحباه برسالته، ثم قبضه الیه مکرماً، وقد نصح العباد وبلغ رسالات ربه وکان اهله واصفیاءه احق بمقامه من بعده وقد تام علینا قوم فسلمنا ورضینا کراهة للفتنه وطلبا للعافیة وقد بعثت الیکم بکتابی هذا وانا ادعوکم الی کتاب الله وسنة نبیه، فان سمعتم قولی واتبعتم امری اهدیکم الی سبیل الرشاد والسلام علیکم ورحمة الله وبرکاته ـ

له تاریخ طبری

دیگر بنی ہاشم کی طرف۔ دنیا کو سمجھو کبھی تھی ہی نہیں اور آخرت کو سمجھو کہ ہمیشہ سے ہے۔

(١٤) آپ کا مکتوب اہل بصرہ کے نام

جس میں آپ نے انھیں مدد کے لیے بلایا ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حسین ابن علی ابن ابی طالب کی طرف سے۔

خداوند عالم نے محمد مصطفےٰ کو اپنی تمام مخلوقات سے برگزیدہ کیا اور نبی بنا کر انھیں معزز بنایا اور انھیں رسالت بخشی پھر عزت و احترام کے ساتھ انھیں اپنے پاس بُلا لیا۔ محمد مصطفےٰ نے بندوں کی خیر خواہی کی۔ خدا کے پیام ان تک پہنچائے اور اُن کے بعد اُن کے اہلبیت اور اُن کے پیارے ان کی جانشینی کے زیادہ حقدار ہیں۔ ایک قوم ہم پر زبردستی حکمران بن بیٹھی ہم نے اُن سے جھگڑا نہیں کیا اور بظاہر راضی رہے مسلمانوں میں شورش انگیزی کو ناپسند کرنے اور امن قائم رکھنے کے خیال سے اب میں یہ خط تمھیں بھیج رہا ہوں اور تمھیں کتاب خدا اور سنت پیغمبر کی طرف بلاتا ہوں۔ اگر تم نے میری بات سُنی اور میرا حکم مانا تو میں بھلائی کی راہ کی طرف تمھاری رہبری کر دوں گا۔

(١٥) كتابه عليه السلام جوابا عن كتاب كتبه اليه ابن عمه عبد الله بن جعفر الطيار[۱]

اما بعد فان كتابك ورد على فقرأته و فهمت ما فيه، اعلم انى قد رايت جدى رسول الله ص فى منامى فاخبرنى بامر انا ماض له كان لى الامر او على، فوالله يا بن عم لو كنت فى حجر هامة من هوام الارض لاستخرجونى حتى يقتلوننى والله ليعتدن على كما اعتدت اليهود فى يوم السبت والسلام -

---

[۱] وكان كتاب عبد الله بن جعفر الطيار بسم الله الرحمن الرحيم للحسين بن على من عبد الله بن جعفر اما بعد فانى انشدك الله ان تخرج من مكة فانى خائف عليك من هذا الامر الذى قد ازمعت عليه ان يكون فيه هلاكك واستئصال اهلبيتك، فانك ان قتلت خفت ان يطفأ نور الله، فانت علم المهتدين ورجاء المومنين فلا تعجل بالمسير الى العراق، فانى اخذ لك الامان من يزيد ومن جميع بنى اميه لنفسك ولمالك ولاولادك واهلك والسلام -

---

ع‍ مقتل الخوارزمی

(۱۵) آپ کے چچازاد بھائی عبداللہ بن جعفر طیارؓ نے آپ کو ایک خط لکھا تھا اس کے جواب میں آپ نے تحریر فرمایا[1]

تمھارا خط مجھے ملا اور میں نے اسے پڑھا اور تمھارا مطلب سمجھا۔ سُنو میں نے اپنے نانا پیغمبرِ خدا کو خواب میں دیکھا ہے انھوں نے مجھے ایسے کام کا حکم دیا ہے جسے میں بہر حال پورا کروں گا چاہے نتیجہ میرے موافق ہو یا مخالف۔ اے بھائی خدا کی قسم اگر میں زمین کے کیڑے مکوڑوں میں سے کسی کیڑے کے سوراخ میں بھی جا چھپوں تو یہ وہاں سے مجھے نکال لیں گے۔ بخدا میرے ساتھ اُسی طرح زیادتی کریں گے جیسا یہودیوں نے ہفتہ کے دن میں زیادتی کی تھی۔

لہ عبداللہ بن جعفر طیارؓ کے خط کا مفہوم یہ ہے:۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم حسین ابن علی کی خدمت میں عبداللہ بن جعفر کی طرف سے۔ میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ مکہ سے تشریف نہ لے جائیں۔ آپ نے جس بات کا قصد کیا ہے اس کے متعلق آپ کے بارے میں مجھے بہت زیادہ خوف لاحق ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ ہلاک ہو جائیں اور آپ کے اہلبیت کی بربادی ہو۔ اگر آپ مقتول ہوئے تو ڈرتا ہوں کہ کہیں نورِ خدا نہ بجھ جائے آپ منارۂ ہدایت ہیں اور مومنین کی تمناؤں کا مرکز لہذا عراق جانے میں جلدی نہ کیجئے میں یزید اور تمام بنی امیہ سے آپ کے لیے، آپ کے مال و اسباب، اہل و عیال کے لیے امان حاصل کر لوں گا۔ والسلام

(۱۶) جناب مُسلم بن عقیل نے آپ کو ایک خط لکھا تھا اُن کے خط کے جواب میں آپ نے تحریر فرمایا[۱]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حسین بن علی کی طرف سے ان کے چچا کے بیٹے مسلم بن عقیل کی طرف۔ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں دل کی کمزوری ہی نے تمھیں یہ خط لکھنے پر آمادہ نہ کیا ہو جس میں تم نے معافی چاہی ہے اس طرف جانے سے جدھر میں نے تم کو روانہ کیا ہے۔ اے میرے بھائی میں نے جدھر تمھیں روانہ کیا ہے تم بلا تامّل اُدھر متوجہ رہو۔ میں نے اپنے نانا محمد مصطفیٰؐ کو ارشاد فرماتے سُنا ہے کہ ہم اہلبیت میں سے وہ نہیں جو بُرا شگون لے یا جس کے ذریعہ شگون لیا جائے۔ لہٰذا جب میرا یہ خط تمھاری نظر سے گذرے تو جدھر کا

---

[۱] جناب مُسلم نے ایک مقام سے جس کا نام مضیق (یعنی تنگ) مشہور ہے قیس بن مسہر کے ہاتھ یہ خط امام کو لکھا تھا: "میں مدینہ سے دو رہبروں کے ساتھ نکلا دونوں راہبر راستہ سے بھٹک کر کھو گئے اور اُن پر پیاس کا بیحد غلبہ ہوا اور وہ تھوڑی دیر میں مر گئے۔ ہم آگے بڑھے یہاں تک کہ ہم میں صرف رمقِ جان باقی تھی جب ہم کسی طرح پانی تک پہنچے۔ وہ پانی جس جگہ پر ہے اس کا نام مضیق ہے جو جنت کے دامن میں ہے مجھے ان باتوں کا سامنا کرنے سے بُرا شگون محسوس ہوتا ہے اگر آپ مناسب سمجھیں تو مجھے معاف فرما دیں اور میری جگہ کسی اور کو بھیج دیں۔ والسّلام

ما امرتك والسلام عليك ورحمة الله وبركاته۔

(١٨) كتابهٔ الی اهل الکوفة عند توجهه الی العراق

بسم الله الرحمن الرحيم۔ من الحسين بن عليؑ الی اخوانه من المومنين والمسلمين سلام عليكم فانی احمد اليكم الله الذی لا اله الا هو اما بعد فان كتاب مسلم بن عقيل جائنی يخبرنی بحسن رايكم و اجتماع ملائكم علی نصرنا والطلب بحقنا فسئلت الله ان يحسن لنا الصنيع وان يثيبكم علی ذالك اعظم الاجر، وقد شخصت اليكم من مكة يوم الثلاثاء لثمان مضين من ذی الحجة يوم التروية فاذا قدم اليكم رسولی فانكمشوا فی امركم وجدوا فانی قادم اليكم فی ايامی هذه انشاء الله تعالیٰ والسلام عليكم ورحمة الله وبركاته

(١٨) كتابهٔ جوابا عن كتاب اهل الکوفة[له]

بسم الله الرحمن الرحيم۔ من الحسين بن علی الی الملاء من المسلمين

له وكان كتابهم لبسم الله الرحمن الرحيم الی الحسين بن علی من شيعته من المومنين والمسلمين اما بعد فحيهلا فان الناس من ينتظرونك ولا رای لهم فی غيرك فالعجل والسلام عليك۔

له و ٢ه ناسخ التواريخ

میں نے حکم دیا ہے اُدھر روانہ ہو جاؤ۔ تم پر سلام اور خدا کی رحمتؒ برکت ہو۔

(۱۷) عراق جاتے ہوئے آپ نے اہل کوفہ کو یہ خط لکھا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حسین ابن علی کی طرف سے برادران مومنین و مسلمین کی طرف۔ تم پر میرا سلام ہو۔ میں حمد وستایش کرتا ہوں اس معبود برحق کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ مجھے مسلم ابن عقیل کا خط ملا جس میں انھوں نے تمھاری رائے کی عمدگی اور ہماری مدد اور ہمارے حق کی طلب پر تمھاری جماعتوں کے متفق ہونے کی خبر دی ہے۔ میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ہمارے ساتھ اچھا سلوک کرے اور اس بات پر تمھیں گراں قدر اجر بخشے۔ میں مکہ سے منگل کے دن ۸، ذی الحجہ بروز ترویہ تمھاری طرف روانہ ہو رہا ہوں لہذا جب میرا قاصد تمھارے پاس پہنچے تو اپنے کام میں تیزی سے مصروف ہو جاؤ اور سرگرمی سے کوشش کرو۔ میں انھیں دنوں تمھارے پاس انشاءاللہ پہنچا چاہتا ہوں۔ تم پر سلام اور خدا کی رحمت و برکت ہو۔

(۱۸) آپ کا نوشتہ اہل کوفہ کے نام اُنکے خط کے جواب میں[۱]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم حسین ابن علی کی طرف سے مومنین و مسلمین کے

---

[۱] اہل کوفہ کے خط کا مفہوم یہ ہے:۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حسین ابن علی کی طرف ان کے مسلمان و مومن شیعوں کی طرف سے۔ "جلد تشریف لائیے کہ لوگ آپ کی راہ دیکھ رہے ہیں اور آپ کے سوا اور کسی کے متعلق اُن کی رائے نہیں۔ جلدی کیجیے۔ آپ پر ہمارا سلام ہو"۔

والمومنين اما بعد فان هانيا وسعيدا قدما
على بكتبكم وكان اخر من قدم على من رسلكم
وقد فهمت كل الذى اقصصتم وذكرتم و
مقالة اجلائكم انه ليس علينا امام فاقبل
لعل الله ان يجمعنا بك على الهدى وانا باعث
اليكم اخى وابن عمى وثقتى من اهل بيتى فان
كتب الى انه قد اجمع راى اجلائكم وذوى الحجى
والفضل منكم على مثل ما قدمت به رسلكم وقرأت
فى كتبكم، فانى اقدم اليكم وشيكاً انشاء الله تع فلعمرى
ما الامام الا الحاكم بالكتاب، القائم بالقسط
والدائن بدين الله الحاسب نفسه على ذات الله.
والسلام

(٢٠) كتابهٔ فى مسيره الى الكوفة الى حبيب بن مظاهر[١]

لما علم بقتل ابن عمه وغدر اهل الكوفة به
عقد اثنتى عشر راية فامر جمعا ان يحمل كل
واحد راية منها وحملوا الرايات وبقيت راية

[١] اسرار الشهادة

گروہ کی طرف۔ ہانی و سعید میرے پاس تمہارے خطوط لے کر پہنچے۔ یہ دونوں تمہارے آخری قاصد ہیں جو میرے پاس آئے۔ تم نے جو باتیں بیان کی ہیں اور جن امور کا ذکر کیا ہے انھیں میں سمجھا۔ تمہارے معزز لوگوں کا یہ قول ہے کہ ہمارا کوئی امام نہیں جلد تشریف لائیے کہ خدا آپ کی بدولت ہمیں ہدایت نصیب کرے۔ اب میں تمہاری طرف اپنے بھائی، چچا کے بیٹے اور اپنے اہل بیت میں بھروسے کے لائق شخص (مسلم بن عقیل) کو بھیجتا ہوں اگر انھوں نے وہاں پہنچ کر لکھا کہ تمہارے معزز افراد اور صاحبانِ عقل و خرد کی رائے بھی وہی ہے جو تمہارے قاصدوں نے آکر بیان کی ہے اور جسے میں نے تمہارے خطوں میں پڑھا ہے تو میں جلد ہی تمہارے پاس پہنچ جاؤں گا میری زندگی کی قسم امام بس وہی ہے جو از روئے کتاب الٰہی فیصلہ کرنے والا، انصاف قائم کرنے والا، خدا کے دین کا پابند اور اپنے نفس کا محاسبہ کرنے والا ہو۔

والسلام

(۱۹) حبیب ابنِ مظاہر کے نام کوفہ جاتے وقت آپ نے یہ خط لکھا

جب آپ کے چچازاد بھائی مسلم ابن عقیل اور اہل کوفہ کی بیوفائی کی خبر ملی تو آپ نے بارہ نشان تیار کیے اور چند افراد کو منتخب فرما کر حکم دیا کہ ہر شخص ایک ایک نشان اُٹھا لے، لوگوں نے نشان اُٹھا لیے ایک نشان باقی بچ گیا

منها فقال بعضهم سیدی تفضل علی بحملها فجزاه الحسین خیرا و قال یاتی الیها صاحبها ثم کتب -

"من الحسین بن علی ابن ابی طالب الی الرجل الفقیه حبیب بن مظاهر اما بعد یا حبیب فانت تعلم قرابتنا من رسول اللهؐ وانت اعرف بنا من غیرك وانت ذو شیمة و غیرة فلا تبخل علینا بنفسك یجازیك جدی رسول اللهؐ یوم القیامة -

بعض اصحاب نے عرض کی کہ اسے اُٹھانے کا ہمیں شرف عنایت فرمائیے آپ نے اُن کے حق میں دعاے خیر فرمائی اور فرمایا کہ اس کا اُٹھانے والا آیا ہی چاہتا ہے۔ اس کے بعد آپ نے یہ نوشتہ لکھا:-

"حسین ابن علی ابن ابی طالب کی طرف سے مرد فقیہ حبیب بن مظاہر کے نام۔ اے حبیب تم بخوبی جانتے ہو کہ ہمیں رسول سے کیا قرابت ہے۔ اور دوسروں کے بہ نسبت ہماری معرفت بھی تمھیں زیادہ ہے۔ نیز تم غیرت و مروت والے شخص ہو۔ لہذا اپنی جان ہم سے عزیز نہ رکھنا۔ اس کی جزا تمھیں ہمارے نانا پیغمبر خدا قیامت کے دن دیں گے۔

غمِ کربلا الحسین علیہ السلام

حصہ سوم

حضرت سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کے مختصر کلمات

باسمہ سبحانہ

الباب الثالث

فی القصار من کلمات الامام السبط الشہید الحسینؑ وفیہا حکم و مواعظ و محاسن اداب

(١) قالؑ من عبد اللہ حق عبادتہ اتاہ اللہ فوق امانیہ وکفایتہ ۔

(٢) قالؑ من عرف حق ابویہ الافضل محمد و علی واطاعہما حق طاعتہ قیل لہ تبحبح فی ای الجنان حیث شئت ۔

(٣) قالؑ ان قوما عبدوا اللہ رغبۃ، فتلک عبادۃ التجار وان قوما عبدوا اللہ رہبۃ فتلک عبادۃ العبید و ان قوما عبدوا اللہ شکرا فتلک عبادۃ الاحرار

(١) تفسیر العسکری (٢) تحف العقول (٣) بحار الانوار جلد ١٧

باسمہ سبحانہ

باب سوم

امام مظلوم کے مختصر فقرے

جن میں حکمت کی باتیں بھی ہیں، مواعظ بھی اور اچھے آداب بھی

(۱) فرمایا حضرت نے "جس نے خداوند عالم کی ٹھیک عبادت کی خداوند عالم اسے اس کی تمناؤں سے زیادہ اور ضرورت سے فاضل عنایت فرمائیگا۔"

(۲) فرمایا حضرت نے "جس نے اپنے افضل واشرف دونوں (روحانی) باپ محمد مصطفٰے و علی مرتضٰی کے حقوق پہچانے اور ان کی پوری پوری اطاعت کی اس سے کہا جائے گا کہ جنت میں جہاں دل چاہے رہ۔"

(۳) فرمایا حضرت نے "ایک جماعت نے خدا کی عبادت ثواب کی اُمید میں کی، یہ تاجروں کی سی عبادت ہے۔ اور ایک جماعت نے عذاب کے خوف سے عبادت کی، یہ غلاموں کی سی عبادت ہے۔ اور ایک جماعت نے از راہِ شکر گذاری عبادت کی، یہ البتہ آزاد اور شریف آدمیوں کی عبادت ہے

وهی افضل العبادة -

(۴) قیل له کیف اصبحت یا ابن رسول اللهؐ فقالؑ اصبحت ولی رب فوقی والنار امامی، والموت یطلبنی، والحساب محدق بی، وانا مرتهن بعملی، لا اجد ما احب، ولا ادفع ما اکره، والامور بید غیری فان شاء عذبنی وان شاء عفی عنی فای فقیر افقر منی -

(۵) وقالؑ لولا ثلاثة ما وضع ابن آدم راسه لشئی الفقر والمرض والموت -

(۶) وقالؑ من اتانا لم یعدم خصلة من اربع آیة محکمة و قضیة عادلة و اخا مستفاد او مجالسة العلماء -

(۷) وقالؑ لرجل اغتاب عنده رجلا یا هذا کف عن الغیبة فانها ادام کلاب النار -

(۸) وقالؑ الاستدراج من الله سبحانه لعبده ان یسبغ

---

(۴) بحار الانوار جلد ۱۷ (۵) نزهة الناظر فی تنبیه الخاطر (۶) کشف الغمہ (۷) بحار الانوار جلد ۱۷ (۸) بحار الانوار جلد ۱۷

اور یہ تمام عبادتوں میں سب سے افضل ہے ۔

(۴) آپ سے پوچھا گیا کہ آپ نے کس حال میں صبح کی تو آپ نے فرمایا میں نے اس طرح صبح کی کہ میرا پروردگار میرے فوق ہے اور آتشِ جہنم سامنے ہے اور موت میری طلبگار ہے اور حساب مجھ پر نگاہ جمائے ہے اور میں اپنے اعمال کا اسیر ہوں جو چاہتا ہوں وہ پاتا نہیں اور جس سے بیزار ہوں اس کو اپنے سے دُور نہیں کر سکتا اور کُل امور کسی اور کے ہاتھ میں ہیں وہ چاہے تو مجھ پر عذاب کرے اور اگر چاہے تو معاف کر دے لہذا اب کون نادار مجھ سے بڑھ کر نادار ہو سکتا ہے ۔

(۵) آپ نے فرمایا کہ اگر تین چیزیں نہ ہوتیں تو فرزند آدم کسی چیز کے آگے سر نہ جھکاتا ۔ ناداری ، بیماری اور موت ۔

(۶) آپ نے فرمایا جو شخص ہمارے پاس آئے وہ چار باتوں میں سے کسی ایک بات سے محروم نہ رہے گا یا تو کسی محکم آیت کے معانی و مطالب کی تفسیر سے واقفیت حاصل کرے گا یا کسی عادلانہ فیصلہ سے مطلع ہو گا یا اپنا کوئی بھائی پائے گا یا علماء کی ہم نشینی حاصل ہو گی ۔

(۷) آپ کی خدمت میں کسی نے کسی کی غیبت کی آپ نے ٹوکا کہ غیبت سے باز رہو کیونکہ غیبت جہنم کے کتوں کی غذا ہے ۔

(۸) فرمایا آپ نے "خدا کا اپنے بندے کو ڈھیل دینا یہ ہے کہ نعمتوں سے

عليه النعم ويسليه الشكر -

(٩) وقال البخيل من بخل بالسلام -

(١٠) قال رجل ان المعروف اذا اسدي الى غير اهله ضاع فقال ليس كذالك، ولكن تكون الصنيعة مثل وابل المطر فتصيب البر والفاجر -

(١١) قال له رجل ابتداء كيف انت عافاك الله فقال له السلام قبل الكلام عافاك الله ثم قال لا تاذنوا لاحد حتى يسلم ... -

(١٢) اتاه رجل فسئله فقال ان المسئلة لا تصلح الا في غرم فادح او فقر مدقع او حمالة مفظعة (فقال الرجل ما جئت الا في احديهن) فامر له بمائة دينار -

وسئل عن معنى قول الله واما بنعمة ربك فحدث -

(١٣) فقال امره ان يحدث بما انعم الله به عليه

---

(٩) و (١٠) و (١١) و (١٢) و (١٣) بحار الانوار جلد ١٧

نہال کر دے اور شکر کرنے کی توفیق چھین لے"۔

(۹) فرمایا آپ نے "بخیل وہ ہے جو سلام کرنے میں بخل کرے"۔

(۱۰) ایک شخص نے کہا کہ جب نیکی نا اہل کے ساتھ کی جائے گی تو ضائع جائیگی آپ نے فرمایا "ایسا نہیں احسان بارش کی بڑی بوندوں کی طرح ہونا چاہیئے جو ہر نیکو کار و بدکار کو پہنچتا ہو"۔

(۱۱) ایک شخص نے بغیر سلام و دعا کے گفتگو کی ابتدا ہی یوں کی "کیسے ہیں آپ؟ خدا آپ کو تندرستی عنایت فرمائے" آپ نے فرمایا "بات کے پہلے سلام ہونا چاہیے، خدا تمھیں بھی تندرستی عنایت فرمائے" اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ "جب تک کوئی سلام نہ کرے گفتگو کی اجازت نہ دو"۔

(۱۲) ایک شخص نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر سوال کیا، آپ نے فرمایا کہ سوال کرنا تین ہی وقتوں میں مناسب ہے جبکہ شدید قرض ہو۔ یا جان لیوا نلداری ہو یا ناقابل برداشت بوجھ پیٹھ پر لدا ہو۔ اس شخص نے کہا میں ان تین باتوں ہی میں سے کسی ایک وجہ سے حاضر ہوا ہوں۔ آپ نے سو دینار دیے جانے کا حکم دیا۔

آپ سے واما بنعمۃ ربک فحدث (اپنے پروردگار کی نعمت کا اظہار کرو) کے معنی پوچھے گئے۔

(۱۳) تو آپ نے فرمایا "خدا نے حکم دیا ہے کہ دین کی جو نعمت خدا نے بخشی ہے

فی دینه -

(۱۴) وقالؑ (لابن علی) ایاك وظلم من لا یجد علیك ناصراً الا الله جل وعز -

جائه رجل من الانصار یرید ان یسئاله حاجة

(۱۵) فقالؑ یا اخا الانصار صن وجهك من بذل المسئلة وارفع حاجتك فی رقعةٍ أت فیها ماسرك انشاء الله " فکتب الیه یا اباعبدالله ان لفلان علی خمسمائة دینار وقد الحّ بی فکلمه ینظرنی الی میسرة " فلما قرءؑ الرقعة دخل الی منزله ، فاخرج منها صرة فیها الف دینار قالؑ اما خمس مائة فاقض بها دینك ، واما خمس مائة فاستعن بها علی دهرك ، ولا ترفع حاجتك الا الی احد ثلثة ، الی ذی دین اومروة اوحسب ، اما ذوالدین فیصون دینه ؛ واما ذوالمروة فانه یستحیی لمروته ، واما ذوالحسب فیعلم انك لم تکرم وجهك ان تبذل

(۱۴) و (۱۵) بحار الانوار جلد ۱۷

اس کا اظہار کرو۔

(۱۴) آپ نے اپنے فرزند علی سے فرمایا "خبردار ایسے پر کبھی ظلم نہ کرنا جو تمہارے مقابلے میں خدا کے سوا کوئی دوسرا مددگار نہ رکھتا ہو"

انصار میں سے ایک شخص کسی حاجت براری کے لیے سوال کرنے آیا۔

(۱۵) تو آپ نے فرمایا "اے انصاری بھائی سوال کی ذلت سے اپنے کو بچاؤ جو تمہاری حاجت ہو اُسے رقعہ میں لکھ کر دے دو، خدا نے چاہا تو تمہاری خوشی ہی کی بات ہو گی"۔ اس نے رقعہ لکھا "اے ابوعبداللہ فلاں شخص کے ۵۰۰ دینار مجھ پر قرض ہیں اور اب وہ مجھ سے شدید تقاضے کر رہا ہے آپ اس سے کہہ سُن کر اُس وقت تک مہلت دلا دیجیے جب تک اتنی رقم میں مہیا کر لوں"۔ جب آپ نے یہ رقعہ پڑھا، گھر میں تشریف لے گئے اور ایک تھیلی لائے جس میں ہزار دینار تھے اُسے دے کر فرمایا کہ ۵۰۰ دینار سے تو تم اپنا قرض ادا کرو اور ۵۰۰ وقت ضرورت کام میں لاؤ۔ اور دیکھو اپنی احتیاج تین شخصوں میں سے کسی ایک سے بیان کرو۔ دین دار سے، مروّت والے سے یا حسب والے سے۔ دین دار سے تو اس لیے کہ جب تم اس سے سوال کروگے تو وہ دین کی حفاظت کے خیال سے تمہاری حاجت روائی کریگا اور مروّت والے سے اس لیے کہ وہ تمہاری حاجت پوری نہ کرے گا تو اپنی مروّت کی وجہ سے شرمائے گا اور اونچے حسب والے سے اسلیے کہ وہ جانتا ہے

له فی حاجتك فهو یصون وجهك ان یردك بغیر قضاء حاجتك ـ

(١٦) قال ؑ من دلائل علامات القبول الجلوس الی اهل العقول ومن علامات اسباب الجهل المماراة لغیر اهل الکفر، ومن دلائل العالم انتقاده لحدیثه وعلمه بحقائق الفنون ـ

(١٧) وقال ؑ ان المومن تخذ الله عصمته، وقوله مراته ـ فمرة ینظر فی نعت المومنین، وتارة ینظر فی وصف المتجبرین فهو منه فی لطائف و من نفسه فی تعارف ومن فطنته فی یقین، ومن قدسه علی تمکین ـ

(١٨) وقال ؑ ایاك وما تعتذر منه فان المومن لایسئ ولا یعتذر والمنافق کل یوم یسئ و یعتذر ـ

(١٩) وقال ؑ سبعون حسنة تسع وستون للمبتدی

(١٦) و (١٧) و (١٨) و (١٩) بحار الانوار جلد ١٧

کہ تم نے اپنی حاجت بیان کرنے میں اپنی آبرو عزیز نہ کی تو وہ بھی بغیر تمھاری حاجت پوری کیے تمھیں لوٹانے میں اپنی آبرو بچائے گا۔

(۱۶) مقبولیت کی علامتوں میں سے صاحبانِ عقل کی ہم نشینی ہے اور جہالت کی علامتوں میں سے کافروں کو چھوڑ کر خود اپنوں سے اُلجھتے رہنا ہے اور عالم کی علامت یہ ہے کہ وہ اپنی بات کی جانچ پڑتال کرے اور فنون کی حقیقتوں سے آگاہ ہو۔

(۱۷) مومن کی شان یہ ہے کہ اللہ اس کو گناہوں سے بچنے کی توفیق کرامت فرماتا ہے اور اس کی گفتار اس کے باطن کی آئینہ دار ہوتی ہے وہ کبھی مومنین کے اوصاف پر نظر کرتا ہے اور کبھی جبّار و سرکش لوگوں کے اوصاف پر غور کرتا ہے (تاکہ پہلی صفتوں سے اپنے کو آراستہ اور دوسری سے دُور رکھے) اس طرح وہ ہمیشہ اپنی دل بستگیوں میں لگا رہتا ہے اور اپنے نفس ہی کی شناخت کرتا رہتا ہے اور اپنے خیالات میں یقین کے درجے پر اور اپنے تقدس میں قرار و سکون کی منزل پر رہتا ہے۔

(۱۸) ایسے کام سے بچو جس میں عذر و معذرت کی ضرورت پیش آئے کیونکہ مومن نہ تو بُرائی کرتا ہے نہ معذرت کرنے کی اس کو ضرورت لاحق ہوتی ہے اور منافق آئے دن بُرائی کرتا ہے اور پھر اس کی معذرت کرتا ہے۔

(۱۹) سَتّر نیکیاں ہوتی ہیں اُن ستّر اس کے لیے جو (کسی کارِ خیر کی) ابتدا کرے

وواحد للراد -

(۲۰) وقالؑ ان الله يعلم ان مايبدى يزيل لغيره، بانه لم يكتمه لغيره، يميره لوانصف النفس الخوٴن لقصرت من سيره ولكان ذالك منه ادنى شره من خيره -

(۲۱) وقالؑ صاحب الحاجة لم يكرم وجهه عن سوالك، فاكرم وجهك عن رده -

(۲۲) وقالؑ من احبنا لله، وردنا نحن واياه على نبيناؐ هكذا وضم اصبعيه ومن احبنا للدنيا فان الدنيا تسع البر والفاجر -

(۲۳) وقالؑ من انجم عن الراى واعيت له الحيل كان الرفق مفتاحه -

(۲۴) وقالؑ ماكفل لنا يتيما قطعته عنا محنتنا باستتار نافواساه من علومنا التى سقطت اليه حتى ارشده وهداه الاقال اللهؑ

---

(۲۰) و(۲۱) بحارالانوار جلد ۱۷ (۲۲) ابن عساکر جلد ۴ صـ ۳۲۳ (۲۳) بحارالانوار جلد ۱۷ (۲۴) تفسیر العسکری

اور ایک اس کے لیے جو پھر اُسے دُہرائے۔

(۲۰) خدا خوب جانتا ہے کہ جو عمل ظاہر ہوا ہے وہ اس کے لیے ہے یا اس کے غیر کے لیے ہے۔ اور اگر جانتا ہو کہ کسی نے صرف خوشنودی آلہی کے لیے اپنے کارِ خیر کو نظرِ خلق سے چھپایا ہے تو وہ اسے نمایاں کرکے رہتا ہے اگر یہ بے ایمان نفس انصاف سے کام لے تو اپنی رفتار میں کمی کرے اور اسکی شرارتوں کی کمی اسے خیر سے نزدیک کرے۔

(۲۱) صاحب حاجت نے تم سے سوال کرکے اپنی آبرو کا خیال نہ کیا تو تم بھی اپنی آبرو کا خیال کرتے ہوئے اسے محروم پلٹانے سے پرہیز کرو۔

(۲۲) جس نے ہمیں خوشنودیِ خدا کے لیے محبوب رکھا تو ہم اور وہ نبی کے پاس یوں اکٹھا پہنچیں گے جیسے یہ دُو اُنگلیاں (آپ نے اپنی دو اُنگلیاں ملاکر بتایا) اور جو ہمیں دُنیا کے لیے محبوب رکھے گا تو دنیا تو نیک اور بد سب ہی کو مل جاتی ہے۔

(۲۳) جو شخص رائے قائم نہ کرنے پائے اور راہ چارہ و تدبیر مسدود ہو جائے تو نرمی اس کی کلید ہوگی۔

(۲۴) جو ہمارے کسی یتیم کی جسے ہماری غیبت پر مجبوری نے ہم سے جُدا کردیا ہے اس طرح کفالت کرے کہ اسے ہمارے ان علوم سے جو اس تک پہنچے ہیں بہرہ مند بنائے یہاں تک کہ اس کی رہبری و ہدایت کرے تو خدائے تعالیٰ

له يا ايها العبد الكريم المواسى ، انا اولى بهذا الكرم اجعلوا له يا ملائكتى فى الجنان بعدد كل حرف علمه الف الف قصر وضموا اليها ما يليق بها من سائر النعم -

(٢٥) وقال ؑ لولا التقية ما عرف ولينا من عدونا، ولولا معرفة حقوق الاخوان ما عرف من السيئات شی الا عوقب علی جميعها لكن الله عزوجل يقول ، وما اصابكم من مصيبة فبما كسبت ايديكم و يعفو عن كثير -

قال له رجل يا ابن رسول الله انا من شيعتكم الخاص -

(٢٦) فقال ؑ يا عبد الله فاذا انت كا براهيم الخليل الذی قال الله تعالیٰ " وان من شيعته لابراهيم، اذ جاء ربه بقلب سليم ، فان كان قلبك كقلبه فانت من شيعتنا وان لم يكن قلبك كقلبه فهو طاهر من الغش والغل فانت من محبينا ، والا فانك ان عرفت انك بقولك كاذب فيه انك لمبتلی بفالج

(٢٥) و (٢٦) بحار الانوار جلد ١٧

اس سے فرماتا ہے کہ اے ہمدردی کرنے والے نیک مرد مجھ سے زیادہ فیاضی کرنے کا حقدار میں ہوں۔ اے میرے فرشتو اس کے لیے بہشت میں ہر ایک حرف کی تعداد کے مطابق جس کی اس نے تعلیم دی ہے ہزار ہزار محل بنادو اور ہر ایک قصر میں جو دوسری مناسب نعمتیں ہیں وہ سب بھی فراہم کردو۔

(۲۵) اگر تقیہ کا فریضہ نہ ہوتا تو ہمارے دوست اور دشمن میں امتیاز نہ ہوتا اور اگر بھائی بندوں کے حقوق کی شناخت نہ ہوتی تو کوئی خطا کسی سے ایسی برزد نہ ہوتی جس کی اسے سزا نہ ملے مگر خداوند عالم کا ارشاد ہے کہ جو تمھیں مصیبت پہنچتی ہے وہ تمھارے ہاتھوں سے ہے اور بہت سی باتوں کو خدا معاف بھی کر دیتا ہے۔

ایک شخص نے آپ سے کہا فرزند رسول میں آپ کے مخصوص شیعوں میں سے ہوں۔

(۲۶) تو آپ نے فرمایا تب تو تم مثل خلیل خدا ابراہیم ہو جن کے متعلق خداوند عالم نے فرمایا ہے "یقیناً ان ہی کے شیعوں میں سے ابراہیم بھی تھے جب وہ پروردگار کی طرف ایسا دل لیے ہوئے بڑھے جو ہر عیب سے پاک تھا" تو اگر تمھارا دل بھی انھیں کے دل کا ایسا ہو تو تم بھی ہمارے شیعوں میں سے ہو اور اگر تمھارا دل اُن کے دل کا ایسا نہیں مگر مکر و فریب اور کھوٹ سے پاک ہے تو تم ہمارے دوستداروں میں سے ہو۔ اور اگر ایسا بھی نہیں اور تم نے یہ جان کر کہ میں جھوٹ بول رہا ہوں یہ فقرہ کہا تو تم پر فالج گرے گا

لا يفارقك الى الموت اوجدا م ليكون
كفارة لكذبك هذا -
قال له رجل يا ابن رسول الله انا من شيعتكم -
(٢٧) فقالؑ اتق الله ولا تدعين شيئًا يقول الله تعالیٰ لك
كذبت وفجرت فی دعواك ، ان من شيعتنا
من سلمت قلوبهم من كل غش وغل ودغل ،
ولكن قل انا من مواليكم ومحبيكم -
قال له رجل عظني يا ابن رسول الله -
(٢٨) فقالؑ افعل خمسة اشياء واذنب ما شئت
فاول ذالك لا تاكل رزق الله واذنب ما
شئت والثانی اخرج من ولاية الله واذنب
ما شئت والثالث اطلب موضعا لا يراك الله
واذنب ما شئت والرابع اذا جاء ملك الموت
ليقبض روحك فادفعه عن نفسك واذنب
ما شئت ، والخامس اذا ادخلك مالك فی النار
فلا تدخل واذنب ما شئت -
(٢٩) وقالؑ الاخوان اربعة ، فاخ لك وله

(٢٧) (٢٨) و (٢٩) بحار الانوار جلد ١٧

جس میں مرتے دم تک تم مبتلا رہو گے یا کوڑھ ہو جائے گا تاکہ تمھارے جھوٹ کا کفارہ ہو سکے۔

ایک دوسرے شخص نے کہا فرزند رسول میں آپ کے شیعوں میں سے ہوں۔

(۲۷) آپ نے فرمایا خدا سے ڈرو اور کسی بات کا دعویٰ نہ کرو خدا کا یہی حکم تمھارے لیے ہے۔ تم اپنے دعوے میں جھوٹ بولے اور گنہگار ہوئے ہمارے شیعوں میں سے وہ ہیں جن کے دل کھوٹ آمیزش فساد کی باتوں سے پاک صاف ہوں ہاں یہ کہو کہ میں آپ کے دوستداروں اور ماننے والوں میں سے ہوں۔

ایک شخص نے کہا فرزند رسول مجھے نصیحت فرمائیے۔

(۲۸) آپ نے فرمایا پانچ باتیں کرو اس کے بعد جو چاہو گناہ کرو۔ پہلی بات تو یہ کہ خدا کا رزق نہ کھاؤ اس کے بعد جو گناہ چاہو کرو۔ دوسرے یہ کہ خدا کی سلطنت سے نکل جاؤ اسکے بعد جو چاہو گناہ کرو۔ تیسرے یہ کہ ایسی جگہ تلاش کرو جہاں خدا تمھیں نہ دیکھے پھر جو گناہ چاہو کرو۔ چوتھے یہ کہ ملک الموت جب تمھاری روح قبض کرنے کے لیے آئیں تو انھیں اپنے نفس سے دور کر دو اور روح قبض نہ کرنے دو پھر جو گناہ چاہو کرو۔ پانچویں یہ کہ جب مالک خازن جہنم تمھیں جہنم میں لے جائے تو جانے سے انکار کر دو اور پھر جو چاہو گناہ کرو۔

(۲۹) آپ نے فرمایا کہ بھائی چار طرح کے ہیں منجملہ ان کے ایک تو وہ جو تمھارے لیے

واخ عليك ولا لك ولا له فسئل عن معنى
ذالك فقال ء الاخ الذى هو لك وله،
فهو الاخ الذى يطلب باخائه بقاء الاخاء
ولا يطلب باخائه موت الاخاء فهذا لك
وله لانه اذا تم الاخاء طابت حياتهما
جميعا، واذا دخل الاخاء فى حال التناقض
بطلا جميعا، والاخ الذى هو لك
فهو الاخ الذى قد خرج بنفسه
عن حال الطمع الى حال الرغبة، فلم
يطمع فى الدنيا، اذا رغب فى الاخاء فهو
موفر عليك بكليته، والاخ الذى
هو عليك فهو الاخ الذى يتربص بك الدوائر،
ويغشى السرائر، ويكذب عليك بين العشائر،
وينظر فى وجهك نظر الحاسد، فعليه
لعنة الواحد، والاخ الذى لا لك
ولا له، فهو الذى قد ملاه الله
حمقا، فابعده سحقا فتراه يوثر

بھی مفید اور اپنے لیے بھی مفید دوسرے وہ جو سراسر تمہارے لیے مضر نہ تمہارے لیے مفید نہ اپنے لیے مفید - آپ سے اس کی تشریح چاہی گئی فرمایا وہ بھائی جو تمہارے اور اپنے دونوں کے لیے مفید ہے وہ بھائی ہے جس کا مقصد یہ ہو کہ اخوت ہمیشہ قائم رہے اور اس کا درپے نہ ہو کہ (اُس کی خودغرضیوں کو دیکھ کر) برادری بالکل ختم ہی ہو جائے۔ یہ وہ ہے جو تمہارے اور اپنے دونوں کے لیے مفید ہو گا اس لیے کہ جب برادری ایسی مکمل ہو گی تو دونوں کی زندگی خوشگوار ہو گی اور جب برادری کا یہ عالم ہو گیا کہ اختلاف طبیعت نے ضدم ضدا کی شکل اختیار کر لی تو دونوں طرف کے رشتے قطع ہو جائیں گے۔ اور وہ بھائی جو تمہارے ہی لیے مفید ہے وہ ہے جس نے ہر طرح کی لالچ کو خیرباد کہہ کر بس تمہاری رضا کے حصول کیلئے اپنے کو وقف کر دیا ہے اور اُس نے تمہاری برادری کے لیے دنیا کی لالچ دل سے نکال ہی دی ہے یہ وہ ہے جو بالکل تمہارا ہو گیا ہے اور وہ بھائی جو تمہارے لیے ضرر رساں ہے وہ ہے جو طرح طرح سے تمھیں نقصان پہنچانے کا درپے رہتا ہو، تمہارے رازوں کو افشا کرتا اور مجمعوں میں تم پر تہمت لگاتا اور تمہارے چہرے پر حسد کے ساتھ نظر کرتا ہو یہ وہ ہے جس پر واحد حقیقی کی لعنت ہی اور وہ بھائی جو نہ تمہارے لیے مفید ہے اور نہ اپنے لیے وہ ہے جس کی باتیں حماقت سے بھری ہوتی ہیں تو خدا اُسے غارت کرے۔ وہ

نفسه عليك ويطلب شحاما لدايك ـ

(٣٠) وقال ع لرجل ايما احب اليك، رجل يروم قتل مسكين تنقذه من يده وناصب يريد اضلال مسكين مومن من ضعفاء شيعتنا تفتح بما يمتنع المسكين منه به ويفحمه ويكسره بحجة الله (قال بل انقاذ هذا المومن المسكين من يد هذا الناصب، ان الله تع يقول ومن احياها فكانما احيا الناس جميعا اى من قبل ان يقتلهم بسيوف الحديد) ـ

(٣١) وقال ع شر خصال الملوك الجبن عن الاعداء والقسوة على الضعفاء والبخل عن الاعطاء ـ

(٣٢) وقال ع لا تتكلف مالا تطيق، ولا تتعرض لما لا تدرك ولا تعد بما تعد بما لا تقدر عليه، ولا تنفق الا بقدر ما تستفيد، ولا تطلب من الجزاء الا بقدر ما صنعت، ولا تفرح الا بما نلت من طاعة الله ولا تتناول الا مار ائت

(٣٠) تفسير العسكرى (٣١) و(٣٢) بحار الانوار جلد ١٧

اپنے کو تم پر ترجیح دیتا اور پھر تم سے نفع اٹھانے کا طلبگار بھی رہتا ہے۔

(۳۰) حضرت نے ایک شخص سے فرمایا کہ تمھیں کیا زیادہ محبوب ہے۔ ایک شخص کسی بے گناہ کے قتل کا ارادہ کیے ہو اور تم اسے اس ظالم کے ہاتھ سے چھڑا لو یا ایک دشمن اہلبیت ہمارے سادہ لوح شیعہ عوام میں سے کسی کو گمراہ کرنا چاہتا ہو اور تم اسے ایسے دلائل بتا دو کہ وہ اس مخالف کو شکست دیدے (وہ خاموش رہا۔ خود حضرت نے فرمایا) اس بیچارے شیعہ کا چھڑانا اس مخالف مذہب کے ہاتھ سے بہتر ہے۔ اس لیے کہ ارشاد الٰہی ہے جو ایک نفس کو زندہ کرے اس نے گویا تمام نوع انسانی کو زندہ کیا۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ فولادی تلواروں سے قتل ہو گئے تھے (بلکہ گمراہ ہو رہے تھے اُن کی ہدایت کی)۔

(۳۱) بادشاہوں کی بدترین خصلت دشمن کے مقابلے میں بزدلی، کمزوروں پر سختی اور داد و دہش سے بخل ہے۔

(۳۲) جس کام کو تم سنبھال نہیں سکتے اس کے لیے تم مشقت نہ اُٹھاؤ اور جسے تم پا نہیں سکتے اس کے پیچھے نہ پڑو اور اپنے قابو کے کام سے آگے بڑھ کر ایسے کام پر اقدام نہ کرو جو قابو میں نہ ہو اور اتنا ہی خرچ کرو جتنے سے تم فائدہ حاصل کر سکو۔ اور جتنا کرو اتنے ہی پر جزا طلب کرو اور خوش ہو بس اس کام سے جو خدا کی اطاعت میں انجام دیا ہو اور اُسی پر ہاتھ ڈالو

نفسك له اهلا۔

(٣٣) قالؑ الامين امن ، والبرى جرى ، والخائف والمسئى مستوحش اذا وردت على العاقل ملمة قمع الحزن بالحزم وفرغ العقل للاحتيال۔

(٣٤) وقالؑ لا تصفن لملك دواء فان نفعه لم يحمدك وان ضره اتهمك۔

وتذاكر عنده صلوات الله عليه جماعة اعتذار عبد الله بن عمرو بن العاص من مشهده بصفين.

(٣٥) فقالؑ رب ذنب احسن من الاعتذار اليه۔

(٣٦) وقالؑ مالك ان لم يكن لك كنت له فلا تبق عليه فانه لا يبقى عليك وكله قبل ان ياكلك

(٣٧) وقالؑ من قبل عطائك فقد اعانك على الكرم۔

(٣٨) وقالؑ اللهم لا تستدرجنى بالاحسان ولا تودبنى بالبلاء

(٣٣) و (٣٤) بحار الانوار جلد ١٧ ، (٣٥) نزهة الناظر فى التنبيه الخاطر (٣٦) و (٣٧) و (٣٨) بحار الانوار جلد ١٧

جس کے لائق اپنے کو سمجھو۔

(۳۳) امانت دار، مطمئن، بے قصور، دلیر اور خائف و بدکار سراسیمہ ہوتا ہے۔

جب مرد عقلمند پر کوئی مصیبت آپڑتی ہے تو ہوشیاری سے کام لے کر رنج و غم پاس پھٹکنے نہیں دیتا اور عقل کو یکسوئی کے ساتھ راہ چارہ و تدبیر تلاش کرنے میں لگا دیتا ہے۔

(۳۴) کسی بادشاہ کے سامنے کسی دوا کی تعریف نہ کرو کیونکہ اگر وہ دوا اسے فائدہ پہنچائے گی تو بادشاہ تمہارا شکر گذار نہ ہوگا اور اگر نقصان کر گئی تو تمہیں متہم کرے گا۔

آپ کے سامنے کچھ لوگوں نے عبداللہ بن عمرو عاص کے عذر بیان کرنے کا ذکر کیا جو وہ صفین میں امیرالمومنین کے ساتھ شریک ہونے پر بیان کیا کرتے تھے۔

(۳۵) تو آپ نے فرمایا بہت سے گناہ عذر گناہ سے بہتر ہوتے ہیں (عذر گناہ بدتر از گناہ)

(۳۶) تمہارا مال اگر تمہارے لیے نہ ہوگا تو تم اس کے لیے ہو اس پر ترس نہ کھاؤ کیونکہ وہ بھی تم پر ترس نہ کھائے گا اور قبل اسکے وہ مال تمہیں کھا جائے تم اسے کھا ڈالو۔

(۳۷) جس نے تمہارا عطیہ قبول کیا اس نے فیاضی میں تمہاری مدد کی۔

(۳۸) معبود میرے مجھ پر احسان کر کے مجھے ڈھیل نہ دے اور بلا و مصیبت کے ذریعہ میری تادیب نہ کر۔

(٣٩) وقالؑ الصدق عز والكذب عجز، والسر امانة والجوار قرابة والمعونة صداقة والعمل تجربة والخلق الحسن عبادة والصمت زين، والشح فقر والسخاء غنى والرفق لب۔

(٤٠) وقالؑ للحسن البصرى والحسن لا يعرفه يا شيخ هل ترضى لنفسك يوم بعثك قال لا قال فتحدث نفسك بترك ما لا ترضاه لنفسك من نفسك يوم بعثك قال نعم بلا حقيقة۔ قال فمن اغش لنفسه منك يوم بعثك وانت لا تحدث نفسك بترك ما لا ترضاه لنفسك بحقيقته۔

(٤١) وقالؑ يوما لابن عباس لا تتكلمن فيما لا يعنيك فانى اخاف عليك الوزر ولا تتكلمن فيما لا يعنيك حتى ترى للكلام موضعا، فرب متكلم قد تكلم بالحق فعيب، ولا تمارين حليما ولا سفيها، فان الحليم يقلبك، والسفيه يوذيك، ولا تقولن فى اخيك المومن

(٣٩) و (٤٠) تاريخ اليعقوبى (٤١) بحار الانوار جلد ١٧

(۳۹) فرمایا آپ نے سچائی، عزت، جھوٹ، عاجزی، راز، امانت، ہمسائیگی رشتہ داری، مددگاری، دوستی، عمل تجربہ، اچھا خُلق، عبادت، خاموشی زینت، کنجوسی ناداری، سخاوت مالداری اور نرمی عقلمندی ہے۔

(۴۰) آپ نے حسن بصری سے فرمایا" اُس وقت جب حسن آپ کو نہ پہچانتے تھے، اے پیر مرد تم اُس دن کے لیے جب خدا کے سامنے لائے جاؤ اپنی موجودہ حالت پر اطمینان رکھتے ہو۔ انھوں نے کہا نہیں۔ فرمایا تو کیا ان افعال کے ترک کا ارادہ رکھتے ہو جن کی وجہ سے روز حشر و نشر کے لیے تم غیر مطمئن ہو۔ کہا ہاں مگر حقیقی طور پر نہیں۔ آپ نے فرمایا پھر تم سے زیادہ اپنے نفس کا بدخواہ کون ہو سکتا ہے کہ تم حقیقی طور پر اُن اعمال کے ترک کرنے کے لیے تیار نہیں ہو جنھیں خود اپنے لیے باعث نقصان سمجھتے ہو۔

(۴۱) ایک دن آپ نے ابن عباس سے کہا بے مطلب کی باتوں میں لب کشائی نہ کرو ڈرتا ہوں کہ کہیں بوجھ تلے دب نہ جاؤ، فضول چیزوں کے متعلق گفتگو نہ کرو یہاں تک کہ گفتگو کا موقع و محل دیکھ لو۔ بہت سے بولنے والے ہوتے ہیں جو بولتے حق ہیں مگر پھر بھی (بے موقع بولنے کی وجہ سے) انھیں عیب لگایا جاتا ہے اور کسی مرد حلیم و بردبار یا بیوقوف و جاہل سے بحث و تکرار نہ کرو۔ حلیم شخص تو حلم سے کام لے کر تمھیں اُلٹ دے گا اور بیوقوف شخص تمھیں اذیت پہنچائے گا۔ اور جب کوئی برادر مومن تمھارے پاس موجود نہ ہو تو

اذا تواری عنک الا ما تحب ان یقول فیک اذا تواریت عنہ واعمل عمل رجل یعلم انہ ماخوذ بالاجرام مجزی بالاحسان، والسلام۔

(۴۲) وقالؑ موت فی عز خیر من حیاۃ فی ذل۔

(۴۳) قال لہ رجل ان فیک کبرا، فقالؑ کل التکبر للہ وحدہ ولا یکون فی غیرہ قال اللہ تعؔ فللہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین۔

(۴۴) قالؑ دراسۃ العلم لقاح المعرفۃ، وطول التجارب زیادۃ فی العقل والشرف فی التقوی والقنوع راحۃ الابدان ومن احبک نہاک ومن ابغضک اغراک۔

سئل علیہ السلام لم افترض اللہ علی عبیدہ الصوم۔

(۴۵) فقالؑ لیجد الغنی مس الجوع فیعود بالفضل علی المساکین۔

(۴۶) وقالؑ اذا سمعت احد ا یتناول اعراض الناس

---

(۴۲) و (۴۳ و ۴۴) بحار الانوار جلد ۱۷ و نزہتہ الناظر (۴۵) مناقب آل ابیطالب لابن شہر آشوب۔
(۴۶) الحسین سید علی جلال مصری

اس کے متعلق ایسی ہی بات بیان کرو جیسی بات تم اپنے متعلق اپنی عدم موجودگی میں کہی جانی پسند کرتے ہو (مطلب یہ ہے کہ جس طرح تم یہ نہیں چاہتے کہ مجھے پیٹھ پیچھے کوئی بُرا کہے اسی طرح برادر مومن کو اس کے پیٹھ پیچھے بُرا نہ کہو) اور اس شخص کی طرح عمل کرو جو یہ سمجھتا ہو کہ وہ اپنے جُرموں کی وجہ سے گرفتار ہوگا اور اُسے اپنی نیکیوں کی وجہ سے جزا دی جائے گی۔

(۴۲) آپ نے فرمایا کہ عزت کی موت ذلت کی زندگی سے بہتر ہے۔

(۴۳) ایک شخص نے کہا کہ آپ میں تکبر ہے۔ آپ نے فرمایا کبریائی تنہا خدائے وحدہ لاشریک کے لیے ہے اور اس کے سوا کسی کے لیے نہیں۔ خداوند عالم نے فرمایا ہے کہ عزت بس خدا اور رسول اور مومنین ہی کیلئے ہے۔

(۴۴) علم کا سیکھنا معرفت کی پیداوار کا ذریعہ ہے۔ اور طولانی تجربہ عقل کی زیادتی کا باعث ہے اور شرف کا تقویٰ میں انحصار ہے۔ اور قناعت بدن کی راحت ہے۔ جو تمھیں محبوب رکھے گا وہ ناپسندیدہ باتوں سے تمھیں روکے گا اور جو تمھارا دشمن ہوگا وہ اور اُبھارے گا۔

آپ سے پوچھا گیا کہ خداوند عالم نے بندوں پر روزے کیوں واجب کیے۔

(۴۵) آپ نے فرمایا تاکہ مالدار بھی بھوک کا مزہ چکھیں اور پھر فقراء و مساکین پر احسان کریں۔

(۴۶) جب تم کسی کے متعلق سنو کہ وہ لوگوں کی عزت پر حملے کرتا ہے تو کوشش کرو

فاجتهد ان لا یعرفك فان اشقی الاعراض به معارفه۔

قیل له ما اعظم خوفك من ربك۔

(٤٧) فقال لا یامن یوم القیامه الا من قد خاف الله فی الدنیا۔

سئل عن الجهاد سنة او فریضة۔

(٤٨) فقال الجهاد علی اربعة اوجه، فجهادان فرض وجهاد سنة لا یقام الا مع ما فرض، وجهاد سنة، فاما احد الفرضین فجهاد الرجل نفسه عن معاصی الله وهو من اعظم الجهاد ومجاهدة الذین یلونکم من الکفار فرض و اما الجهاد الذی هو سنة لا یقام الا مع ما فرض فان مجاهدة العدو فرض علی جمیع الامة، لو ترکوا الجهاد لاتاهم العذاب، وهذا هو من عذاب الامة، وهو سنة علی الامام وحده، ان یاتی العدو مع الامة فیجاهدهم، واما الجهاد الذی هو سنة فکل سنة اقامها الرجل وجاهد فی اقامتها وبلوغها واحیائها

(٤٧) اعیان الشیعه (٤٨) تحف العقول لابن شعبه

کہ وہ تمھیں جاننے پہچاننے ہی نہ پائے کیونکہ ایسے شخص کے جان پہچان والے لوگوں ہی کی عزت زیادہ رسوا ہوتی ہے۔

آپ سے پوچھا گیا کہ آپ خدا سے کتنا ڈرتے ہیں؟

(۴۷) تو آپ نے فرمایا جو خدا سے دنیا میں ڈرا ہو وہی بس قیامت کے دن امن و اطمینان پا سکتا ہے۔

آپ سے پوچھا گیا کہ جہاد سنت ہے یا فرض؟

(۴۸) تو آپ نے فرمایا کہ جہاد چار طرح کا ہوتا ہے دو جہاد فرض ہیں اور ایک جہاد سنت ہے مگر کسی نہ کسی فرض کے ساتھ وابستہ ہے اور ایک جہاد سُنّت ہے۔ دو جہاد جو فرض ہیں ان میں سے ایک انسان کا اپنے نفس سے جہاد کرنا ہے (نفس خدا کی نافرمانی اور معصیت کی طرف راغب ہو اور انسان نفس پر جبر کر کے معصیت سے باز رہے) یہ جہاد تمام جہادوں سے افضل ہے دوسرے کفار حربی سے جہاد کرنا اور وہ جہاد جو ہے تو سنت مگر فرض کی ادائیگی کے ساتھ وابستہ ہے وہ دشمن سے جنگ کرنا ہے جو جمیع امت پر فرض ہے اگر امت والے جہاد نہ کریں تو ان پر عذاب نازل ہو اور یہ تنہا امام کے لیے سُنّت ہے کہ وہ امت کے ساتھ خود بھی دشمن کے مقابلے میں آئے اور اُن سے جنگ کرے۔ اور وہ جہاد جو سنت ہے اس سے مراد ہر وہ سنت ہے جس کی انسان پابندی کرے اس کے قائم کرنے، اس کے زندہ رکھنے میں جدوجہد

فالعمل والسعی فیہا من افضل الاعمال، لانہا احیاء سنۃ وقد قال رسول اللہ ص من سن سنۃ حسنۃ فلہ اجرہا واجر من عمل بہا الی یوم القیامۃ من غیر ان ینقص من اجورہم شیئاً۔

سئلہ رجل فقال اخبرنی یا ابن رسول اللہ عن قول اللہ عزوجل "یوم ندعو کل اناس بامامہم"

(۴۹) فقال ع امام دعی الی اللہ فاجابوہ الیہ، وامام دعی الی الضلالۃ فاجابوہ الیہا ہولاء فی الجنۃ، وہولاء فی النار، وہو قول اللہ عزوجل فریق فی الجنۃ وفریق فی السعیر۔

(۵۰) وقال یا ابن آدم انما انت ایام کلما مضی یوم ذہب بعضک

(۵۱) وقال علیہ السلام کتب اللہ علی اربعۃ اشیاء علی العبادۃ والاشارۃ واللطائف والحقائق، فالعبادۃ للعوام والاشارۃ للخواص واللطائف للاولیاء والحقائق للانبیاء علیہم السلام۔

---

(۴۹) ذکری الحسین جلد ۹ (۵۰) ارشاد دیلمی (۵۱) جامع الاخبار صدوق

کرے اس امر میں سعی افضل اعمال سے ہوگی کیونکہ یہ تو سنت کا زندہ کرنا ہے

حضرت رسول خدا فرماتے ہیں جو کوئی اچھا طریقہ ایجاد کرے تو اس کو اس ایجاد کا بھی ثواب ملے گا اور جتنے لوگ قیامت تک اس کے ایجاد کردہ طریقہ پر عمل کریں گے ان کے عمل کا بھی ثواب ملے گا اور پھر عمل کرنے والوں کے ثواب میں بھی کوئی کمی نہ ہوگی۔

ایک شخص نے آپ سے اس آیت کے معنی پوچھے :-

"جس دن ہم تمام لوگوں کو اُن کے امام کے ساتھ بُلائیں گے"۔

(۴۹) آپ نے فرمایا ایک امام تو وہ ہیں جنھوں نے لوگوں کو خدا کی طرف بُلایا اور لوگوں نے اُن کی آواز پر لبّیک کہی اُن کے بُلانے پر آئے۔ اور ایک امام وہ ہیں جنھوں نے لوگوں کو گمراہی کی طرف بلایا اور لوگ دوڑ پڑے۔ تو پہلے لوگ سب کے سب جنت میں جائیں گے اور دوسرے سب کے سب جہنم میں یہی مطلب ہے خداوند عالم کے اس ارشاد کا کہ ایک جماعت جنت میں ہوگی اور ایک جہنم میں۔

(۵۰) اے فرزند آدم تم دنوں کا مجموعہ ہو جو دن گذرا تمھارا ایک جز کم ہو گیا۔

(۵۱) خداوند عالم نے چار باتیں فرض قرار دی ہیں۔ عبادت، اشارت، لطائف حقائق۔ عبادت عوام کے لیے فرض ہے، اشارت خواص کیلئے۔ لطائف اولیاء کے لیے اور حقائق انبیاء کے لیے۔

روى ان رجلا قال لهٔ اجلس حتی نتناظر فی الدین
فقالؑ یاهذا انا بصیر بدینی مکشوف علی (٥٣)
هدای، فان کنت جاهلا بدینك
فاذهب فاطلبه، مالی وللمماراة،
وان الشیطان لیوسوس للرجل و
یناجیه ویقول ناظر الناس فی الدین،
لئلا یظنوا بك العجز والجهل، ثم
المرء لایخلو من اربعة اوجه اما
ان تتماری انت وصاحبك فیما
تعلمان، فقد ترکتما بذالك
النصیحة وطلبتما الفضیحة واضعتما
ذالك العلم، او تجهلانه فاظهرتما
جهلا وخاصمتما جهلا واما تعلمه
انت فظلمت صاحبك بطلب عثرته،
او یعلمه صاحبك فترکت
حرمته ولم تنزل منزلته،
وهذا کله محال، فمن

(٥٣) جامع الاخبار صدوق رح

ایک شخص نے آپ سے کہا کہ بیٹھیے ہم دین کے متعلق بحث و مباحثہ کریں۔

(۵۲) آپ نے فرمایا کہ میں اپنے دین کی معرفت تام رکھتا ہوں اور میرا راہ راست پر ہونا مجھ پر واضح ہے البتہ اگر تم اپنے دین سے ناواقف ہو تو جاؤ ڈھونڈو مجھے بحث و تکرار سے کیا سروکار۔ شیطان انسان کو وسوسہ میں ڈالتا اور اس سے کانا پھوسی کرتا رہتا ہے اور کہتا ہے کہ لوگوں سے دین کے متعلق مناظرہ کرو تاکہ لوگ تمھیں عاجز و جاہل نہ خیال کریں۔ پھر (دیکھو) بحث و تکرار چار صورتوں سے خالی نہیں یا تو تم اور تمھارا ساتھی ایسے امر کے متعلق بحث و مباحثہ کرو گے جسے تم اور وہ دونوں جانتے ہو ایسا کرکے تم نے خیر خواہی نہ کی اور رسوائی کے طالب ہوئے اور اپنے علم کو ضائع کیا یا تم دونوں اس سے جاہل ہو تو اس صورت میں تمھاری بحث و تکرار کا مطلب یہ ہوا کہ تم نے اپنے جہل کا اظہار کیا اور ازراہ جہالت جھگڑے یا تم اس امر کو جانتے ہو اور تمھارا ساتھی نہیں جانتا تو اس صورت میں بحث و تکرار کا مطلب یہ ہوگا کہ تم نے اس کی کمزوری ظاہر ہونے کی خواہش کرکے اس پر ظلم کیا یا یہ کہ تم نہیں جانتے اور تمھارا ساتھی جانتا ہے تو اس صورت میں بحث و تکرار کا مطلب یہ ہوا کہ تم نے اپنے ساتھی کا احترام نہیں کیا اور نہ اس کی منزلت برقرار رکھی (کیونکہ تم جاہل اور وہ عالم اور تم نے جاہل ہوتے ہوئے اس سے تکرار کی) یہ سب باتیں محال ہیں

انصف وقبل الحق، وترك المماراة فقد اوثق ايمانه، واحسن صحبة دينه، وصان عقله

(٥٣) وقالؑ مامن عبد قطرت عيناه فينا قطرة اودمعة الا بوأه الله بها فى الجنة حقبا له -

(٥٤) وقالؑ لا تامن الا من خاف الله تعـ-

(٥٥) وقالؑ البكاء من خشية الله نجاة من النار -

(٥٦) قالؑ بكاء العيون وخشية القلوب من رحمة الله -

(٥٧) وقالؑ من لم يكن لاحد عائبا لم يعدم مع كل عاذر -

(٥٨) وقالؑ شكرك لنعمة سالفة يقتضى نعمة انفة -

(٥٩) وقالؑ القدرة تذهب الحفيظة المرء اعلم بشانه -

(٦٠) وقالؑ اصبر على ما تكره فيما يلزمك الحق واصبر عما تحب فيما يدعوك الى الهوى -

(٦١) قالؑ ابان بن تغلب قال الامام الشهيدؑ من احبنا كان منا اهل البيت فقلت منكم اهل البيت؟ فقال منا اهل البيت

(٥٥) و(٥٦) جامع الاخبار للصدوق ؒ (٥٧) و(٥٨) و(٥٩) و(٦٠) نزهة الناظر تنبيه الخاطر

جس شخص نے انصاف سے کام لیا یا حق کو قبول کیا اور بحث و تکرار سے گریز کیا اس نے اپنے ایمان کو مضبوط کیا اپنے دین کا اچھا ساتھ دیا اور اپنی عقل کی حفاظت کی۔

(۵۳) جس مومن کی آنکھوں سے ایک قطرہ اشک یا ایک بوند آنسو کی نکلی ہمارے غم میں تو اس کے لیے ہمارا حق (خدا پر) یہ ہے کہ خداوند عالم اسے جنت میں جگہ دیگا۔

(۵۴) بس اسی شخص پر اطمینان کرو جو خوف خدا رکھتا ہو۔

(۵۵) خدا کے خوف سے رونا آتش جہنم سے نجات کا باعث ہے۔

(۵۶) آنکھوں کا رونا اور دلوں کا ڈرنا خدا کی رحمت سے ہے۔

(۵۷) جو کسی پر معترض نہ ہو اسے کبھی غلطیوں پر دوسرے معاف کرتے نظر آئیں گے۔

(۵۸) تمھارا گذری ہوئی نعمت پر شکر گذار ہونا سبب ہوگا آیندہ نعمت (پانے) کا۔

(۵۹) اقتدار غیظ و غضب کو دیرپا بنا دیتا ہے۔ انسان اپنی حالت سے خود زیادہ واقف ہے۔

(۶۰) حق پروری کے تقاضہ میں جو ناگوار صعوبتیں درپیش ہوں اُس پر صبر کرو اور ہدایت کی راہ پر چلنے میں دلپسند باتوں کی جدائی کو برداشت کرو۔

(۶۱) ابان بن تغلب بیان کرتے ہیں کہ مظلوم کربلا نے فرمایا جو شخص ہمیں دوست رکھے گا وہ ہم اہلبیت میں سے ہوگا۔ میں نے عرض کی آپ اہل بیت ہیں سے؟ امام نے فرمایا ہم اہلبیت میں سے یہ جملہ آپ نے

حتى قالها ثلاثا، ثم قال اما سمعت قول العبد الصالح فمن تبعني فانه مني -

قيل مر المنذر بن الجارود بالحسين فقال كيف اصبحت جعلني الله فداك يابن رسول الله -

(٦٢) فقال اصبحت العرب تعتد على العجم بان محمداً منها واصبحت العجم مقرة لها بذالك واصبحنا واصبحت قريش يعرفون فضلنا ولا يرون ذالك لنا، ومن البلاء على هذه الامة انا اذا دعوناهم لم يجيبونا واذا تركناهم لم يهتدوا بغيرنا -

وفي رواية اخرى :-

(٦٣) انه اجاز وفدا خطب، فقال ما ندري ما تنقم الناس منا انا لبيت الرحمة وشجرة النبوة ومعدن العلم -

(٦٤) وقال ؑ وقد مات ابن له، فلم يركأبة عليه فعوتب ذالك) انا اهل بيت نسئال الله تع فيعطينا فاذا

(٦٢) و(٦٣) نزهة الناظر في تنبيه الخاطر (٦٤) الحسين سيد علي جلال مصري

تین مرتبہ فرمایا اس کے بعد فرمایا کہ کیا تم نے عبد صالح کا قول نہیں سنا
کہ جو میری پیروی کرے گا وہ مجھ سے ہے۔

مستد بن جارود کا آپ کی طرف گذر ہوا انھوں نے پوچھا اے
فرزند رسول آپ پر قربان جاؤں کیا حال ہے؟

(۶۲) آپ نے فرمایا صورتِ حال یہ ہے کہ عرب والے عجم والوں پر فخر کرتے
ہیں کہ پیغمبر خدا ہم میں سے تھے اور عجم والے اس بات کا اعتراف کرتے
ہیں اور ہمارا اور قریش والوں کا عالم یہ ہے کہ وہ ہمارے فضل و شرف
کے معترف ہیں مگر ہمیں امام بنانے پر تیار نہیں۔ اس اُمت کے لیے
مصیبت یہ ہے کہ جب ہم انھیں بلاتے ہیں تو یہ ہماری سُنتے نہیں اور
اگر ہم انھیں چھوڑ دیتے ہیں تو بغیر ہمارے یہ ہدایت پا نہیں سکتے۔
ایک دوسری روایت میں ہے:۔

(۶۳) کہ اخطب کا وفد گذرا تو آپ نے فرمایا کہ سمجھ میں نہیں آتا کہ ہم جو رحمت
کے گھر والے نبوت کا شجر اور علم کی کان ہیں آخر ہم سے کس بات پر لوگ
ناراض ہیں۔

(۶۴) آپ کے ایک بچے کا انتقال ہو گیا مگر آپ پر رنج و غم کا کوئی اثر نہ دکھا
گیا، اس پر لوگوں نے کچھ کہا سُنا تو آپ نے ارشاد فرمایا ہم اہلِ بیت
خدا سے سوال کرتے ہیں تو وہ ہمیں عنایت فرماتا ہے اور جب وہ کسی ایسی بات کا

اراد ما نذكره فيما يجب

رضينا -

دخل عليه رجل فسلم فرد الحسينؑ

قال يا بن رسول الله مسئلة -

(٦٥) فقالؑ هات قال كم بين الايمان واليقين،

قالؑ اربع اصابع ، قال كيف قالؑ الايمان

ماسمعناه ، واليقين ما رايناه ، وبين السمع والبصر

اربع اصابع قال فكم بين السماء والارض قالؑ

دعوة مستجابة قال فكم بين المشرق والمغرب

قالؑ مسيرة يوم للشمس ، قال فما عز المرء قالؑ

استغناءه عن الناس ، قال فما اقبح شى

قالؑ الفسق فى الشيخ قبيح والحدة

فى السلطان قبيحة والكذب فى ذى الحسب

قبيح والبخل فى ذى الغنى والحرص

فى العالم قال صدقت يا بن رسول اللهؐ،

فاخبرنى عن عدد الائمة بعد رسول اللهؐ

قالؑ اثنى عشر عدد نقباء بنى اسرائيل قال

---

(٦٥) كفاية الاثر فى النصوص على الائمة الاثنى عشر

ارادہ کرتا ہے جسے ہم ناپسند کرتے ہیں مگر اس کی مرضی اسی میں ہوتی ہے تو ہم بھی اسی کی مرضی پر راضی ہو جاتے ہیں۔

آپ کی خدمت میں ایک شخص آیا اور سلام کیا امام نے جواب سلام دیا۔ اس نے کہا مولا ایک سوال پوچھنا ہے:۔

(۶۵) امام نے فرمایا پوچھو۔ اس نے کہا ایمان اور یقین میں کتنا فرق ہے؟ فرمایا چار انگل کا۔ کہا کیسے؟ فرمایا ہم جو کچھ سُنیں وہ تو ہے ایمان اور جو کچھ دیکھیں وہ ہے یقین اور آنکھ اور کان کے درمیان چار انگل کا فاصلہ ہے۔ اس نے کہا آسمان و زمین کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ فرمایا کہ ایک مقبول دعا کا (یعنی مقبول دعا کے آسمان تک پہنچنے میں دیر نہیں لگتی)۔ پوچھا مشرق و مغرب کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ فرمایا بس اتنا ہی کہ آفتاب ایک دن میں طے کر لیتا ہے۔ پوچھا مرد کی عزت کیا ہے؟ فرمایا لوگوں سے بے نیاز رہنا۔ پوچھا بدترین چیز کیا ہے؟ آپ نے جواب دیا بدکاری بوڑھے کے لیے بدترین ہے، تیزی و تندی بادشاہ کے لیے بدترین ہے، جھوٹ صاحب کمال کے لیے بدترین ہے، بخل مالدار کے لیے بدترین ہے، لالچ عالم کے لیے بدترین ہے۔ اس نے کہا سچ فرمایا آپ نے اے فرزند رسول۔ اچھا مجھے بتائیے کہ بعد پیغمبر کتنے امام ہوں گے؟ آپ نے فرمایا "بارہ[۱۲]" نقبا بنی اسرائیل کی تعداد کے مطابق۔ اس نے کہا

فسمهم فاطرق ثم رفع راسه فقال نعم اخبرك يا اخا العرب ان الامام والخليفة بعد رسول الله ؐ امیر المومنین علی ابن ابیطالب والحسن وانا وتسعة من ولدی منهم علی ابنی وبعده ابنه محمد وبعده ابنه جعفر وبعده موسی ابنه وبعده علی ابنه وبعده محمد ابنه وبعده علی ابنه وبعده الحسن ابنه وبعده الخلف المهدی هو التاسع من ولدی یقوم بالدین فی اخر الزمان -

قیل سئل امیر المومنین ابنه الحسین فقال یا بنی ما السؤدد فقال ؑ اصطناع العشیرة ، واحتمال الجریرة، (٦٦) قال فما الغنی ، قال قلة امانیك والرضا بما یكفیك قال فما الفقر قال الطمع وشدة القنوط قال فما اللوم قال احراز المرء نفسه واسلامه عرسه قال فما الخرق قال معاداتك امیرك ومن یقدر علی ضرك ونفعك ....

(٦٦) بحار الانوار جلد ١٧

سب کے نام بتائیے۔ امام کچھ دیر سر جھکائے رہے پھر آپ نے سر اُٹھاکر ارشاد فرمایا اچھا اے عرب کے رہنے والے میں تمھیں نام بھی بتاتا ہوں۔ پیغمبر کے بعد امام و خلیفہ امیر المومنین علی ابن ابی طالب ہیں اُن کے بعد حسَن، اُن کے بعد میں اور میرے بعد میری نسل سے ۹ افراد۔ میرے بیٹے علی، اُن کے بعد علی کے فرزند محمد، اُن کے بعد محمد کے فرزند جعفر، اُن کے بعد جعفر کے فرزند موسیٰ، اُن کے بعد ان کے فرزند علی (رضا) انکے بعد اُن کے فرزند محمد، اُن کے بعد اُن کے فرزند علی، اُن کے بعد اُن کے فرزند حسَن، اُن کے بعد مہدیؑ ۔ وہ میری نسل سے نویں فرزند ہوں گے جو آخر زمانہ میں دین کے حاکم ہوں گے۔

امیر المومنینؑ نے اپنے فرزند امام حسینؑ سے پوچھا بیٹا! سرداری کیا ہے؟

(۶۶) آپ نے جواب دیا قرابتداروں کے ساتھ احسان کرنا۔ ان سے اگر کوئی خطا ہو جائے جس کا انھیں تاوان دینا پڑے تو ان کی طرف سے تاوان ادا کردینا۔ امیر المومنین نے پوچھا مالداری کیا ہے؟ کہا آرزوؤں کا کم ہونا اور بقدر ضرورت پر راضی رہنا پوچھا محتاجی کیا ہے؟ کہا لالچ اور بیحد مایوسی۔ پوچھا ذلت کیا ہے؟ کہا انسان کا اپنی جان عزیز رکھنا اور زن مُرید ہونا۔ پوچھا بے ڈھنگا پن کیا ہے؟ کہا اپنے حاکم اور اس سے جو اس کے نفع و نقصان پر قدرت رکھتا ہو دشمنی کرنا۔ اس کے بعد

ثم التفت الى الحارث الاعور فقال یا حرث
علموا اولادکم هذه الحکم، فانها زیادة فی العقل
والحزم والرای (یعنی هذا الکلام)

قیل لهٗ من اعظم الناس قدرا

(٦٧) فقال من لم یبال الدنیا فی یدای من کانت۔

قال له رجل بنیت دارا احب ان تدخلها و
تدعو الله فدخلها فنظر الیها۔

(٦٨) ثم قال اخربت دارك وعمرت دار غیرك
غرك من فی الارض و مقتك من
فی السماء۔

(٦٩) وقال ع احذروا كثرة الحلف فانه
یحلف الرجل لخلال اربع اما لمهانة
یجدها فی نفسه تحثه علی الضراعة الی
تصدیق الناس ایاه واما لعی فی المنطق،
فیتخذ الایمان حشوا وصلة لکلامه واما التهمة
عرفها من الناس له فیری انهم لا یقبلون
قوله الا بالیمین واما لارساله لسانه من غیر تثبیت۔

(٦٧) جامع الاخبار (٦٨) مجموعه ورام (٦٩) نزهة الناظر فی تنبیه الخاطر

امیرالمومنین حارث اعور کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ حارث یہ حکمت کی باتیں اپنے بچوں کو تعلیم دو کیونکہ یہ (یعنی امام حسین کا کلام) عقل و دُور اندیشی اور سمجھ بوجھ میں زیادتی کا باعث ہے۔

آپ سے پوچھا گیا کہ تمام لوگوں سے قدر و منزلت میں کون بڑھا ہوا ہے؟

(٦٧) آپ نے فرمایا وہ جسے اس کی پروا نہ ہو کہ دنیا کس کے ہاتھوں میں ہے۔

ایک شخص نے آپ سے عرض کی کہ میں نے ایک گھر بنایا ہے چاہتا ہوں کہ آپ اس میں جلوہ فرما ہوتے اور دعا فرماتے۔

(٦٨) آپ تشریف لائے دیکھا بھالا پھر ارشاد فرمایا تم نے اپنے (اصلی) گھر کو ویران کیا اور دوسرے کے گھر کو آباد کیا زمین کے رہنے والے تو تمھاری عزت کریں گے (کہ بڑا اچھا گھر بنایا) اور آسمان والا تمھیں ناپسند کرے گا۔

(٦٩) امام نے فرمایا زیادہ قسمیں کھانے سے پرہیز کرو کیونکہ انسان چار باتوں ہی کی وجہ سے قسم کھاتا ہے یا تو احساس کمتری کی وجہ سے جو اسے آمادہ کرتا ہے کہ وہ قسم کھا کر لوگوں سے اپنے قول کی تصدیق کی التجا کرے۔ یا ٹھیک طرح بات کرنے کا سلیقہ نہ ہونے کی وجہ سے لہذا اپنی گفتگو کے بیچ بیچ بھرتی اور سخن تکیہ کے طور پر قسم کھاتا ہے یا متہم ہونے کی وجہ سے جانتا ہو کہ لوگ مجھے سچا نہیں سمجھتے اور جب تک میں قسم نہ کھاؤں میری بات تسلیم ہی نہ کریں گے۔ یا اپنی زبان کو بے لگام چھوڑ دینے کی وجہ سے قسم کھاتا ہے۔

(٧٠) وقال ؑ اذا كان يوم القيامة نادى منادى ايها الناس من كان له على الله اجر فليقم فلا يقوم الا اهل المعروف ، وكان ؑ كثيرا ما يتمثل ويقول ؎

يا اهل لذات دنيا لا بقاء لها

ان اغترار ابظل زائل حمق

(٧١) وقال ؑ الناس عبيد الدنيا ، والدين لعق على السنتهم يحوطونه ما درت معايشهم فاذا محصوا بالبلاء قل الديانون و هذا الكلام مالا تصاب له قيمة ولا يقرن اليه كلام وكفى به موعظة وحكمة وعبرة لناظر مفكر ۔

(٧٢) وقال ؑ القران ظاهره انيق وباطنه عميق ۔

جاء رجل الى امير المومنين ؑ فقال اخبرني ان كنت عالماً عن الناس وعن اشباه الناس وعن النسناس فقال امير المومنين يا حسين اجب الرجل ۔

(٧٣) فقال ؑ اما قولك اخبرني عن الناس

---

(٧٠) ارشاد مفيد (٧١) كشف الغمه (٧٢) جامع الاخبار (٧٣) مراة العقول شرح كافى

(۷۰) آپ نے فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک منادی ندا کرے گا اے لوگو تم میں سے جس کسی کا کوئی اجر خدا کے ذمہ ہو وہ اُٹھ کھڑا ہو۔ یہ ندا سُن کر نیکی کرنے والے اُٹھ کھڑے ہوں گے۔ آپ اکثر یہ شعر بطور مثال پڑھا کرتے تھے

اے وہ جسے دنیا کی لذتیں حاصل ہیں ان لذتوں کو بقا نہیں

زائل ہو جانے والے سایہ سے فریب کھانا حماقت ہے۔

(۷۱) آپ نے فرمایا لوگ دنیا کے بندے ہیں اور دین اُن کی زبان پر چاٹ کی طرح ہے جب تک اس دین کے ذریعہ سامان معیشت ملتا رہتا ہے اس دین کی حفاظت کرتے ہیں لیکن جب آزمایش میں پڑتے ہیں تو دین دار بہت تھوڑے رہ جاتے ہیں۔ (اس کلام کی قدر و قیمت کا اندازہ نہیں ہو سکتا نہ کوئی کلام اس کلام کے برابر سمجھا جا سکتا ہے اور یہ جملہ غور و فکر کرنے والے کو نصیحت حکمت اور عبرت کے لیے کافی ہے)۔

(۷۲) قرآن کا ظاہر بہت ہی خوشنما اور باطن بیحد گہرا ہے۔

ایک شخص امیر المومنین کی خدمت میں آیا اور کہا کہ اگر آپ واقعی عالم ہیں تو ناس۔ اشباہ ناس اور نسناس مجھے بتائیے۔ امیر المومنین علیہ السلام نے امام حسین سے فرمایا کہ اس شخص کو جواب دو۔

(۷۳) امام حسین نے ارشاد فرمایا کہ تم نے یہ جو کہا ہے کہ ناس (یعنی حقیقی انسان)

فنحن الناس ولذالك قال الله تبارك
وتعالى ذكره في كتابه افيضوا من حيث
افاض الناس رسول الله الذى افاض
بالناس واما قولك اشباه الناس
فهم شيعتنا وهم موالينا وهم
منا ولذالك قال ابراهيم فمن تبعني
فانه مني واما قولك النسناس فهم السواد
الاعظم ثم اشار الى جماعة الناس ثم
قال ان هم الا كالانعام بل هم اضل سبيلا۔

(٧٤) وقالؑ ان من حسن المرء تركه
ما لا يعنيه۔

(ويروى هذا عن النبيؐ ولا عجب ان وافق كلامه
كلام جده اذ مستقاه من بحر النبوة)۔

وتذاكروا العقل عند معاوية۔

(٧٥) فقالؑ لا يكمل العقل الا باتباع الحق۔

فسئله رجل فقال يا اباعبد الله متى يجب في عطاء الصبي

(٧٦) فقالؑ اذا استهل وجب عطاءه

(٧٤) و(٧٥) بحار الانوار جلد ١٧ (٧٦) الحسين سيد علي جلال المصري

کے متعلق مجھے بتائیے تو سُنو حقیقی انسان ہم ہیں اسی وجہ سے خداوند عالم نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے" جہاں سے انسان چل کھڑے ہوں تم بھی چل کھڑے ہو۔ رسول اللہ ہی تو وہ تھے جو لوگوں کو ساتھ لے کر چل کھڑے ہوے۔ اب رہ گیا تمھارا سوال اشباہ (یعنے انسانوں سے ملتے ہوے اشخاص) کے متعلق تو وہ ہمارے دوستدار اور شیعہ ہیں اسی وجہ سے جناب ابراہیم نے کہا تھا جس نے میرا اتباع کیا وہ مجھ سے ہے، رہ گئے نسناس تو وہ سواد اعظم ہیں یہ کہہ کر آپ نے لوگوں کی بھیڑ کی طرف اشارہ کیا اس کے بعد آپ نے یہ آیت پڑھی " وہ چوپایوں کے ایسے ہیں بلکہ وہ اور بھی زیادہ راہ سے بھٹکے ہوے ہیں"۔

(۷۴) آپ نے فرمایا کہ انسان کی خوبی سے یہ بات ہے کہ وہ بے مطلب کی باتیں چھوڑ دے۔

(یہ فقرہ حضرت سرور کائنات سے بھی مروی ہے تعجب نہیں کہ توارد ہوا ہو کیونکہ امام حسین کی سیرابی بھی تو بحر نبوت ہی سے تھی)۔

معاویہ کے پاس لوگوں نے عقل کا تذکرہ کیا۔

(۷۵) تو آپ نے فرمایا عقل اُسی وقت کامل ہو گی کہ جب حق کی پیروی ہو۔

اس پر ایک شخص نے پوچھا اے ابو عبداللہ بچہ کو دینا کب واجب ہے؟

(۷۶) آپ نے فرمایا کہ جب بچہ پیدا ہونے کے بعد بلند آواز سے رونے لگے

ورزقه۔

(۷۷) وقالؑ من عادانا فلرسول اللهؐ يعادی ۔

(۷۸) وقالؑ ان جميع ماطلعت عليه الشمس فی مشارق الارض ومغاربها، بحرها وبرها وسهلها وجبلها عند ولی من اولياء الله واهل المعرفة بحق الله كفيئ الظلال ثم قالؑ الاحريدع هذه اللماظة لاهلها يعنی الدنيا ليس لانفسكم ثمن الا الجنة فلا تبيعوها بغيرها فانه من رضی من الله بالدنيا فقد رضی بالخسيس۔

خاتمة فی مواضيع مختلفة

(۷۹) قالؑ اناوبنی امية تعادينا فی الله فنحن وهم كذالك الی يوم القيامة فجاء جبريلؑ براية الحق فركزها بين اظهرنا، وجاء ابليس براية الباطل فركزها بين اظهرهم، وان اول قطرة سقطت علی وجه الارض من دم المنافقين

(۷۷) قواعدالدين جلد ۲ سيد حسين عرب باغی (۷۸) نفثة المصدور للمحدث شيخ عباس قمی ۔
(۷۹) بحارالانوار جلد ۸ ص ۳۴۳ ۔

تب اس کی عطا اور اس کا رزق واجب ہو گا۔

(۷۷) جس نے ہم سے عداوت کی اس نے پیغمبر خدا سے عداوت کی ۔

(۷۸) آپ نے فرمایا آسمان جتنی چیزوں پر طلوع کرتا ہے مشرق و مغرب، خشکی و تری، ہموار و ناہموار زمین غرضکہ تمام چیزیں خدا کے اولیاء ہیں ہر ولی اور حق خدا کی معرفت رکھنے والے کے نزدیک یوں ہے جیسے سایہ دار چیز کا سایہ پھر آپ نے فرمایا شریف شخص اس دنیا کو دنیا والوں ہی کے لیے چھوڑ دیتا ہے ۔ تمھارے نفوس کی کوئی چیز قیمت بن ہی نہیں سکتی سوا جنت کے لہذا جنت کے علاوہ اور کسی چیز کے بدلے اپنے نفوس کو نہ بیچو کیونکہ جو شخص خدا سے صرف دنیا لینے پر راضی ہو گیا وہ بہت ذلیل اور گھٹیا چیز پر راضی ہوا ۔

خاتمہ۔ مختلف موضوعات پر آپ کے کلمات

(۷۹) آپ نے فرمایا ہم اور بنی اُمیہ خدا کے بارے میں ایک دوسرے کے دشمن ہیں۔ ہم اور وہ قیامت تک یوں ہی ایک دوسرے کے دشمن رہیں گے ۔ جبریل حق کا علم لے کر آئے اور انھوں نے اسے ہمارے درمیان نصب کر دیا اور شیطان باطل کا جھنڈا لے کر آیا اور اسے بنی امیہ کے درمیان نصب کر دیا ۔ پہلا قطرہ جو منافقین کے خون سے روئے زمین پر

دم عثمان بن عفان -

(٨٠) وقال ع ان عثمان جيفة على الصراط من اقام عليها اقام على اهل النار ومن جاوزه جاوز الى الجنة -

عن حبيب ابن مظاهر الاسدى انه قال للحسين ع اى شى كنتم قبل ان يخلق الله عزوجل ادم -

(٨١) فقال ع كنا اشباح نور ندور حول عرش الرحمن فنعلم للملائكة التسبيح والتحليل والتحميد -

(٨٢) وقال ان ابابكر وعمر عمدا الى الامر وهولنا كله فجعلا لنا فيه سهما كسهم الجدة اما والله ليهمهما انفسهما يوم يطلب الناس فيه شفاعتنا -

(٨٣) وقال ع ما اعلم احدا على ملة ابراهيم الا نحن وشيعتنا وسائر الناس منها براء -

عن نضر بن مالك قال قلت للحسين بن على يا ابا عبد الله حدثنى عن قول الله عزوجل هذان خصمان اختصموا فى ربهم -

---

(٨٠) بحار الانوار جلد ٨ صفحه ٣٤٣ (٨١) اسماء والعالم صفحه ٣٢٦ (٨٢) بحار الانوار جلد ٨ صفحه ١٤٨
[illegible]

بہا ہے وہ عثمان کا خون ہے۔

(۸۰) آپ نے فرمایا کہ عثمان پل صراط پر ایک مردار ہے جو اس کے پاس آکر کھڑا ہو گیا وہ اہل جہنم میں مقیم ہوگا اور جو اس پر سے گذر گیا وہ گذر کے جنت میں پہنچ جائے گا۔

جناب حبیب بن مظاہر اسدی نے آپ سے پوچھا کہ جناب آدم کی خلقت کے قبل آپ کیا تھے۔

(۸۱) فرمایا ہم نور کے پیکر تھے، عرش خدا کے گرد گھومتے اور ملائکہ کو تسبیح و تہلیل و تحمید کی تعلیم دیتے تھے۔

(۸۲) ابوبکر و عمر نے امر خلافت کو اپنا لیا حالانکہ خلافت پوری کی پوری ہمارے لیے تھی انھوں نے اس خلافت میں ہمارا اس طرح کا حصہ رکھا جیسا میراث میں دادی کا ہوا کرتا ہے۔ خدا کی قسم جس دن لوگ ہماری شفاعت کے طلبگار ہوں گے اس دن ان کے نفس انھیں فکر و اندوہ میں ڈالیں گے۔

(۸۳) آپ نے فرمایا میں تو ملت ابراہیمی پر کسی کو نہیں دیکھتا بس ہم اور ہمارے شیعہ ملت ابراہیمی پر ہیں اور تمام لوگ اس ملت ابراہیمی سے الگ ہیں۔

نضر بن مالک سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام حسین سے عرض کی کہ اے ابو عبداللہ قول خداوند عالم "یہ دو جھگڑالو ہیں جنھوں نے اپنے پروردگار کے بارے میں جھگڑا کیا" کی تفسیر فرمائیے۔

(۸۴) فقال ؑ نحن و بنی امیة اختصمنا فی الله عز وجل قلنا صدق الله وقالوا کذب الله فنحن وایاهم الخصمان یوم القیامة۔

قال الحرث الاعور للحسین بن علی یابن رسول الله جعلنی الله فداك اخبرنی عن قول الله فی کتابه المبین والشمس وضحٰها۔

(۸۵) فقال علیه السلام ویحك یا حارث محمد رسول اللهؐ قال قلت والقمر اذا تلٰها قال ذاك امیر المومنین علی ابن ابی طالب یتلو محمداً قال قلت والنهار اذا جلّٰها قال ذاك القائم من آل محمدؑ یملاء الارض عدلا و قسطا، واللیل اذا یغشٰها بنوامیة۔

(۸۶) وقال ؑ منا اثنا عشر مهدیا اولهم امیر المومنین علی ابن ابی طالب و آخرهم التاسع من ولدی وهو الامام القائم بالحق یحیی الله

(۸۴) خصال الصدوق جلد ۱ (۸۵) بحار جلد، ص۱۲۵ (۸۶) کمال الدین صدوق ص۸۴

(۸۴) فرمایا ہم نے اور بنو امیہ نے اللہ کے بارے میں نزاع کی۔ ہم نے کہا "خدا نے سچ کہا ہے" اور بنی امیہ نے کہا "خدا نے جھوٹ کہا ہے" لہٰذا ہم اور بنی امیہ ہی قیامت کے دن دو جھگڑا کرنے والے ہوں گے۔

حارث اعور نے امام حسینؑ سے کہا فرزند رسول قربان جاؤں خداوند عالم نے اپنے کلام پاک میں والشمس وضحٰھا جو فرمایا ہے تو اس سے کیا مُراد ہے؟

(۸۵) تو آپ نے فرمایا وائے ہو تم پر اے حارث شمس سے مراد حضرت محمد مصطفےٰؐ ہیں۔ حارث کہتے ہیں میں نے پوچھا والقمر اذا تلٰھا (قسم ہے چاند کی جو سورج کے پیچھے چلتا ہے) سے کیا مراد ہے فرمایا اس سے مراد امیرالمومنین علی ابن ابی طالب ہیں جو آں حضرتؐ کے نقش قدم پر چلنے والے ہیں۔ میں نے کہا والنہار اذا جلّٰھا (قسم ہے دن کی جب اسے روشن کیا) سے کیا مراد ہے فرمایا اس سے مراد قائم آل محمدؑ ہیں جو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے اور واللیل اذا یغشٰھا (قسم ہے رات کی جب وہ دن کو ڈھک لے) سے مراد بنوامیہ ہیں۔

(۸۶) آپ نے فرمایا ہم میں سے بارہ مہدی ہوں گے۔ اول اُن کے امیرالمومنین علی ابن ابی طالب اور آخر اُن کے میری نسل سے نواں فرزند ہمارا ہے اور وہ امام قائمؑ بالحق ہیں خدا اُن کے ذریعہ

به الارض بعد موتها ويظهر به الدين ويحق الحق على الدين كله ولو كره المشركون ، له غيبة يرتد فيها اقوام و يثبت على الدين فيها آخرون فيؤذون ويقال لهم متى هذا الوعد ان كنتم صادقين - اما ان الصابر فى غيبته على الاذى والتكذيب بمنزلة المجاهد بالسيف بين يدى رسول الله -

(٨٧) وقال ع فى التاسع من ولدى سنة من يوسف ، وسنة من موسى ع وهو قائمنا اهل البيت يصلح الله له امره فى ليلة وواحدة -

(٨٨) وقال ع قائم هذه الامة هو من ولدى وهو صاحب الغيبة هو الذى يقسم ميراثه وهو حى -

عن الحرث بن مغيرة النضرى قال قلت لابى عبد الله الحسين بن على باى شئ نعرف المهدى -

(٨٩) فقال ع بالسكينة والوقار ، قلت وباى شئ

---

(٨٧) كمال الدين صدوق ص٣٨٦ (٨٨) بحار الانوار ص٤٣ (٨٩) عقد الدرر فى اخبار المهدى يوسف بن على المقدسى الشافعى -

زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کرے گا اور دین کو تنجیاب کرے گا اور تمام دینوں پر پورا پورا غلبہ عنایت فرمائے گا چاہے مشرکوں کو ناپسند ہی کیوں نہ ہو۔ انھیں غیبت ہو گی جس میں بہت سے گروہ مرتد ہو جائیں گے اور کچھ دوسرے گروہ دین پر باقی رہیں گے جن کو ستایا جائے گا اور اُن سے کہا جائے گا کہ اگر تم سچے ہو تو (مہدیؑ کے ظہور کا) وعدہ کب پورا ہو گا۔ جو شخص اُن کے زمانۂ غیبت میں اذیتوں پر اور جھٹلائے جانے پر صبر کرے گا تو اس کی قدر و منزلت اس شخص کی ایسی ہو گی جو تلوار لے کر پیغمبر خداؐ کے قدموں میں جہاد کرے۔

(۸۷) آپ نے فرمایا کہ میرے نویںؑ فرزند میں جناب یوسف کی سیرت بھی ہو گی اور جناب موسیٰ کا کردار بھی۔ وہ ہم اہلبیت کے قائم ہیں خدا اُن کے امور کو ایک رات میں ٹھیک کر دے گا۔

(۸۸) آپ نے فرمایا کہ اس امت کے قائمؑ میری نسل سے ہوں گے وہی صاحب غیبت ہیں۔ وہ وہی ہیں جن کی میراث ان کے جیتے جی ہی تقسیم ہو جائے گی۔

حرث بن مغیرہ نضری کہتے ہیں کہ میں نے امام حسینؑ سے پوچھا کہ ہم کن علامات کے ذریعہ مہدی کو پہچانیں گے؟۔

(۸۹) آپ نے فرمایا سکون و وقار دیکھ کر۔ میں نے کہا اور کس چیز سے؟

قال بمعرفة الحلال والحرام وبحاجة الناس
اليه ولا يحتاج الى احد -

(٩٠) وقال ؑ لا يكون الامر الذی تنتظرونه (یعنی ظهور المهدی) حتی يبرء بعضكم من بعض ويشهد بعضكم على بعض ويلعن بعضكم بعضا (قال الراوی فقلت ما فی ذالك الزمان من خير) فقال ؑ الخير كله فی ذالك الزمان يخرج المهدی فيرفع ذالك -

(٩١) وقال ؑ لصاحب هذا الامر غيبتان احدهما تطول حتی يقول بعضهم مات و بعضهم قتل وبعضهم ذهب ولا يطلع علی امره الا الذی يلی امره -

عن محمد بن الصامت قال قلت لابی عبد الله الحسين بن علی اما من علامة بين يدی هذا الامر یعنی ظهور المهدی فقال ؑ بلی قلت و ماهی -

(٩٢) قال ؑ هلاك العباس، وخروج السفيانی، والخسف بالبيداء

(٩٠) و (٩١) و (٩٢) عقد الدرر -

کہا حلال وحرام خدا کی معرفت کا حامل ہونا اور لوگوں کا اُن کا محتاج ہونا
اور اُن کا کسی کا محتاج نہ ہونا ۔

(۹۰) آپ نے فرمایا کہ وہ بات نہیں ہونے کی جس کی تم راہ دیکھ رہے ہو (یعنی ظہور مہدی آخرالزماں) جب تک کہ تمھارے بعض بعض سے برات نہ کریں، تمھارے بعض بعض کے خلاف گواہی نہ دیں اور تمھارے بعض بعض پر لعنت نہ بھیجنے لگیں۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کی تب تو اس زمانے میں کوئی بھلائی نہیں ہوگی؟ آپ نے فرمایا کہ ساری بھلائی تو اسی زمانے میں ہوگی۔ مہدی ظہور کریں گے اور ان سب باتوں کو برطرف کردیں گے ۔

(۹۱) آپ نے فرمایا کہ صاحب الامر کے لیے دو غیبتیں ہوں گی (ایک مختصر) اور ایک اتنی طولانی کہ بعض کہیں گے کہ انتقال کر گئے، کوئی کہے گا قتل ہو گئے، بعض کہیں گے کہ کہیں چلے گئے۔ ان کی حقیقت حال سے کوئی باخبر نہ ہوگا سوا اس کے جو اُن کے امور کا نگراں ہوگا ۔

محمد بن صامت نے حضرت سے ظہور حضرت حجت کی علامت کے متعلق سوال کیا آپ نے فرمایا کہ ہاں بہت سی علامتیں ہیں۔ انھوں نے پوچھا وہ کیا؟

(۹۲) آپ نے فرمایا عباس کی ہلاکت اور سفیانی کا خروج اور بیداء (ایک مقام

قلت جعلت فداك اخاف ان يطول هذا الامر، قال ع انما هو كنظام الخرز يتبع بعضه بعضا۔

(٩٣) وقال ع اذا رأيتم نارا من المشرق ثلاثة ايام او سبعة فتوقعوا فرج آل محمد انشاء الله ثم قال ينادي من السماء منادي باسم المهدي فيسمع من المشرق والمغرب حتى لا يبقى راقد الا استيقظ ولا قائم الا قعد ولا قاعد الا قام على رجليه فزعا فرحم الله من سمع ذالك الصوت فاجاب فان الصوت الاول صوت جبرئيل روح الامين۔

(٩٤) وقال ع لو قام المهدي، لانكره الناس، لانه يرجع اليهم شابا وهم يظنونه شيخا كبيرا۔

(٩٥) وقال ع اذا خرج المهدي لم يكن بينه وبين المعرب وقريش الا السيف وما يستعجلون بخروج المهدي، ماالباسه والله اعلم الا الغليظ والاطعامه الا الشعير وماهو الا والموت تحت ظل السيف۔

---

(٩٣) د (٩٤) د (٩٥) عقد الدرر۔

میں زمین کا دھنسنا۔ محمد بن صامت کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی تب تو بڑی دیر لگے گی۔ آپ نے فرمایا یہ علامات مثل پوتھ کی لڑی کے ہیں ایک کے بعد دوسرے دوسرے کے بعد تیسرے واقعات مسلسل ظہور میں آئیں گے۔

(۹۳) آپ نے فرمایا کہ جب تم مشرق کی طرف سے آگ تین دن یا سات دن تک روشن ہوتے دیکھنا تو کشائش آل محمد (ظہور حضرت حجت) کے متوقع رہنا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ آسمان سے ایک منادی مہدی کا نام لے کر پکارے گا اور وہ آواز مشرق و مغرب سے سُنی جائے گی وہ آواز ایسی ہوگی کہ سوتا ہوا شخص بیدار اور کھڑا ہوا بیٹھ جائے گا اور بیٹھا ہوا خوف کے مارے اٹھ کھڑا ہوگا۔ پس خدا رحمت نازل کرے گا اس پر جو اس آواز کو سُنے اور سُن کر لبیک کہے کیونکہ پہلی آواز جبرئیل روح الامین کی ہوگی۔

(۹۴) آپ نے فرمایا کہ جس وقت مہدی ظہور فرمائیں گے تو لوگ انھیں پہچانیں گے نہیں کیونکہ لوگ انھیں بوڑھا سمجھے ہوں گے اور وہ نوجوانی کے عالم میں اُن کے پاس آئیں گے۔

(۹۵) آپ نے فرمایا کہ جس وقت مہدی ظہور فرمائیں گے تو ان کے اور عرب و قریش کے درمیان بس تلوار ہی رہے گی (اسی لیے) یہ ان کا جلد ظاہر ہونا نہیں چاہتے۔ خدا بہتر جانتا ہے اُن کا لباس موٹا ہی ہوگا اور اُن کی غذا جو ہوگی اور نہیں ہوں گے لیکن موت تلوار کے سایہ تلے۔

عن عيسى الخشاب قال قلت للحسين بن علی انت صاحب هذا الامر۔

(٩٦) قال ع لا ولكن صاحب هذا الامر الطريد الشريد الموتور بابيه المكنى بعمه يضع سيفه على عاتقه ثمانية اشهر۔

مر عليه السلام على حلقة من بنی امية وهم جلوس فی مسجد الرسول صلعم۔

(٩٧) فقال ع اما والله لا يذهب الدنيا حتى يبعث الله منی رجلا يقتل منكم الفا ومع الالف الفا ومع الالف الفا فقلت جعلت فداك ان هولاء اولاد كذا وكذا لا يبلغون هذا، فقال ويحك ان فی ذالك الزمان يكون الرجل من صلبه كذا وكذا رجلا وان مولى القوم من انفسهم

(٩٨) وقال ع للمهدی خمس علامات، السفيانی، واليمانی والصيحة من السماء والخسف بالبيداء

(٩٦) بحار جلد ١٣ (٩٧) غيبة الطوسی (٩٨) عقد الدرر

عیسیٰ خشاب کہتے ہیں کہ میں نے امام حسین علیہ السلام سے پوچھا
کہ آپ ہی صاحب الامر ہیں؟

(۹۶) آپ نے فرمایا نہیں لیکن صاحب الامر وہ ہے جو نکالا ہوا بھگایا ہوا ہوگا جو اپنے باپ کا انتقام لے گا جس کی کنیت اس کے چچا کے نام پر ہوگی۔ ۸ مہینے تک تلوار اپنے کاندھوں پر لیے رہے گا۔

آپ بنی امیہ کی ایک جماعت کی طرف سے گذرے جو مسجد رسولؐ میں حلقہ کیے بیٹھے تھے۔

(۹۷) آپ نے فرمایا قسم بخدا یہ دنیا اس وقت تک ناپید نہ ہوگی جب تک کہ میری نسل سے خدا ایک ایسا شخص نہ لائے جو تم میں سے ہزار در ہزار اور ہزار در ہزار کو قتل نہ کرے۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کی میں آپ پر فدا ہوجاؤں یہ لوگ اتنے گنتی کے افراد کی اولاد ہیں اور اتنے شخصوں کی اولاد اتنی تعداد کو نہ پہنچے گی (جتنی آپ نے ابھی کہی ہے) آپ نے فرمایا وائے ہو تجھ پر اس زمانے میں آدمی کے صلب سے اتنی اتنی اولاد پیدا ہوگی پھر ان کے غلام اُن کے دوست ان کے احباب بھی تو انھیں میں شمار کیے جائیں گے۔

(۹۸) آپ نے فرمایا کہ مہدیؑ کی پانچ نشانیاں ہیں۔ سفیانی کا خروج اور یمنی والے کا نکلنا اور آسمان سے شدید آواز اور بیداء میں زمین کا دھنسنا

وقتل النفس الزكية -

(٩٩) وقال ؑ يملك المهدی تسعة عشر واشهر -

عن بشر بن غالب الاسدی قال قال لی الحسینؑ -

(١٠٠) یا بشر ما بقاء قریش اذا قدم القائم منهم خمسمائة رجل فضرب اعناقهم صبرا ثم قدم خمسمائة فضرب اعناقهم ثم قدم خمسمائة فضرب اعناقهم صبرا (قال فقلت اصلحك الله ایبلغون ذالك) فقال ؑ ان مولی القوم منهم -

(١٠١) وقال ؑ والذی نفس حسین بیده ، لا ینتهی بنی امیة ملکهم حتی یقتلوننی وهم قاتلی فلوقد قتلونی لم یصلوا جمیعا ابدا ولم یاخذوا عطاء فی سبیل الله جمیعا ابدا ان اول قتیل هذه الامة انا و اهل بیتی والذی نفس حسین بیده لا تقوم الساعة وعلی الارض هاشمی یطرق -

(٩٩) عقد الدرر (١٠٠) بحار جلد ١٣ صـ ١٩٣ (١٠١) کامل الزیارة

اور نفس زکیہ کا قتل ہونا۔

(۹۹) آپ نے فرمایا کہ مہدیؑ ۱۹ برس اور چند مہینے بادشاہت کریں گے۔

بشر بن غالب اسدی کہتے ہیں کہ مجھ سے امام حسینؑ نے ارشاد فرمایا۔

(۱۰۰) اے بشر اس وقت قریش کا وجود باقی نہ رہے گا جب حضرت قائمؑ قریش کے ۵۰۰ افراد کو آگے کریں گے اور ان کو روک کر سب کی گردن مار دیں گے پھر ۵۰۰ آگے بڑھائیں گے اور اُن کی گردن ماریں گے پھر ۵۰۰ آگے بڑھائیں گے اور اُن کو روک کر تہ تیغ کریں گے۔ میں نے کہا خدا آپ کا بھلا کرے کیا وہ اتنی تعداد میں ہوں گے؟ تو آپ نے فرمایا کہ کسی قوم کے غلام یا دوست بھی اسی قوم میں شمار ہوتے ہیں۔

(۱۰۱) آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ بنی امیہ کی سلطنت اس وقت تک ختم نہ ہو گی جب تک مجھے قتل نہ کر لیں اور یہی بنی امیہ میرے قاتل ہیں اگر انھوں نے مجھے قتل کیا تو پھر کبھی ان کی شیرازہ بندی قائم نہیں ہو سکے گی۔ نہ انھیں جمع ہو کر نمازیں ادا کرنے کا موقع ملے گا اور نہ خیر خیرات کا روپیہ ملے گا اس امت کا پہلا مقتول میں اور میرے اہلبیت ہیں قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے قیامت اس وقت تک قائم نہ ہو گی جب تک روئے زمین پر کوئی ہاشمی بھی چلتا پھرتا ہو۔

(۱۰۲) وقال ؑ انا قتیل العبرة لا یذکرنی مومن الا بکی ۔

(۱۰۳) وقال ؑ کلمات اذا قلتهن ما ابالی عمن اجتمع علی من الجن والانس بسم الله وبالله والی الله وفی سبیل الله ، وعلی ملة رسول الله اللهم اکفنی بقوتك وحولك وقدرتك شر کل مختال ، وکید الفجار فانی احب الابرار واوالی الاخیار وصلی الله علی محمد النبی وآله وسلم

مر علیه السلام علی عبد الله بن عمرو بن العاص فقال عبد الله من احب ان ینظر الی احب اهل الارض الی اهل السماء فلینظر الی هذا المجتاز ۔ فما کلمته منذ لیالی صفین فاتی به ابو سعید الخدری ۔

(۱۰۴) فقال ؑ له الحسین اتعلم انی احب اهل الارض الی اهل السماء وتقاتلنی وابی یوم صفین ، والله ان ابی لخیر منی

(۱۰۲) کامل الزیارة (۱۰۳) سفینة البحار (۱۰۴) مناقب ابن شهر آشوب ۔

(۱۰۲) میں کشتۂ گریہ ہوں جو مومن مجھے یاد کرے گا روئے گا۔

(۱۰۳) آپ نے فرمایا کہ چند کلمے ہیں جن کو اگر میں دُہرا لوں تو اگر مجھ پر جن و انس بھی مل کر یورش کریں تو میں پروا نہ کروں گا وہ دعا یہ ہے بسم اللہ وفی سبیل اللہ الخ یعنی اللہ کے نام کے ساتھ۔ اللہ کے ساتھ اور اللہ کی طرف اور اللہ کی راہ میں اور پیغمبر خدا کی ملت پر۔ خدایا اپنی قوت قدرت، طاقت کے ذریعہ ہر فریبی کے فریب اور بدکاروں کے مکر و فریب سے مجھے محفوظ رکھ کہ میں نیکوکار اور صاحبان خیر کو دوست رکھتا ہوں اور خدا رحمت نازل کرے محمد مصطفےٰ اور اُن کی آل پر اور انھیں سلامتی عنایت فرمائے۔

امام حسین کا گذر عبدالرحمٰن بن عمرو عاص کی طرف سے ہوا اس نے آپ کو دیکھ کر کہا جو شخص ایسے شخص کو دیکھنا چاہتا ہو جو روئے زمین کے باشندوں میں آسمان کے رہنے والوں کو سب سے پیارا ہو تو وہ آپ کو دیکھے۔ مجھے شہدائے صفین کے بعد آج تک شرف ہمکلامی نصیب نہیں ہوا ابوسعید خدری عبدالرحمٰن کو لیے ہوئے امام کے پاس آئے۔

(۱۰۴) امام نے پوچھا تم جانتے ہو کہ مَیں اہل زمین میں محبوب ترین شخص ہوں اہلِ آسمان کے نزدیک پھر بھی مجھ سے اور میرے باپ سے صفین میں برسرپیکار رہے خدا کی قسم میرے باپ تو مجھ سے بھی بہتر تھے۔ عبدالرحمٰن نے

رفاستغفر وقال ان النبیؐ قال لی اطع اباك)
قالؑ اما سمعت قول اللهٰ تعٰ وان جاهداك
علی ان تشرك بی ما لیس لك به علم فلا
تطعهما ، وقول رسول اللهؐ انما الطاعة
فی المعروف وقولهؑ لا طاعة لمخلوق فی
معصیة الخالق -

قیل سال رجل الحسینؑ حاجة -
(١٠٥) فقالؑ له یا هذا سوالك ایای یعظم
لدی ومعرفتی بما یجب لك یکبر
علی ، ویدی تعجز عن نیلك بما
انت اهله والکثیر فی ذات الله
قلیل وما فی ملکی وفاء
یشکرك فان قبلت بالمیسور دفعت
عنی مرارة الاحتیال لك
والاهتمام بما اتکلف من واجب
حقك -

فقال الرجل اقبل یا بن رسول اللهؐ الیسار

(١٠٥) مقتل الخوارزمی

معذرت کی کہ پیغمبر نے مجھے حکم دیا تھا کہ باپ کی اطاعت کرنا، آپ نے فرمایا یہ ٹھیک ہے لیکن تم نے خداوند عالم کا یہ ارشاد نہیں سُنا کہ اگر والدین تم کو شرک پر مجبور کریں تو اُن کی اطاعت نہ کرنا۔ نیز پیغمبر کا یہ ارشاد کہ وہی فرمانبرداری فرمانبرداری ہے جو اچھے کاموں میں ہو۔ نیز یہ ارشاد پیغمبر بھی کہ خدا کی نافرمانی کرنے کے لیے کسی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں۔

ایک شخص نے آپ سے عرض حاجت کی

(۱۰۵) تو آپ نے فرمایا اے شخص تیرا مجھ سے سوال کرنا میرے نزدیک بہت اہم ہے اور تیرا جو حق اپنے اوپر واجب سمجھتا ہوں وہ بہت بڑا ہے۔ اور تو جو کچھ پانے کا مستحق ہے اس کے دینے سے میرا ہاتھ قاصر ہے اور خدا کی راہ میں کثیر بھی بہت قلیل ہے اور نہ میرے مِلک میں اتنا مال ہے جسے میں تجھے دے کر تیرے اس احسان کا جو تو نے مجھ پہ مجھ سے سوال کر کے کیا ہے پوری شکر گذاری کر سکوں تو جو کچھ مجھے میسر ہے اگر تم اسے قبول کر لو تو مجھ سے اس تلخی کو دُور کر دو گے جو مجھے تمھاری حاجت پوری کرنے کی چارہ جوئی میں ہو گی اور اس فکر و پریشانی سے بچا لو گے جو تمھارا واجبی حق پورا کرنے میں ہو گی۔

اس شخص نے کہا فرزند رسول جو کچھ آپ دے سکیں گے میں قبول

واشكر العطية واعذر على المنع فدعى ع بوكيله

وجعل يحاسب على نفقاته حتى استقصاها ثم قال

لهات الفاضل من الثلاثمائة الف فاحضر

خمسين الفا قال فما فعلت بخمس مائة

دينار قال هي عندي قال احضرها قال فدفع

الدراهم والدنانير الى الرجل وقال هات من

يحمل معك هذا المال فاتاه بالحمالين

فدفع اليهم الحسين ع ردائه لكراء حملهم

حتى حملوه معه فقال مولى له والله

ما بقي عندنا درهم واحد فقال ع

لكن ارجو ان يكون لي بفعلي هذا

اجر عظيم -

(١٠٦) وقال ع لابي عبد الرحمن يا ابا عبد الرحمن

اما علمت ان من هوان الدنيا على الله تع

ان راس يحيى بن زكريا اهدي الى بغي

من بغايا بني اسرائيل اما تعلم ان بني اسرائيل

كانوا يقتلون ما بين طلوع الفجر الى طلوع الشمس سبعين نبيا

کرلوں گا اور آپ کے عطیہ کا شکر گذار ہوں گا - اور جو نہ دے سکیں گے
اس سے معذور سمجھوں گا - امام نے اپنے وکیل کو بلایا اور اس سے
اخراجات کا حساب لینے لگے یہاں تک کہ پورا حساب لے لیا اس کے
بعد فرمایا تین۳ لاکھ درہم میں سے جتنا فاضل بچا ہے وہ لے آؤ۔ وہ
۵۰ ہزار درہم لایا - آپ نے وکیل سے پوچھا وہ ۵۰۰۰ دینار کیا کیے
کہا وہ میرے پاس ہیں - فرمایا اسے بھی لاؤ - آپ نے وہ کُل درہم و
دینار اس شخص کے حوالے کیے اور فرمایا مزدور بلا لو جو یہ مال تمھارے
ساتھ اٹھاکر لے جائے - وہ مزدوروں کو بلا لایا - آپ نے اُن مزدوروں کو
مزدوری میں اپنی ردا اُتار کر حوالہ کی اور وہ تمام درہم و دینار اُٹھا کر
لے گئے - آپ کے ایک غلام نے کہا خدا کی قسم اب ہمارے پاس
ایک درہم بھی نہیں بچا - امام نے فرمایا لیکن میں اپنے اس فعل کی
بدولت اجرِ عظیم کا خدا سے امیدوار ہوں -

(۱۰۶) امام نے ابو عبدالرحمٰن سے فرمایا اے ابو عبدالرحمٰن تمھیں معلوم نہیں
کہ خدا کی نگاہوں میں دنیا کی حقارت و ذلت سے یہ بات بھی تھی کہ
یحییٰ بن زکریا کا سر بنی اسرائیل کی فاحشہ عورتوں میں سے ایک فاحشہ کو
تحفۃً پیش کیا گیا - تمھیں معلوم نہیں کہ بنی اسرائیل طلوعِ فجر سے
لے کر طلوعِ آفتاب تک ستّر نبیوں کو قتل کرتے تھے پھر اپنے بازاروں میں

ثم يجلسون فى اسواقهم يبيعون ويشترون
كان لم يصنعوا شيئا فلم يعجل الله عليهم
بل اخذهم بعد ذالك اخذ عزيز
ذى انتقام اتق الله يا اباعبد الرحمن ولاتدع
لى نصرتى -

بیٹھ کر اتنی بے فکری سے خرید و فروخت کرتے تھے جیسے انھوں نے
کچھ کیا ہی نہیں پھر بھی خداوند عالم نے ان پر عذاب نازل کرنے میں
جلدی نہیں کی بلکہ بعد میں اتنی شدید گرفت میں لیا جتنی شدید گرفت
قوی و طاقتور انتقام لینے والے کی ہوتی ہے۔ اے ابوعبدالرحمٰن
خدا سے ڈرو اور میری نصرت ترک نہ کرنا۔

۷۸۶

بلاغت الحسینؑ

اور دفتر اصلاح کی دوسری کتابیں

پاکستان میں ملنے کا پتہ

سید محمد حسین بی اے

۲۸۷ جی، آر، ڈبلیو

لارنس روڈ

کراچی

مجالسِ خاتون

شیعہ خواتین میں خدا کے فضل سے زنانی مجلسوں کا رواج بڑھتا جاتا ہے مگر ان کے پڑھنے کے لیے ایسی کتاب نہیں ملتی جس میں ان کو اصول دین کی تعلیم بھی ساتھ ساتھ دی گئی ہو ان کے عقائد بھی سمجھا کر بیان کیے گئے ہوں، ان کے مذہب شیعہ کی خوبیاں بھی دکھائی گئی ہوں اور ان کے بزرگان دین کا مرتبہ بھی بتایا گیا ہو حضرت مدیر اصلاح دام ظلہ کا یہ احسان عظیم بھلایا نہیں جا سکتا کہ تین جلدوں میں مجالس خاتون بہت سہل عبارت اور صاف زبان میں لکھی کہ عورتیں اس کو اپنی مجلسوں میں پڑھیں اور اپنے مذہب کا حق ہونا خود بھی سمجھیں اور دوسروں کو بھی بتائیں۔ پہلی جلد میں عشرۂ محرم میں پڑھنے کے لیے تینتیس سے زائد مجلسیں ہیں اور چوتھی مرتبہ شائع ہوئی ہے۔ دوسری جلد بھی دوبارہ چھپی ہے جس میں ۱۲ر محرم سے ۲۸ صفر تک پڑھنے کے لیے بکثرت مجلسیں لکھی گئی ہیں اس کتاب کے مضامین زیادہ تر قرآن مجید اور حضرات اہلسنت کی معتبر کتابوں سے لیے گئے ہیں۔ جن کے ماننے میں مسلمانوں سے کسی شخص کو عذر نہ ہوگا۔ اس کتاب کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کا کل مضمون ہر مذہب والے کے سامنے پڑھا جا سکتا ہے۔ اس میں کوئی بات ایسی نہیں ہے جو کسی غیر مذہب والے کو بری معلوم ہو۔ اس کتاب کا جو مضمون جس کتاب سے لیا گیا ہے اس کا نام، صفحہ، سطر کے نیچے نوٹ کے طور پر لکھ دیا گیا ہے۔

یہ کتاب مومنات اور ان کی لڑکیوں کی مذہبی تعلیم کے لیے بہترین نصاب تعلیم بھی ہے اور زنانی مجلسوں کے لیے گراں قدر نعمت بھی۔

قیمت حصہ اول (۱؎ ۲ر) حصہ دوم (للعہ)

زین العزاء جناب سید زین العابدین صاحب مرحوم سب جج حکومت بہار کے مقبول ترین نوحے جو ملک کے موقر جرائد کے محرم نمبروں میں چھپ کر ہمہ گیر مقبولیت حاصل کر چکے ہیں۔ قیمت صرف دس آنے (۱۰ر)

دفتر اصلاح کھجوا (بہار)

حضرت امیر المومنینؑ کی بے مثل سوانح عمری

شیعیان ہند و پاکستان کے محبوب ہر دلعزیز ماہنامہ اصلاح کھجوا (بہار)

نے جنوری ۱۹۵۱ء سے حضرت امیر المومنینؑ کی عظیم الشان سوانح عمری کا سلسلہ شروع کیا ہے
یہ سوانح عمری دس جلدوں میں ہوگی اور رسالہ اصلاح کے ساتھ ہر سال ایک جلد شائع
ہوگی بفضلہ تعالیٰ دو جلدیں شائع ہو کر ہمہ گیر مقبولیت حاصل کر چکی ہیں۔ پہلی جلد

اعجاز الولی

جس میں ثابت کیا گیا ہے کہ جب تک حضرت علی پیدا نہیں ہوئے حضرت محمد مصطفےٰ
مبعوث برسالت نہ ہوئے جس سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام جس طرح پیغمبر کا محتاج تھا اسی طرح
حضرت علیؑ کا بھی محتاج رہا اور یہ کہ جس طرح قرآن مجید اسلام کا زندہ معجزہ ہے اسی طرح
پیغمبر کے اہلبیتؑ اور خاص کر حضرت علی کی ذات بھی اسلام کا نہایت عظیم الشان اور
بے مثل معجزہ ہے۔ حجم ۵۰۰ صفحہ قیمت صرف سات روپیہ (مع ۱) دوسری جلد

قرآن ناطق

جس میں دکھایا گیا ہے کہ قرآن مجید میں جس قدر فضائل و مناقب حضرت امیر المومنینؑ
اور اہلبیتؑ کے بھرے ہوئے ہیں ان کا دسواں بلکہ سواں حصہ بھی کسی اور صحابی یا ز...
نہیں ہوسکتا۔ قیمت سات روپیہ (مع ۱)

منیجر اصلاح کھجوا (صوبہ بہار)

مولانا محمد باقر صاحب قبلہ کے حکم سے مطبع اصلاح کھجوا (بہار) میں چھپ کر شائع ہوا